وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (القرآن)

الأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (الحديث)

حیات

شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہم

مؤلف:

مولانا محمد امین مدظلہ

مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِن لَّا تَشْعُرُونَ (القرآن)

حیات شہداء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

پسند فرمودہ

مناظر اسلام شاہین ختم نبوت

مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کتب خانہ مملوکہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مولانا محمد امین مدظلہ

استاذ الحدیث مدرسہ جامعہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر

مکتبہ نافع بہاولپور
0301-7755153

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا محمد امین مبارکپوری مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے مایہ ناز استاد مولانا محمد امین صاحب جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل ہیں۔ آپ تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کو بھی لے کر چل رہے ہیں اور دونوں میں کامیابیاں حاصل کررہے ہیں۔ آپ نے ۲۰۲۱ء میں ''حیات شہداء کرام علیہم السلام'' کے نام سے کتاب شائع کی۔ اس سے قبل عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ''التحقیق المتین فی حیات النبی الامین'' کے نام سے شائع کی۔ حیات شہداء کرام علیہم السلام سے اس مضمون کو حذف کرنے کے بعد جو پہلی کتاب میں آچکا ہے، اس مجموعہ میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ وعلماء امتہ اجمعین امین۔ امابعد!

عن ابن عباس، قال قال عمر انہ سیکون ناس یکذبون بالدجال، ویکذبون بطلوع الشمس من مغربھا، ویکذبون بعذاب القبر، ویکذبون بالشفاعۃ، ویکذبون بالحوض، ویکذبون بقوم یخرجون من النار بعدما امتحشوا۔ (کنزل العمال ج ۱ ص ۳۸۷ مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۵۸۸

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب بہت سارے لوگ ایسے آئیں گے (جو قرب قیامات کی علامات میں سے بہت ساری چیزوں کو تاویل باطل کے ذریعے یا مکمل انکار کرنے کے ذریعے جھٹلائیں گے) (۱) دجال کے آنے کو جھٹلائیں گے۔ (۲) سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کو جھٹلائیں گے۔ (۳) عذاب قبر کو جھٹلائیں گے۔ (۴) قیامت والے دن کی شفاعت کو جھٹلائیں گے۔ (۵) حوض کوثر پر لوگوں کے آنے کو جھٹلائیں گے۔ (۶) جہنم میں جل بھن کر نجات پانے والوں کو جھٹلائیں گے۔ یوں کہیں گے جو جہنم میں چلا گیا وہ کبھی اس سے نجات پانے والا نہیں ہوگا جیسے معتزلہ وغیرہ کا مسلک ہے۔

غیر مدرک بالقیاس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حکما مرفوع ہوتا ہے گویا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یوں فرمانا چاہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کے فتنوں میں سے ان چھ فتنوں کا بھی تذکرہ کیا ہے بعض فتنے فرقے ایسے ایسے آئے ہیں اور موجود ہیں اور قیامت تک آتے رہیں گے جو ان چھ کی چھ علامات کا مکمل انکار کرتے ہیں اور بعض فتنے ایسے ہیں جو ان چیزوں میں سے بعض کا انکار کرتے ہیں بعض کا نہیں جیسے منکرین حیات کا فتنہ یہ عذاب قبر کا مکمل طور پر انکار کرتا ہے کسی قسم کی کوئی گنجائش حیات کی اس زمینی قبر میں جسم عنصری کے لئے باقی نہیں رکھتا۔

اس اشاعتی ومماتی نام کا کوئی مستقل فتنہ آج تک ان کے علاوہ کوئی اور نہیں آیا جو عذاب قبر کا اس حد تک انکار کرتا ہو کہ عذاب قبر ماننے والوں پر کفر کے فتوے لگائے ہوں اس نام کے فتنے کی ابتداء خالصتاً پاکستان میں ہوئی ہے۔ ان کے علاوہ بھی موجودہ دور میں بہت سارے مسلک والے ایسے لوگ موجود ہیں جو جسم عنصری کے لئے حیات خاص کر انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات قبور کا انکار کرتے ہیں جیسے غیر مقلدین کیپٹن عثمانی والا فرقہ، باطل فرقے تقریباً سارے حیات قبر کے سلسلہ میں افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ کوئی مکمل طور پر انکار کرتے ہیں اور کوئی مرنے والوں کو خدائی درجہ دے کر سجدے شروع کئے ہوئے ہیں، اعتدال والا مسلک صرف اور صرف جمہور اہلسنت علماء دیوبند کا ہے جو نہ سجدوں، چڑھاووں، چادروں، عرسوں، درباروں کے قائل ہیں نہ انسان کی موت کے بعد اس جسم عنصری کے عدم ختم اور فنا ہونے کے قائل ہیں بلکہ جو قرآن وحدیث سے ثبوت ملتا ہے کہ موت کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام، شہدا کرام، اولیاء کرام رحمہم اللہ عوام الناس کی دنیا والی زندگی ختم ہوگئی ہے اور اب قبر میں یا جہاں کہیں انسان کا جسد عنصری ہو جس شکل میں مرضی ہو زمین کے ذرات کی صورت میں ہو یا چرند پرند کھا گئے ہوں روح کا تعلق دوبارہ اسی جسم عنصری کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے جس سے وہ مرنے والا انسان جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رہتا ہے یا کافر فاسق جہنم کا دکھ درد محسوس کرتا رہتا ہے یہ قیامت تک سلسلہ جاری رہے گا ان فرقوں میں سے جو مکمل طور پر حیات قبر فی الارض کا انکار کرتے ہیں وہ احادیث میں وارد شدہ وعیدات سے بچنے کے لئے لوگوں کو یوں دھوکہ دیتے رہتے ہیں کہ ہم بھی عذاب وثواب قبر مانتے ہیں لیکن روحانی، برزخی، جنت والی، دوٹوک اپنا عقیدہ کبھی بیان نہیں کریں گے کہ ہم روح کو صرف زندہ مانتے ہیں جسم عنصری کو فنا ہونے والا ختم ہونے والا لکڑی کی طرح عدم ہونے والا مانتے ہیں ان کا یہ دھوکہ لوگوں کے سامنے تو شاید چل جائے لیکن علیم بذات الصدور کے سامنے نہیں چل سکے گا۔

ان کا یہ دھوکا بعینہٖ قادیانیوں والا دھوکہ ہے جیسے قادیانی کہتے ہیں کہ ہم بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں براہین احمد یہ حصہ پنجم میں مرزا لکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا اور وہاں جسم کے ساتھ زندہ رہنا یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے میں نے اس کا کبھی انکار نہیں کیا لیکن ان مولویوں سے میرا اختلاف ہو گیا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام جسم مثالی اعلیٰ، اولی جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔ (جنت میں روحانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں) لیکن یہ مولوی کہتے ہیں کہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری دنیا والے جسم کے) ساتھ زندہ ہیں اب کون مانتا ہے مرزے کی اس بات کو کہ میں بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہوں؟ جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے جس طرح مسلمان عوام الناس مرزائیوں کے اس دھوکے میں نہیں آتے کہ وہ بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہو سکتے ہیں بالکل اسی طرح منکرین حیات فی القبر کے دھوکے میں بھی نہیں آنا چاہئے۔ جب وہ یہ کہیں کہ ہم بھی حیات قبر کو جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے مانتے ہیں لیکن ہم روحانی جنت، برزخ اعلی علیین والی حیات مانتے ہیں اس زمینی مٹی گڑھے والی قبر کی حیات کو نہیں مانتے جو جسم عنصری کو حاصل ہے جیسے ایک منکر حیات لکھتا ہے کہ حیات شہداء میں کسی کا اختلاف نہیں قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اس حیات ثانیہ برزخیہ کا انکار قطعیات ومحکمات کا انکار ہے۔ لیکن اس حیات کے ساتھ اپنی ناصواب دانش سے عنصریہ (جسم عنصری حیات فی القبر) کی قید بڑھانا اور یہ کہنا کہ اللہ کے راستہ میں جو قتل ہوا ہے وہ جسم ہے چونکہ قتل شہید کا جسم ہوتا ہے لہٰذا جسم ہی زندہ ہے۔ یہ عقلی ڈھکوسلہ بازی ہے کہ قتل جسم ہوتا ہے تو زندہ بھی جسم ہوتا ہے۔ (حیات شہدائی الجنۃ، مولوی مصطفی مینگل مقدمہ)

اب اس نے کیسے دھوکہ دیا کہ حیات شہداء میں کسی کا اختلاف نہیں قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اس حیات ثانیہ برزخیہ کا انکار قطعیات ومحکمات کا انکار ہے۔ گویا یہ کہنا چاہتا ہے کہ ہم بھی مرزے کی طرح حیات ثانیہ برزخیہ بغیر جسم عنصری کے مانتے ہیں۔ قطعیات ومحکمات میں گویا صرف اسی روح والی حیات کا تذکرہ ہے جسم عنصری کا اشارہ تک کہیں نہیں ملتا اور جو جسم عنصری کے حیات کے قائل ہیں وہ ناصواب دانش وفہم رکھتے ہیں عقلی ڈھکوسلہ بازی ہے۔ اس کے اس فتوے میں تمام مفسرین محدثین فقہاء عظام تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں جو اس جسم عنصری کی حیات فی القبر کے قائل ہیں آنے والے تمام تر دلائل صرف اس بات پر دلالت کرتے ہیں ہیں کہ یہی جسم عنصری ہی قبر میں روح کے تعلق کے ساتھ زندہ ہوتا ہے اور یہی قبر ہی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے اور تمام منکرین حیات آنے والے تمام دلائل کا کلی طور پر انکار کرنے والے ہیں یا تاویل باطل کرنے والے ہیں یا یہ کہہ کر کہ یہ سب احادیث ضعیف ہیں جان چھڑوانے والے ہیں ہم تمام تر منکرین حیات فی القبر کو خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہوئے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ اپنے باطل عقائد میں نظر ثانی کرتے ہوئے اتنی لچک ضرور رکھیں کہ کم از کم انسان اہل سنت والجماعت سے خارج نہ ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

منکرین حیات فی القبر کو خیر خواہانہ مشورہ

منکرین حیات سے گزارش ہے کہ جب آپ خود دل سے یہ باتیں تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث اور اجماع میں جہاں کہیں قبر والا لفظ آتا ہے اس سے مراد یہ دنیا والی زمینی قبر ہی مراد ہوتی ہے قبر والی حیات قرآن واحادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ مطلقاً انکار کرنوالے کو کافر کہتے ہیں۔ اس کا انکار قطعیات ومحکمات کا انکار ہے۔ وغیرہ وغیرہ! جب عذاب وثواب قبر کا تمہیں اتنا یقین ہے تو پھر صرف اتنی بات سے کہ یہ زمین والی قبر عرفی قبر ہے شرعی قبر نہیں۔ حالانکہ یہ تقسیم عرفی وشرعی بھی صرف تمہاری ہے ورنہ قرآن وحدیث اجماع یا کسی محدث مفسر سنی عالم کی تحریر میں ذکر تو جہاں رہ گیا کہیں اشارہ تک نہیں ملتا تو عرفی وشرعی قبر کا بہانہ بنا کے اس دنیا والی زمینی قبر کا بالکلیہ انکار مناسب نہیں کم از کم یوں عقیدہ رکھو اور لوگوں کو بتاؤ کہ قرآن وحدیث میں جو قبر مراد ہے ہم اسی میں حیات مانتے ہیں چاہے اس قبر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مراد یہی زمینی قبر ہو جس میں جسم عنصری کو رکھا جاتا ہے یا علیین سجین والی قبر ہو جسم میں روح ہوتی ہے یا کوئی اور ہو جو ان دونوں کے علاوہ ہو جو اللہ، اس کے رسول ﷺ کی مراد ہے ہم اسی میں حیات مانتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مراد حیات سے اسی جسم عنصری کی ہی حیات ہے تو ہم بھی اسی کے قائل ہیں اگر جسم عنصری اور روح دونوں کی یا صرف روح کی حیات مراد ہے تو ہم بھی اسی کے قائل ہیں۔ یہ معتدل راہ ہے۔ یہ زور لگانا کہ قرآن وحدیث میں حیات سے مراد روح کی روحانی، جنت والی علیین سجین والی حیات ہی مراد ہے۔ زمینی قبر والی حیات جسم عنصری کی مراد ہو ہی نہیں سکتی جو اس حیات عنصری کا قائل ہے وہ مشرک کافر ہے بالکل مناسب نہیں اور نہ ہی آپ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ قطعی طور پر کسی آیت یا حدیث کی مراد متعین کر سکیں۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مراد حیات سے حیات جسم عنصری اور روح دونوں کی ہوئی تو پھر کیا بنے گا آپ حضرات کا؟ اس لئے مناسب یہی ہے کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو کہ جو اللہ تعالیٰ کی مراد وہی ہماری مراد۔ نہ یہ کہ جو ہماری مراد وہی اللہ تعالیٰ کی مراد۔

تمام فرقوں سے گزارش

منکرین حیات کے علاوہ باقی تمام فرقوں سے گزارش ہے کہ اپنے باطل عقائد کو ثابت کرنے کے لئے خود ہی قرآن کی آیت یا حدیث پڑھ کر خود ہی ترجمہ کرنا اور خود ہی اپنے عقیدے پر استدلال کر لینا اور یہ زور لگانا کہ بس اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی یہی مراد ہے اس کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتی جو اس معنی اور استدلال کو نہیں مانتا وہ کافر، گستاخ، وہابی، قرآن وحدیث کا منکر ہے بالکل مناسب نہیں یا پھر یوں لوگوں کو گمراہ کرتے رہنا کہ ہمارے عقیدے یا ہمارے کسی عمل کی نفی واضح لفظوں میں کہیں نہیں آتی۔ لہٰذا ہمارے عقائد واعمال بدعت ثابت ہو گئے بالکل جائز نہیں۔ صرف ان عقائد واعمال کی نفی کا واضح لفظوں میں کہیں تذکرہ نہ آنا یہ کونسی دلیل ہے آپ کے عقائد واعمال کے ثبوت کی۔ دعویٰ اپنے عقائد واعمال پر آپ خود کرتے ہیں تو دلیل بھی آپ کے ذمے ہے ہم سے نفی کا مطالبہ ہرگز جائز نہیں۔ آپ حضرات سے بھی یہی گزارش ہے کہ اپنے آپ کو اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کر دو کہ جو قرآن وحدیث کی مراد مطلب ہے ہم بھی وہی مانتے ہیں اگر ہمارے انہی عقائد واعمال والی مراد ہے تو ہم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مانتے ہیں اگر یہ مراد نہیں اور واقعی مراد نہیں تو ہم ان عقائد و اعمال سے برأت حاصل کرتے ہیں یہ کہنا کہ جو ہم نے کہہ دیا ہے وہی مراد ہے اور بس۔ دوسرا کوئی احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی مراد کی تعیین کا اختیار ہمیں حاصل ہے ہی نہیں۔

عوام الناس سے درخواست

تمام مسلمانوں سے گزارش کی جاتی ہے کہ کل قیامت والے صرف یہ کہہ دینے سے جان نہیں چھوٹ جائے گی کہ یا اللہ مولویوں میں اختلاف بہت زیادہ ہو گیا تھا حق باطل خلط ملط ہو گیا تھا ہمیں پتا ہی نہیں چل سکا۔ کون سی جماعت اہلسنت والجماعت ہے اور کون سی نہیں ہم کدھر جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہی اسی حق و باطل کو پہچاننے کے لئے ہے ہم پر فرض ہے کہ جس کام کے لئے آئے ہیں وہ پورا کر کے جائیں، وہاں عقائد و فرائض کے حوالے سے کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا ہر کسی نے جو عقیدے رکھے ہیں اور جو ساری زندگی عمل کئے ہے اپنا اپنا حساب و کتاب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ جاہلانہ باتیں نہیں چلیں گی کہ بندہ کو صرف مسلمان ہونا چاہئے اور بس۔

میرے نزدیک سب مسلمان سب فرقے والے صحیح ہیں۔ یہ باتیں کافروں کے مقابلہ میں کہی جاتی ہیں کہ بندہ کو کم از کم مسلمان ہونا چاہئے۔ مسلمانوں کے سامنے یہ کہنا چاہئے کہ کم از کم بندے کو اہلسنت میں سے ہونا چاہئے۔

کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہتر یا تہتر فرقوں میں سے صرف ایک جماعت جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلے گی (ابتداء) نجات پائے گی اور وہ ہے اہلسنت والجماعت اگر سب کے پیچھے چلنا صحیح ہوتا تو یہ فرمان کبھی جاری نہ ہوتا نجات پانے والی جماعت کے ساتھ چلنا ہر فرض سے بڑھ کر فرض ہے ورنہ فرائض کا اعتبار ہی نہیں اس لئے کہ جب ہم دنیا میں کسی دنیاوی کام میں کسی سے ساری زندگی دھوکہ نہیں کھاتے کہ ساری زندگی ہی غلط کام ہوتے رہیں تو دین کے معاملے میں ساری زندگی کیوں ہم کسی کے دھوکے میں پڑے رہیں۔ اہلسنت والجماعت والے عقائد اور اعمال پر زندگی گزارنا ہی کامیابی کا سبب ہے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں، وہ اہلسنت چاہے حنفی علماء ہوں، یا شافعی، یا حنبلی، و مالکی مسلک کے علماء ہوں ان میں اصولی، اور عقائد کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے، ان سب کے عقائد کی کتابوں کے نام درج کر دیئے ہیں انہیں کے مطابق چل کر زندگی گزارنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطاء فرمائیں۔ بندہ اپنی ان گزارشات کے آخر میں ان سب حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے میری کسی بھی قسم کی رہنمائی فرمائی ہے ان سب حضرات کو اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان جزائے خیر عطاء فرمائے۔

قارئین کرام! سے التماس ہے کہ اگر کہیں کوئی کمی کوتاہی نظر آئے کسی بھی لحاظ سے تو بندہ کو ضرور اس پر مطلع فرمائیں بندہ آپ کا بے حد مشکور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول و منظور فرمائے، بندہ اور اس کے تمام متعلقین کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین!

محمد امین غفرلہ...... مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر

۲۶ ر رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بمطابق ۱۱ ر مارچ ۲۰۲۱ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوٹ: اس کتاب کے کچھ صفحات (ص ۱۵ تا ۲۸) مصنف کی کتاب "التحقیق المتین فی حیات النبی الامین" میں آ چکے ہیں۔ اس وجہ سے یہاں سے تکرار سے بچتے ہوئے ان کو حذف کیا جاتا ہے۔

حیات شہدا کے متعلق اہلسنت علماء دیوبند کا عقیدہ

اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ جو مسلمان صحیح العقیدہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جان کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کردے۔ میدان جہاد میں تو وہ حقیقتاً شہید ہے، شہید کے جو فضائل قرآن وحدیث میں آئے ہیں۔ ان سب کا ان شاء اللہ یہ مستحق ہوگا۔ خصوصاً شہید ہونے کے بعد، جو اس کو زندگی ملے گی وہ روح کے تعلق، واسطے سے حقیقتاً بدن کے لئے ہوگی، جو بدن (جسم عنصری) شہید، قتل ہوا ہے تمام تر اعزاز وکرام جو روح کو ملتے ہیں جنت میں، عرش کے نیچے، سبز پرندوں کے پوٹوں کی شکل میں، جنت میں سیر و سیاحت اور عمدہ سے عمدہ لذیذ نعمتوں کا کھانا، پینا یہ سب کچھ روح کے واسطے سے درحقیقت اسی بدن کے لئے ہوتا ہے اور بدن بھی روح کے ساتھ جنت کی تمام نعمتوں سے پوری طرح تلذذ حاصل کرتا ہے۔ شہید کا بدن قبر میں ہو، اس کو درندے کھا جائیں، سمندر میں ڈوب جائے یا اس کے بدن کو آگ میں جلا کر راکھ کردیا جائے، جہاں کہیں مرضی چلا جائے۔ جس صورت میں ہو اس کا ہر ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اسی نے ہی روح کے واسطے بدن کو راحت، دینی ہے اور وہ اس بات پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ قرآن وحدیث میں جہاں کہیں شہید کی حیات کا ذکر ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ اس حیات سے مراد اسی قبر والے جسم کی حیات مراد ہوتی ہے، اسی حیات کے مختلف نام ہیں۔ حیات جسمانی، حیات حسی، حیات روحانی، حیات دنیوی، حیات برزخی، حیات قبر، نام مختلف ہیں مطلب سب کا ایک ہی ہے کہ شہید کا یہی جسم عنصری روح کے تعلق سے جہاں کہیں ہے زندہ ہے۔ لیکن شہید کی اس زندگی کا اس شخص کو پتا نہیں چل سکے گا جو اس فانی زندگی کے ساتھ دنیا میں زندہ ہے اور ابھی اس پر موت نہیں آئی۔ کیونکہ شہید کی قبر والی زندگی اس شخص کی فانی زندگی سے اتنی اعلیٰ، افضل، عمدہ ہے کہ یہ دنیا میں رہتے ہوئے محسوس بھی نہیں کرسکتا۔ عام آدمی کے لئے تو بالکل محال ہے، شہید کی زندگی کا شعور وادراک۔ ہاں! انبیاء کرام علیہم السلام معجزات کے ذریعے اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کشف وکرامات کے ذریعے محسوس کرلیں اور دیکھ لیں تو کوئی بعید نہیں۔ جب شہداء کرام کے لئے حیات جسمانی ثابت ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوئی۔

حیات شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ کا ثبوت علماء دیوبند کی عبارات کی روشنی

۱...... حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ پس آپ کا قبر شریف میں زندہ رہنا ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم (برزخی) کے مناسب ہوتا ہے وہ شہداء کے لئے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیاء کرام علیہم السلام میں ان سے اکمل واقویٰ ہے۔ (نشر الطیب ص ۱۴۵)

۲...... حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات، شہداء کی حیات سے افضل واعلیٰ ہے۔" (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۵ ص ۱۷۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۳...... حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات (قبر والی) مخصوص ہے۔ آپ علیہ السلام تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام شہداء کے ساتھ۔'' (المہند علی المفند، سوال نمبر پانچ کا جواب)

۴...... حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''شہداء کو مردہ نہ سمجھو جیسا کہ اس آیت میں ہے بلکہ وہ تو زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے۔'' (رحمت کائنات ص ۲۱۰)

۵...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''بلاشبہ مرنے کے بعد بھی اجزائے بدن سے روح کا تعلق رہتا ہے گو نیکوں کی روحیں علیین میں اور بروں کی روحیں سجین میں ہوتی ہیں لیکن روحوں کا روحانی تعلق ابدان کے ذرات کے ساتھ رہنا ضروری ہے خواہ کسی کو قبر میں دفن کریں، خواہ جلا دیں، خواہ ڈوب جائے۔ ذرے ذرے کے ساتھ روح کا تعلق بالاتر از فہم رہتا ہے۔'' (احکام اسلام عقل کی روشنی میں، ص ۲۰۵)

حیات شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منکرین حیات کا عقیدہ

اہلسنت والجماعت کے بالمقابل منکرین حیات شہداء کا عقیدہ یہ ہے کہ جس انسان کو موت آ گئی ہے روح جسم سے نکل گئی ہے تو اس روح کا جسم سے اب کوئی تعلق باقی نہیں رہا اور قیامت تک اس جسم عنصری سے روح الگ تھلگ رہے گی، نہ جسم عنصری میں دوبارہ کبھی داخل ہوگی نہ کبھی اس سے واسطہ ہوگا۔ یہ جسم عنصری جیسے ظاہراً مردہ، بے جان، لکڑی، پتھر کی طرح نظر آ رہا ہے ایسے ہی قبر میں، برزخ میں، مرنے کے بعد جسم، جہاں مرضی چلا جائے۔ سمندر میں غرق ہو جائے، آگ میں جلا دیا جائے، درندے، پرندے کھا جائیں، جسم محفوظ ہو، غیر محفوظ ہو، اس میں کسی قسم کی کوئی حیات نہیں اس جسم میں اور لکڑی، پتھر، مٹی، بے جان چیزوں میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں، جیسے لکڑی پتھر ذرے ذرے ہو کر ختم اور معدوم ہو جاتے ہیں یہ جسم بھی ذرے ذرے ہو کر ختم اور معدوم ہو جاتے ہیں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کے کہ وہ قیامت تک محفوظ رہیں گے، لیکن ہوں گے بے جان، ان کی بھی صرف اور صرف روح زندہ ہے جیسے لکڑی، پتھر کو راحت، ثواب کا کوئی شعور، ادراک احساس نہیں ہوتا ایسے ہی مرنے کے بعد اس جسم عنصری کو کوئی راحت، ثواب کا ادراک، شعور، احساس کچھ نہیں ہوتا۔ عام ہے کہ مرنے والے انبیاء کرام علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ ہوں، عام آدمی ہو، کافر ہو، مسلمان ہو، موت کے بعد جسم عنصری کے لحاظ سے سب برابر ہیں، بے جان، لکڑی پتھر کی طرح ہیں۔ کسی کی روح کا کسی لحاظ سے بھی کوئی اس جسم عنصری سے تعلق نہیں ہوتا۔ جیسے دیکھنے والا شخص اس میت میں کچھ نہیں محسوس کر رہا بالکل ایسے ہی میت بھی کسی قسم کا کچھ نہیں محسوس کر رہا۔ قرآن و حدیث میں جہاں کہیں حیات کی بات آتی ہے، عذاب یا ثواب کی بات آتی ہے، یا جو بھی فضائل، اعزاز و اکرام، یا رذائل جس کے لئے جو ثابت ہیں وہ سب کچھ روح کے لئے ہوتا ہے یا جسم مثالی کے لئے ہوتا ہے جو جسم مثالی روح کو دیا جاتا ہے۔ جنت کی سیر و سیاحت ہو یا نعمتوں سے تلذذ حاصل کرنا ہو وہ سب کچھ روح کو ہی حاصل ہوتا ہے اور جسم عنصری مٹی کے ذروں کی طرح معدوم اور ختم ہو جاتا ہے۔ اس روح کی حیات کے مختلف نام ہیں۔ حیات برزخی، حیات روحانی، جنت والی حیات یعنی حیات انبیاء کرام علیہم السلام کا مسئلہ ہو یا حیات شہداء کا مسئلہ ہو دونوں کی حیات سے صرف اور صرف حیات روحانی مراد ہے کہ روح زندہ ہے جسم عنصری میں کسی قسم کی کوئی حیات نہیں ہوتی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

منکرین حیات شہداء کا عقیدہ ان کی عبارت کی روشنی میں

۱...... کتاب اللہ اور احادیث نبویہ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ شہید فی سبیل اللہ کی روح تو فوراً جنت میں داخل ہو جاتی ہے رہا جسم تو شہید کا جسم، روح اور جان کے بغیر رہ جاتا ہے اسی لئے تو اسے جثہ کہا گیا ہے۔

(اکابر کے باغی کون؟ مولوی خضر حیات بھکروی ص ۲۱۹)

۲...... کسی صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا جس میں حیات شہداء کا یہ مطلب بیان کیا ہو کہ شہید کا دنیا والا جسم زندہ ہوتا ہے یا روح دنیا والے جسم میں موجود ہوتی ہے۔ (اکابر کے باغی کون؟ ص ۲۲۲)

۳...... واضح ہو گیا کہ حضرات شہداء کی روحیں نہ تو جنت سے واپس دنیا میں آئیں نہ عنصری جسموں میں داخل ہوئیں۔ لہٰذا ان کی حیات جنت میں روحانی حیات ہے۔ (اکابر کا باغی کون؟ ص ۲۱۶)

۴...... شہداء کی حیات برزخی، روحانی، جنت والی ہے بایں طور کہ ارواح شہداء کو جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے اور جنت کی نعمتوں میں ارواح شہداء بسیرا کرتی ہیں اور وہاں ہی ان کو رزق دیا جاتا ہے ارواح شہداء ابدان عنصری میں ہرگز نہیں لوٹائی جاتی۔ (المسلک المنصور فی احوال من فی القبور مولوی خضر حیات ص ۱۰۴)

۵...... معلوم ہوا کہ عالم برزخ میں شہداء کی حیات محض روحانی اور برزخی ہے جسمانی نہیں۔ (المسلک المنصور ص ۱۲۹)

۶...... حیات برزخی کے لئے روح کا جسد عنصری میں ہونا کوئی ضروری نہیں اور نہ ہی روح کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ (المسلک المنصور ص ۱۳۸)

۷...... ہم اہلسنت والجماعت (منکرین حیات) کا عقیدہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو ایک قسم کی برزخی حیات عطاء فرمائی ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی موت کے بعد ایک مخصوص اور ممتاز حیات برزخی عطاء فرمائی ہے جو شہداء کی حیات سے ممتاز، اعلیٰ و افضل ہے، مگر یہ حیات نہ دنیاوی ہے اور نہ لفظ میت کے اطلاق کے منافی ہے اور نہ ارواح مبارکہ اجساد عنصری میں داخل ہیں اور نہ ارواح مبارکہ کا اجساد عنصریہ کے ساتھ تعلق ہے۔ (المسلک المنصور ص ۱۳۹)

۸...... یہ بات بھی قابل غور ہے کہ شہداء کی روحیں عنصری بدنوں سے تعلق کی درخواست کرتی ہیں لیکن ان کی یہ درخواست منظور نہیں کی جاتی۔ (اقامۃ البرہان، ابواحمد سجاد بخاری، ص ۱۰۶)

۹...... حیات شہداء کی جس کیفیت کو بیان فرمایا ہے اس میں شہداء کے عنصری بدنوں کو کوئی دخل نہیں اور ان کی ارواح کے ابدان کے ساتھ تعلق کی طرف اشارہ تک نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ شہداء کی حیات روحانی ہے اور ان کی روحوں کو یہ حیات اجساد مثالیہ کی وساطت سے حاصل ہے۔ اگر حیات شہداء سے ان کے قبروں میں مدفون بدنوں کی حیات مراد ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور بیان فرماتے اور ہرگز اسے نظر انداز نہ کرتے۔

(اقامۃ البرہان ص ۱۰۹)

۱۰...... اگر ان (شہداء) کی روحیں پہلے ہی سے ان کے بدنوں میں موجود ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ سے روحوں کو بدنوں میں لوٹانے کی آرزو ہرگز نہ کریں۔ (اقامۃ البرہان، ص ۱۰۶)

۱۱...... دنیا والے بدنوں کے بدلہ میں برزخ میں جو بدن شہیدوں کو ملتے ہیں محققین انہی بدنوں کو مثالی بدن کہتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہیں اور دنیا والے جسم جیسا جسم ہے جس کے ساتھ تمام معاملات، کھانا، پینا، آرام، راحت، لذت، والم وغیرہ سب اسی جسم مثالی برزخی کو حاصل ہوتے ہیں وہاں دنیا والا جسم نہیں ہوتا۔ (عقیدۃ الامت، مولوی شہاب الدین خالدی ص ۴۱)

۱۲...... شہداء کی حیات سے اگر حقیقت حیات یعنی روح کا تعلق انہیں ابدان کے ساتھ جو پہلے تھے یعنی ابدان عنصریہ لیا جائے تو یہ بات واقع کے بھی خلاف ہے اور شرح شریف کے بھی خلاف ہے۔ (ندائے حق ص ۳۲۶)

۱۳...... اجساد عنصری کی قید مبتدعین کی خودساختہ اور خانہ ساز قید ہے کسی آیت کریمہ یا احادیث نبویہ میں جسم عنصری کا کوئی ذکر نہیں۔ (تحقیق حق ۶)

۱۴...... مولوی عطاء اللہ بندیالوی لکھتا ہے کہ اس حقیقت پر کتنے دلائل اور کتنے حوالے پیش کروں کہ شہید کی زندگی دنیاوی قبر والی جسمانی زندگی نہیں ہے بلکہ یہ جنت والی عظیم روحانی زندگی ہے اور شہداء کی روحوں کا ان کے جسموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ (ماہنامہ ضیائے توحید ص ۱۷ بابت ماہ نومبر ۲۰۱۳ء)

منکرین حیات کی عبارات کا خلاصہ یہ ہے:

۱...... شہداء کرام رحمہم اللہ کا جسم، روح اور جان کے بغیر رہ جاتا ہے۔

۲...... ان کی حیات جنت میں حیات روحانی ہے۔

۳...... حیات برزخی ہے۔

۴...... جنت والی حیات۔

۵...... روح جسم عنصری میں داخل نہیں۔

۶...... روح کا جسم عنصری کے ساتھ تعلق نہیں۔

۷...... روحوں کو جنت میں جسم مثالی ملتا ہے۔

۸...... اسی جسم مثالی کے ساتھ تمام معاملات برتے جاتے ہیں کھانا، پینا، آرام، راحت، لذت والم وغیرہ۔

۹...... قبر والے جسموں سے روح کا تعلق مان لیا جائے تو شریعت کے خلاف کرنا لازم آئے گا۔

۱۰...... جو جسم عنصری کے زندہ ہونے کے قائل ہیں وہ بدعتی ہیں۔

۱۱...... تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو حیات برزخی، روحانی، حاصل ہے نہ کہ اجساد مطہرہ کو۔

منکرین حیات کے دلائل دعوے کے مطابق نہیں ہوتے

۱...... منکرین حیات کا دعویٰ یہ ہے کہ جسم عنصری کے ساتھ روح کا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ روح جنت میں ہوتی ہے۔ حالانکہ اپنے عقیدے کے مطابق کوئی ایسی حدیث یا آیت یا کسی محدث ومفسر کا قول دکھاتے کہ روح جنت میں ہے اور اس کا تعلق اس جسم کے ساتھ نہیں ہے۔ یعنی ان کے پاس اپنے عقیدے کے مطابق ایسی کوئی دلیل نہیں جس میں اشارۃً یا کنایۃً یا صراحتاً یہ بات ثابت ہو کہ روح کا جسم عنصری کے ساتھ تعلق نہیں۔ جب دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں تو گویا دعویٰ بے دلیل ہے۔ جب دعوی بلا دلیل ہے تو وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہوگا۔

۲... جب یہ حضرات اس بات کو مانتے ہیں کہ روح جنت میں ہوتی ہے اور شہید کو اللہ تعالیٰ ان الفاظ سے مخاطب کرتا ہے: ''یا عبادی وتشتھون فازیدکم'' اے میرے بندوں تم اور کیا چاہتے ہو کہ میں زیادہ کروں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پس وہ شہید کہتے ہیں: ''انا نختار ان تردارواحنا فی اجسادنا ثم تردنا الی الدنیا'' ہم پسند کرتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے اور ہمیں دنیا میں بھیج دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جن جسموں سے مخاطب ہوتا ہے۔ وہ جسم یہی دنیا والے جسم ہیں جن کو کہا ''یا عبادی'' اے میرے بندو! اور بندے یعنی شہیدوں کا تمنا کرنا تو اس بات کی دلیل ہے کہ ان جسموں میں حیات ہے۔ کیونکہ تمنا وہی چیز کرتی ہے جس میں حیات ہو اور یہ بالاتفاق مسئلہ ہے کہ یہی جسم عنصری تمنا کرتا ہے۔ کیونکہ جسم مثالی تمنا نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اس میں تو پہلے سے روح ہے۔ وہ کیسے تمنا کرے کہ روح کو میرے اندر لوٹا اور میں دوبارہ قتل ہو کر آؤں۔ حالانکہ پہلے یہ قتل نہیں ہوا۔ قتل وہ جسم عنصری ہوا ہے اور وہ جسم عنصری یہ تمنا کر رہا ہے کہ روح ہمارے جسموں میں لوٹا دے۔ تاکہ ہم دوبارہ پہلے کی طرح شہید ہو کر آئیں۔ اس جسم عنصری کا تمنائے شہادت کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہی جسم عنصری حیات ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا کہ اے میرے بندو! اور بندہ روح مع الجسد کو کہتے ہیں اور جسد سے مراد بھی جسد عنصری ہے۔

۳...... موت کے بعد شہیدوں کو جو زندہ کہا گیا ہے۔ اس زندگی سے اگر صرف جنت میں جسم مثالی والی زندگی مراد لیں اور جسم عنصری کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ مانیں تو عام مومنین اور شہید میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ کیونکہ عام مومنین جو شہید نہیں ہوئے۔ وہ بھی تو جنت میں جسم مثالی کے ساتھ رہتے ہیں اور خوب مزے اڑاتے ہیں۔ جب فرق نہیں تو پھر ''بل احیاء'' کیوں کہا۔ گویا ''بل احیاء'' کہنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جیسا کہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر شہدا کی اس حیات سے مرنے کے بعد فوری حیات مراد نہ لی جائے تو معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کی خبر سچی نہیں رہتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ خبر دی ہے کہ شہداء زندہ ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ فی الحال جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہوں۔ چونکہ روح پر تو موت آتی نہیں۔ اس لئے موت اور پھر حیات یہ اجسام ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی موت چونکہ اسی جسم عنصری پر وارد ہوئی ہے۔ شہید یہی جسم عنصری ہوا ہے اور تمنا بھی یہی کرتا ہے۔ لہٰذا حیات بھی اس کی ثابت ہوگی۔ اسی کے بارہ میں کہا کہ وہ زندہ ہے اور شک اسی جسم عنصری کے بارہ میں ہے۔ کیونکہ قتل یہی ہوا ہے۔ اب جن لوگوں نے اس آیت کی تاویل یہ کی ہے کہ ''احیاء'' سے مراد قبر اور برزخ میں زندہ نہیں۔ بلکہ جنت میں زندہ ہیں تو ان کی اس تاویل سے اللہ تعالیٰ کے اس ''احیاء'' والے ارشاد کا فائدہ ہی باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو اس پر یقین نہ رکھتا ہو کہ شہداء دیگر اہل جنت کی طرح زندہ ہوں گے۔ کیونکہ جنت میں سرے سے موت ہے ہی نہیں۔ (تسکین الصدور ص ۱۲۶)

یعنی جب مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ جنت میں ہر کوئی زندہ ہوتا ہے۔ وہاں کوئی مردہ نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں بتادیا کہ وہ جنت میں زندہ ہیں۔ ہاں! اس وقت بتاتے جہاں کوئی شک کرتا۔ لہٰذا جنت والی زندگی کے بارے میں کسی نے شک نہیں کیا تو اللہ نے اس کے بارہ میں بتایا بھی نہیں۔ جس کے بارہ میں شک کیا ہے۔ اس کے بارہ میں بتایا بھی ہے اور وہ ہے قبر والا جسم اس میں شک کی گنجائش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے شک کو دور کر دیا کہ نہیں وہ اسی جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔

۴...... ''بل احیاء عند ربهم یرزقون'' وہ شہید اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ یہ رزق اسی جسم عنصری کے لئے ملتا ہے۔ کیونکہ روح کو اس کھانے پینے، آرام و راحت والے رزق کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ روح ایک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور قائم بالغیر ہے۔ اس کا تو جسم ہی نہیں عین ہی نہیں صرف وجود ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جس طرح کہ ہوا وغیرہ کا وجود ہے جسم نہیں۔ جب یہ عین اور جسم والی چیز نہیں تو اس کو کھانے پینے کی ضرورت ہی نہیں۔ جیسے کہ روح المعانی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ شہداء کو خدا کے پاس رزق دیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ رزق جسم کے لئے ہوتا ہے۔ (روح المعانی ص ۱۷ ج ۲) اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا" حیات بمعنی افعال حیات ہیں۔ ورنہ ارواح سب زندہ ہیں۔ اسی لئے قرآن وحدیث میں جہاں بھی حیات کا ذکر آیا ہے۔ اس کے ساتھ فعل کو بھی افعال حیات میں سے ضرور ذکر کیا گیا ہے "بل احیاء عند ربھم یرزقون" میں ان کا مرزوق ہونا ذکر فرمایا ہے جو زندوں کا فعل ہے۔ یعنی اگرچہ دوسرے بھی زندہ ہیں۔ مگر ان لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ یہ زندوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ ان کو زندہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔ (ملفوظات کشمیری ۱۲۱)

حیات شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی روشنی میں

قارئین اب وہ دلائل آئیں گے جس سے معلوم ہوگا کہ شہید کا یہی جسم زندہ ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۱..... "ولاتقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون (بقرہ: ۱۵۴)" (جو اللہ کے راستہ میں مارے گئے ہیں۔ ان کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم کو شعور نہیں) چند قرائن سے یقین ہوجاتا ہے کہ شہداء کی حیات اجسام عنصریہ کو ہی حاصل ہے۔ کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے روح اور بدن عنصری سے مرکب کیا ہے۔ قتل والا فعل روح اور جسد عنصری کے مجموعے پر واقع ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ روح اپنی لطافت کی وجہ سے زندہ صحیح سلامت بچ نکلتا ہے اور جسد عنصری قتل ہوجاتا ہے۔ اس لئے مقتول فی سبیل اللہ جسد عنصری ہے اور اللہ تعالیٰ نے مقتول فی سبیل اللہ کو ہی مردہ کہنے سے منع کیا ہے اور یہ ممانعت محض ادب کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بل احیاء ای بل ھم احیاء" کہ وہ مقتول فی سبیل اللہ یعنی اجساد عنصریہ زندہ ہیں۔ وہ قرائن یہ ہیں:

۱..... مقتول فی سبیل اللہ کو زندہ کہا گیا ہے اور مقتول فی سبیل اللہ نہ روح ہے بلکہ اجساد عنصریہ ہیں۔

۲..... بل احیاء میں مبتدا محذوف ہے بل ہم احیاء ہم ضمیر کا مرجع من یقتل فی سبیل اللہ ہے اور قاعدہ ہے کہ مبتداء خبر کا محل ایک ہوتا ہے۔ مبتداء یعنی ہم ضمیر کا مرجع من یقتل فی سبیل اللہ ہے اور احیاء اس کی خبر ہے۔ ان دونوں کا محل ایک ہی ہوگا چونکہ مقتول فی سبیل اللہ اجساد عنصریہ کا محل قبر ہے تو احیاء کا محل بھی قبر ہوگا۔ معلوم ہوا کہ شہداء کے اجسام عنصریہ اپنے محل یعنی قبور میں زندہ ہیں۔

۳..... موت اور حیات میں تقابل، تضاد یا تقابل عدم وملکہ ہو تو متقابلین میں شرط یہ ہے کہ دونوں کا محل ایک ہو اور جب موت کا محل اجساد عنصریہ ہیں تو حیات کا محل بھی اجساد عنصریہ ہوں گے۔ اگر موت کا محل اجساد عنصریہ ہوں اور حیات کا محل روح یا بدن مثالی ہو تو یہ موت وحیات کے درمیان تقابل کے خلاف ہے۔

۴..... اس حیات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ: "ولکن لاتشعرون" شہداء یعنی مقتول فی سبیل اللہ زندہ ہیں، لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔ ان کی حیات غیر شعوری ہے جب کہ ارواح کی حیات شعوری ہے۔ یعنی وہ شعور میں آتی ہیں۔

فائدہ! حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس آیت کریمہ سے شہداء کی حیات مرنے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے بعد عبارت النص سے ثابت ہے اور اسی جسم کو حیات حاصل ہے۔ کیونکہ ''یقتل'' فعل مضارع کا صیغہ ہے اور فعل حدث پر دلالت کرتا ہے یعنی فعل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شہداء کو جو قتل کیا جاتا ہے۔ وہ قتل والا کام ختم ہو جاتا ہے۔ قتل کرنا ختم ہو گیا۔ ایسے نہیں کہ شہید کو ابھی تک قتل کر رہے ہیں اور شہید ہمیشہ قتل ہوتے رہیں گے۔ جب موت آگئی تو قتل کرنا ختم اور ظاہر ہے کہ قتل جسد عنصری ہوا ہے۔ نہ کہ جسم مثالی اور اسی جسد عنصری کو لوگ مردہ کہتے ہیں۔ جسم مثالی کو کوئی مردہ نہیں کہتا اور نہ ہی روح کو کوئی مردہ کہتا ہے تو جب اسی جسم کے بارے میں لوگوں نے کہنا تھا کہ مردہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شہید کے اعزاز و اکرام کی وجہ سے فوراً روک دیا کہ اس کے جسم کو مردہ نہ کہو ''بل احیاء'' بلکہ یہی جسم روح کے تعلق کی وجہ سے زندہ ہے۔ اب ان جسموں کو نہ مردہ کہنا ہے۔ نہ مردہ خیال کرنا اور نہ مردہ ہونے کا عقیدہ رکھنا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ موت تو ان پر یقیناً آئی۔ لیکن اس موت کو دوام نہیں۔ اب دوام ہے کس چیز کو تو آگے فرمایا: ''بل احیاء'' احیاء خبر ہے اس کا متبداء ہم ضمیر ہے جو من کی طرف لوٹ رہی ہے اور جملہ اسمیہ ہے (یعنی ''بل ہم احیاء'' اور جملہ اسمیہ استمرار کے لئے آتا ہے۔ یعنی ان کی یہ زندگی جو مرنے کے بعد عطاء ہو گئی ہے وہ ہمیشہ رہے گی) اب ان منکرین حیات کا یہ کہنا کہ قتل تو شہید کا جسم ہوا۔ لیکن ''بل'' کے بعد ''احیاء'' سے مراد جو حیات ہے۔ وہ صرف روح کے لئے حیات ہے۔ یہ بالکل وہی بات ہے جو قادیانی کہتے ہیں کہ: ''وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ ''قتل کا تعلق تو یقیناً جسم مسیح کے ساتھ ہے۔ لیکن رفع اور آسانوں پر اٹھانا صرف روح کا ہے۔ ہم کہتے ہیں جس جسم کو یہودی قتل کرنا چاہتے تھے۔ اسی جسم کو خدا نے قتل سے بچا کر آسانوں پر اٹھا لیا۔ اس طرح شہید کا جو جسم قتل ہوا۔ اسی جسم کو اللہ تعالیٰ نے حیات عطاء فرمائی ہے۔ کیونکہ ''بل'' سے پہلے اسی جسم عنصری کے قتل کا ذکر ہے تو بل کے بعد بھی لازمی طور پر اسی جسم عنصری کے احیاء کا ذکر ہے، کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ بل اپنے ماقبل سے حکم ختم کر کے اپنے مابعد کے لئے حکم کو ثابت کرتا ہے۔ جیسے ''جاءنی زید بل عمرو'' آیا میرے پاس زید بلکہ عمرو یعنی زید نہیں آیا بلکہ عمرو آیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شہید کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ شہید زندہ ہے۔ لیکن ایسی زندگی کے ساتھ جو ہمارے شعور میں نہیں آئے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ احیاء سے مراد اکیلی روح جسم مثالی والی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اکیلی روح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ہی نہیں کہ مردہ نہ کہو بلکہ اس جسم کے متعلق مردہ نہ کہنے کا حکم فرمایا ہے جو اللہ کے راستہ میں شہید ہوا ہے۔ کیونکہ روح تو نہ کبھی مری ہے اور نہ اس پر موت آئے گی۔ وہ تو ہمیشہ سے ہمیشہ تک زندہ رہے گی۔ اس لئے سارے اعزاز و اکرام اسی جسم عنصری کے لئے ہیں جو مقتول فی سبیل اللہ ہوا ہے۔ اس لئے احیاء کا تعلق اجسام کے ساتھ ہوگا۔ نہ کہ روح جسم مثالی والی کے ساتھ۔ (فافہم)

اعتراض...... بظاہر ایک اعتراض ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ادب کی وجہ سے روک دیا ہو کہ شہداء کو مردہ نہ کہو۔ کیونکہ اس میں ان کی بے ادبی ہے۔ بلکہ ان کا ادب کرتے ہوئے یوں کہو وہ زندہ ہیں۔ اب ان کا زندہ ہونا عقیدہ کی وجہ سے نہیں، (حقیقتاً نہیں) بلکہ ادباً ہے، جیسے کہ منکرین حیات عقیدہ رکھتے ہیں۔ مردہ نہ کہنے کا کہ ظاہراً اور ادب کی وجہ سے مردہ نہیں کہتے۔

جواب...... ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون (آل عمران:۱۶۹)'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس وہم کی بھی تردید کر دی کہ دل میں خیال بھی نہیں لاتا کہ وہ مردہ ہیں۔ جب دل میں خیال تک کو روک دیا گیا تو عقیدہ رکھنا کیسے صحیح ہوگا؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ روک دیا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ ہرگز ہرگز گمان نہ کرو ان کے بارہ میں جو شہید ہوئے تو ان شہیدوں کے جسم کو مردہ کہنا اور خیال کرنا گناہ کبیرہ ہے تو ان کے مردہ ہونے کا عقیدہ رکھنا تو قریب من الکفر ہے۔

شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ کو رزق ملنے کا مطلب

اب یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ رزق ملتا ہے۔ لیکن اس کی کیفیت وصورت کیا ہو گی۔ اس کے بارے میں دو قول ہیں:

۱...... اصلی کیفیت تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ لیکن یہ رزق ایسا بھی ملتا ہے جیسا کہ کبھی کبھی آپ ﷺ اس عالم دنیا میں بھی غیبی رزق سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ جو بدن میں قوت تو پیدا کرتا تھا۔ لیکن منہ سے کھانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: "لستُ کاحَدِکم انی یُطعمُنی ربی ویَسقِینِی" (بخاری ص ۲۶۳ ج ۱) میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں۔ مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

۲...... اور دوسرا قول یہ ہے کہ جس طرح عادتاً رزق انسان کو ملتا ہے اور وہ کھاتا پیتا ہے منہ سے، ایسے ہی شہید کو ملتا ہے واقعات سے اندازہ ہو جائے گا۔

شہیدوں کے جسم عنصری کو زندہ نہ ماننے کے نقصانات

جسم عنصری کے متعلق آپ نے مکمل مسئلہ پڑھا کہ سب کچھ اسی جسم عنصری کے لئے ہے تو جو شخص جسم عنصری کو زندہ نہیں مانتا اس کے نقصانات کیا کیا ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں۔ دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نہی کا صیغہ استعمال فرمایا ہے: "ولا تقولوا، ولا تحسبن، ولا تقولوا" جمع مذکر نہی حاضر کا صیغہ ہے۔ ولا تحسبن واحد مذکر حاضر نہی با نون ثقیلہ کا صیغہ ہے۔ جب یہ نہی کے صیغے ہیں تو نہی کے صیغوں سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جسم کو مردہ کہنے، خیال کرنے اور عقیدہ رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔ اب اس عقیدہ سے رکنا اور اس عقیدے کو چھوڑنا واجب ہے اور جو نہیں رکے گا واجب کو چھوڑنے والا ہے۔ گناہ کبیرہ کرنے والا ہے۔ اگر کوئی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے بھی مردہ ہونے کا عقیدہ رکھے یا خیال کرے تو بھی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شمار ہو گا۔ کیونکہ شریعت میں جہالت کا کوئی اعتبار نہیں اور اگر کوئی جان بوجھ کر یہ عقیدہ رکھے۔ جیسے منکرین حیات رکھتے ہیں۔ تو یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اب اگر اس گناہ کو گناہ سمجھ کر یہ عقیدہ رکھے تو اس کو توبہ کی توفیق ہوتی ہے اور اگر اس کو ثواب سمجھ کر عقیدہ رکھا جائے تو توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ الٹا کئی گناہ اور بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ "نیکی برباد گناہ لازم" کے مترادف ہونا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو بھی یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ، اپنی اپنی قبروں میں اسی جسم عنصری والے جسم کے ساتھ زندہ نہیں اور روح کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو یہ عقیدہ رکھنا تقریباً دس گناہوں کا مجموعہ ہے اور گناہ بھی گناہ کبیرہ ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) ایسا عقیدہ رکھنے سے اللہ کے حکم کو نہ ماننا لازم آتا ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔ (۲) پھر نہ ماننے پر اصرار اور ضد یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ (۳) اللہ نے حکم دیا تھا کہ مردہ خیال بھی نہیں کرنا، ان لوگوں نے خیال سے بڑھ کر عقیدہ رکھ لیا، گمان کا علیحدہ گناہ عقیدے کا علیحدہ گناہ۔ (۴) ان کے نزدیک یہ عقیدہ رکھنا ثواب ہے، اگر ثواب نہ سمجھتے تو عقیدہ نہ رکھتے، اس کو ثواب سمجھنا یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ (۵) اس کی تبلیغ کرنا اور لوگوں کو گمراہ کرنا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ (۶) جو یہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عقیدہ نہیں رکھتے ان کو مشرک کہنا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔(۷) پھر ان تمام گناہوں کو علی الاعلان کرنا سب کے سامنے بیان کرنا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔(۸) پھر اس پر فخر کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔(۹) پھر ان تمام گناہوں کو گناہ نہ سمجھنا، سب سے بڑا گناہ ہے۔(۱۰) پھر ان سب گناہوں کو توحید وسنت کا نام دینا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے (تلک عشرۃ کاملۃ) یہ منکرین حیات والا عقیدہ رکھنا جس کے اتنے نقصانات ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے منکر حیات سویا ہوا ہو یا جاگتا ہو، نماز پڑھتا ہو یا تلاوت کرتا ہو۔ غرض جو بھی نیک کام کرے، اس عقیدے کی وجہ سے دس گناہوں کو بھی بیک وقت کر رہا ہے، چوبیس گھنٹے دس گناہوں میں ملوث ہے، جو آدمی اتنے گناہ کرے اس پر اللہ کی رحمت کیا برسے گی۔

علماء کرام کے اقوال کہ شہید کا جسم عنصری زندہ ہے

۱...... قرآن پاک میں جو شہداء کو زندہ کہا گیا ہے تو اس کی دلیل میں یرزقون بھی فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''بل احیاء'' یہ دلیل ہے ان شہداء کی حیات (جسمانی) پر اور بے شک وہ شہداء رزق دیئے جاتے ہیں اور رزق اس کو ملتا ہے جو زندہ ہو۔ (تفسیر قرطبی ص ۲۷۲ ج ۲)

۲...... حیات شہداء کے بارے میں حضرت امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیات شہداء کی آیت کے معنی جمہور کے نزدیک یہ ہیں کہ وہ حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں۔ آگے لکھا کہ اس کی حیات فی القبر حقیقی حیات ہے اور رزق سے مراد وہی رزق ہے جسے عادتاً رزق کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ جمہور کا مسلک ہے۔ (نیل الاوطار ص ۳۱۱ ج ۳) ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم میں شہداء کے بارے نص وارد ہوئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں اور ان کی یہ حیات جسدی حیات ہے۔ وان الحیاۃ فیھم متعلقۃ بالجسد! (نیل الاوطار ص ۲۲۱ ج ۳)

۳...... حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ میرے مرشد حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کشف والی نگاہ سے دیکھ رہا ہوں کہ شہداء پر اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلیات پڑ رہی ہیں۔ آگے لکھا کہ یہ عنایات صرف شہداء تک ہی محدود ہیں۔ کیونکہ مقربین فرشتوں پر بھی خداوند تعالیٰ کی ذاتی تجلیات نہیں پڑتیں۔ ان پر صفاتی تجلیات ہی پڑتی ہیں۔ ذاتی تجلیات صرف انسانوں کے لئے خاص ہیں۔ (معالم العرفان ص ۵۲۷ ج ۴)

۴...... حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہداء کو اللہ کی طرف سے جنت کا رزق ملتا ہے اور رزق زندہ آدمی کو ملا کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا سے منتقل ہوتے ہی شہید کے لئے رزق جنت کا جاری ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ قرطبی ۲۳۷ ج ۲)

۵...... حضرت مولانا قاضی ثنا اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''الشھید لا یبلی فی القبر ولا یاکلہ الارض وھذا اثر من اثر حیاتہ'' (تفسیر مظہری ص ۱۷۰ ج ۲) (شہید قبر میں بوسیدہ نہیں ہوتا اور اس کو زمین کھاتی نہیں۔ یہ اس کی زندگی کی علامت ہے کہ وہ زندہ ہے)

۶...... ''وعن الحسن البصری رحمۃ اللہ علیہ ان الشھداء احیاء عند ربھم تعرض ارزاقھم علی ارواحم، فیصل الیھم (ای الشھداء) الروح والفرح، کما تعرض النار علی ارواح آل فرعون غدوا و عشیا، فیصل الیھم الوجع (حاشیہ شیخ زادہ محی الدین علی التفسیر البیضاوی ص ۳۹۲، سورۃ بقرہ)'' (حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ ان کے رزق ان کی روحوں پر پیش کئے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جاتے ہیں۔ پھر ان روحوں کے واسطہ سے شہداء کی طرف راحت اور فرحت یعنی خوشی پہنچتی ہے۔ جیسا کہ آل فرعون کی روح پر آگ پیش کی جاتی ہے۔ صبح وشام۔ پھر آل فرعون کے جسموں کی طرف عذاب پہنچتا ہے)

فائدہ! اس قول سے تمام ان احادیث کا مطلب واضح ہوگیا۔ جن میں یہ بات موجود ہے کہ روحیں علیین میں ہیں اور سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ سیر کرتی ہیں۔ چلتی پھرتی ہیں۔ جنت میں عرش کے نیچے بسیرا کرتی ہے۔ یہ سب کچھ اس روح کے واسطے سے اسی جسم عنصری کے لئے ہوتا ہے۔ اس جسم عنصری کو فرحت وخوشی پہنچتی ہے۔ کیونکہ روح کو بذات خود کسی شیئ کی ضرورت نہیں۔ اس واسطے کہ وہ ایک اللہ کا حکم ہے جو قائم بالغیر ہے۔ دوسری دلیل اس بات پر کہ یہ سب کچھ جسم عنصری کے لئے ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ انسان کی پیدائش سے پہلے بھی تو روح عرصہ دراز سے تھی۔ اس وقت تو اس کا اتنا اعزاز واکرام بالکل نہیں تھا۔ جیسا کہ اب ہے معلوم ہوا۔ یہ سب کچھ اس جسم عنصری کے لئے ہے۔ اگر روح کے لئے ہوتا تو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے بھی ہوتا۔ پہلے نہ ہونا اس بات پر قوی دلیل ہے کہ اب جسم عنصری کے لئے مل رہا ہے۔ جیسا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

۷...... تفسیر بیضاوی میں یہ بات صراحت کے ساتھ لکھی ہوئی ہے کہ جن لوگوں نے شہداء کے جسم عنصری کے لئے حیات کو ثابت کیا ہے انہوں نے اس بات میں کچھ اختلاف کیا ہے کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ شہداء کے اجسام عنصر یہ ہی کو آسمانوں کی طرف لے جاتا ہے اور عرش کے نیچے قندیلوں میں یہ رہائش اختیار کرتے ہیں اور احادیث سے ثابت شدہ تمام اعزاز واکرام انہی اجسام کے لئے ہوتے ہیں اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ان کے اجسام عنصر یہ کو زمین میں ہی رکھا جاتا ہے اور اسی کو زندہ کر دیا جاتا ہے اور تمام اعزاز واکرام اسی جسم عنصر یہ کی طرف پہنچتے ہیں (اور یہی جمہور کا مسلک ہے) (شیخ زادہ محی الدین علی البیضاوی سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹ ج ۳)

قارئین! اگر دونوں قول مان لئے جائیں تو اس میں کوئی حرج ہی نہیں ہے اور یوں تطبیق بھی دی جاسکتی ہے کہ جو شہداء اعلیٰ درجہ کی شہادت کو پالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عرش کے نیچے جگہ دیتے ہیں اور باقی انہی قبروں میں مزے کرتے ہیں خوشی اور فرحت راحت وآرام کرتے ہیں۔ یہی ان کے لئے جنت الفردوس ہے۔

۸...... حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہید جسمانی طور پر بھی زندہ ہے۔ اسے مردہ نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ "لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ" میں مردہ کہنے کی ممانعت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ: "قتیل وشہید فی سبیل اللّٰہ" وجود اور جسم ہے۔ لہٰذا شہید کے وجود اور جسم کو مردہ نہیں کہہ سکتے۔ وہ زندہ ہے۔ ایک تو اکراماً دوسرا جسم کے ساتھ روح کے تعلق ہونے کی وجہ سے۔ (حیات الاموات ۸۸)

۹...... محمد بن علی بن محمد المعروف قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں صراحت سے شہدا کے بارے میں آیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور بلاشبہ یہ حیات ان کے جسم سے متعلق ہے تو حضرات انبیاء کرام ومرسلین علیہم السلام کی حیات بطریق اولیٰ اجسام سے متعلق ہوگی۔ (نیل الاوطار ص ۲۶۴ ج ۳)

نوٹ:...... نصوص قطعیہ سے شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے اجسام عنصر یہ کی حیات ثابت ہے جیسے مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شہداء کے لئے بنص قرآن حیات حاصل ہے۔ نیز انبیاء کرام علیہم السلام کا درجہ عام شہداء سے اعلیٰ وارفع ہے تو بدلالۃ النص یا بالاولیٰ خود قرآن سے ان کی حیات ثابت ہوئی۔ جب مرتبہ اعلیٰ وارفع ہے تو حیات بھی اقویٰ واکمل ہوگی۔ (تسکین الصدور ص ۲۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

منکرین حیات قطعیت کے ساتھ ثابت شدہ حیات کا جب انکار کر رہے ہیں تو باقی عام مسلمان، کافر کی حیات عنصریہ کا بطریق اولیٰ انکار کرنے والے ہوئے۔

منکرین حیات کی چال بازیاں

قارئین کرام! آپ حضرات ان کی عبارات کی روشنی میں یہ یقین کرلیں کہ منکرین حیات کے نزدیک اس قبر والے جسم میں کسی قسم کی کوئی حیات نہیں ہوتی، انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء کرام رحمہم اللہ سمیت، تو جب کبھی آپ کو منکرین حیات یہ دھوکہ دینے کی کوشش کریں کہ ہم بھی حیات قبر مانتے ہیں، ہم عذاب وثواب قبر کے قائل کے ہیں، عذاب قبر حق ہے، اس کا انکار قرآن وسنت کا انکار ہے، مطلقاً عذاب وثواب مابعد الموت کا منکر عندالجمہور گمراہ اور عند البعض کافر ہے، عذاب وثواب قبر میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ وغیرہ وغیرہ! ان سب دھوکوں و چال بازیوں سے مراد صرف اور صرف روح کی ہی حیات لیتے ہیں، قبر والے لفظ سے کبھی دھوکہ نہ کھائیں یہ قبر شرعی کہتے ہی علیین وسجین کو ہیں اس دنیا والی قبر کو عرفی قبر اور گڑھا کہتے ہیں اس میں جسم کو بالکل معدوم ختم ہونے والا بغیر حیات کے مانتے ہیں۔ دو دلیلوں کی وجہ سے ان کے اس دھوکہ میں نہیں آنا کہ یہ بھی شاید اسی دنیا والی قبر کی حیات کے قائل ہوں، ایک دلیل تو گزشتہ عبارات ہیں جن سے صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ منکرین حیات کسی بھی انسان کے لئے کسی بھی صورت میں جسم عنصری کے لئے حیات کے بالکل قائل نہیں۔ دوسری دلیل آنے والی عبارات ہیں جو اس بات پر واضح دلالت کر رہی ہیں کہ یہ دنیا والی قبر شرعی قبر نہیں، بلکہ ایک عرفی گڑھا ہے، عذاب وثواب اس گڑھے میں نہیں ہوتا بلکہ شرعی قبر میں ہوتا ہے اور شرعی قبر سے مراد یہ علیین وسجین لیتے ہیں۔

منکرین حیات کے نزدیک شرعی قبر ان کی عبارات کی روشنی میں

۱...... عذاب قبر، وثواب قبر میں اہلسنت والجماعت میں سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے، عذاب قبر کا انکار قطعیات ومحکمات کا انکار ہے۔ لیکن عذاب وثواب قبر کو اپنی ناصواب دانش وفہم سے کسیوں کے ذریعے کھودے گئے گڑھے کے ساتھ کرنا اور یہ کہنا کہ مردہ اس گڑھے میں اٹھتا ہے، بیٹھتا ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، یہی گڑھا جنت ہے، جہنم ہے، جو لوگ عذاب وثواب قبر کے لئے گڑھے کو اور عذاب وثواب قبر کے لئے اعادہ روح کو جسد عنصری میں یا روح کا تعلق حیات بایں معنی کہ بدن عنصری میں حیات حقیقی پیدا ہو جائے شرط قرار دیتے ہیں وہ دراصل قرآن وسنت سے اور مذاہب اہلسنت سے ناواقف ہیں۔

(حقیقت عذاب قبر، مفتی عزیز الرحمٰن نوشکوی، مقدمہ)

۲...... اصل بات یہ ہے کہ قبر اس گڑھے کا نام نہیں ہے جسے لوگ اپنے ہاتھوں سے کسیوں کے ذریعے کھود کر اس میں میت کو دفن کرتے ہیں بلکہ قبر کسی اور چیز کا نام ہے جہاں جزا سزا ہوتی ہے ہاں اس گڑھے کو عرفی قبر کہتے ہیں، عرفی قبر کے احکام جدا ہیں جو اہل دنیا کے ساتھ متعلق ہیں۔ مثلاً اس قبر کو وسیع بنانا، اس میں میت کو دفن کرنا اور اس پر مٹی ڈالنا وغیرہ وغیرہ اور شرعی قبر کے احکام جدا ہیں جو اہل دنیا کی نظر سے عموماً غائب رہتے ہیں۔ (حقیقت عذاب قبر، مقدمہ)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۳...... حالانکہ ہم عذاب قبر کے قائل ہیں مطلقاً انکار کرنے والوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔

(عذاب قبر اور اشاعۃ التوحید والسنۃ، ص ۴ مولف محمد قائد اعوان)

۴...... منکر نکیر سوال و جواب، قبر کی تنگی و وسعت علیین، سجین میں سب کچھ ہوتا ہے۔ (المسلک المنصور ص ۲۱۷)

۵...... عرفی قبر میں سوال و جواب نہیں، عرفی اور شرعی قبر کا اجتماع ممکن ہی نہیں۔ (حیات جاوداں مولوی مظہر رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۶)

عبارات کا خلاصہ

(۱) ہم عذاب قبر و ثواب قبر کے قائل ہیں۔ (۲) عذاب قبر قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ (۳) اس کا انکار قطعیات و محکمات کا انکار ہے۔ (۴) جو شخص اسی دنیا والی قبر میں عذاب و ثواب کا قائل ہے۔ وہ ناصواب دانش و فہم رکھتا ہے۔ (۵) قرآن و سنت اور مذاہب اہلسنت سے ناواقف ہے۔ (۶) قبر اس گڑھے کا نام نہیں۔ (۷) اس گھڑے کو عرفی قبر کہتے ہیں۔ (۸) عرفی قبر اور شرعی قبر کے احکام جدا جدا ہیں۔

معلوم ہوا کہ منکرین حیات، جہاں کہیں یہ بات کر رہے ہوں کہ ہم بھی حیات برزخی کے قائل ہیں، عذاب و ثواب قبر کو مانتے ہیں اس کے انکار کو کفر سمجھتے ہیں۔ اس سے مراد صرف اور صرف روح کا زندہ ہونا، روح کا عذاب و ثواب کو محسوس کرنا ہوتا ہے قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے صرف اور صرف روح کو ہی زندہ کرنا ثابت کرتے ہیں۔ جہاں حیات کا لفظ تقریروں، تحریروں میں بولتے ہیں مراد صرف روح کی حیات ہوتی ہے۔

منکرین حیات کا شیعوں کی طرح تقیہ کرنا

قارئین کرام! جب کبھی آپ حضرت ان سے یہ سوال کریں کہ انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں؟ تو تقیہ کرتے ہوئے منکر حیات یہ جواب دے گا کہ برزخ میں زندہ ہیں، حیات روحانی ان کو حاصل ہے شرعی قبر میں زندہ ہیں صاف جواب کبھی نہیں دے گا کہ جسد عنصری کو اسی دنیا والی قبر میں کچھ حیات حاصل نہیں اور صرف روح زندہ ہے۔ بلکہ سائل کو چکرا اور تاثر دینے کی کوشش کرے گا کہ میں بھی تیری طرح حیات کا قائل ہوں۔ حالانکہ سوال کرنے والا قبر کی حیات جسد عنصری مانتا ہے اور یہ بدعتی بالکل نہیں مانتا۔

منکرین حیات سے چند سوالات

سوال نمبر ۱...... اہلسنت علماء دیوبند منکرین حیات سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم حضرات جو اتنے عرصے سے روح کی حیات ثابت کرنے پر زور لگائے جا رہے ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی روح زندہ ہے، حیات روحانی، جسد مثالی کے ساتھ حاصل ہے۔ اس روح کے زندہ ہونے کا آج تک کسی مسلمان نے انکار کیا ہے کہ اس پر زور لگائے جا رہے ہو اگر جواب نفی میں ہے تو پھر اس کو ثابت کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

سوال نمبر ۲...... اہلسنت علماء دیوبند کا اور تمہارا اختلاف کیا روح کے زندہ ماننے یا نہ ماننے پر ہے یا جسد عنصری کے زندہ ماننے یا نہ ماننے پر ہے۔ اگر اختلاف صرف جسد عنصری کے زندہ ماننے یا نہ ماننے پر ہے تو پھر اسی جسد عنصری کا بار بار نام لے کر وضاحت کے ساتھ، علی الاعلان یوں کیوں نہیں کہتے کہ انبیاء کرام علیہم السلام و شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ سمیت سب مرنے والوں کے جسم بے جان ہیں۔ اس قبر میں کچھ نہیں، حیات روحانی، اور روح کی کیوں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رٹ لگائی ہوئی ہے۔ یہ زور لگاؤ کہ جسم عنصری لکڑی، پتھر کی طرح بے جان ہے۔ حیات روحانی، و برزخی کا نام ہی نہ لیا کرو کیونکہ اس کا کوئی انکاری نہیں۔

سوال نمبر ۳......شرعی قبر کی تعریف کیا ہے؟ کیا شریعت قرآن و حدیث، اجماع کا نام نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے کہ واقعی شریعت قرآن و حدیث، اجماع کا نام ہے تو پھر ان تینوں میں جہاں کہیں قبر کا لفظ آیا ہے وہ شرعی قبر کیوں نہیں؟ حالانکہ شریعت نے تو اسی کو قبر کہا ہے تو یہی شرعی قبر ہونی چاہیے۔ آپ اس کو شرعی قبر کیوں نہیں مانتے؟

سوال نمبر ۴......علیین یا سجین کا قرآن و حدیث، اجماع امت کسی محدث، مفسر، فقیہ نے، اشارۃً یا کنایۃً کبھی کسی موقع پر قبر کے لفظ سے تذکرہ کیا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر آپ اس کو شرعی قبر کیوں کہتے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کوئی ایک عبارت دکھائیں جس میں یہ لکھا ہو کہ علیین یا سجین شرعی قبر ہے۔

سوال نمبر ۵......قرآن و حدیث، اجماع امت میں کہیں کسی موقع پر کسی بھی طریقے سے اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس جسم عنصری میں حیات نہیں، اس کو عذاب وثواب کا ادراک وشعور نہیں ہوتا۔ سوال کی طرف دوبارہ غور کریں یہ نہیں پوچھا جا رہا کہ روح جسم عنصری سے نکلی ہے یا نہیں، اس میں دوبارہ لوٹ کر آئی ہے یا نہیں۔ جو سوال ہو رہا ہے اس کا واضح جواب دیں کہ شریعت میں یا علماء دیوبند کی تحریرات میں کہیں کوئی اس طرح کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس جسم عنصری میں حیات نہیں اس جسم عنصری کو عذاب وثواب کا ادراک وشعور نہیں ہوتا اگر جواب نفی میں ہے تو پھر آپ اس جسم عنصری کو بے جان، لکڑی، پتھر کی طرح بے شعور و بے ادراک کیوں مانتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر آج تک جتنی تحریرات آپ حضرات کی موجود ہیں اس میں اس بات کا تذکرہ کیوں نہیں کیا۔ صرف روح کے حیات برزخی، یا حیات روحانی کے الفاظ کیوں ہمیں دیکھتے ہو، ہمیں واضح یہ الفاظ دکھائیں کہ اس جسم عنصری میں کوئی شعور وادراک نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۶......آپ حضرات خود یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں جہاں کہیں قبر کا لفظ آیا ہے اس سے مراد تو یہی دنیا والی اور عرفی قبر ہے جیسے (ندائے حق ص ۸۳) پر موجود ہے جہاں قرآن و حدیث میں قبر کا لفظ ہے سب جگہ یہی گڑھا مراد ہے عرف کے لحاظ سے تو پھر آپ شرعی قبر قرآن و حدیث سے تو ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس سے تو عرفی قبر ہی ثابت ہوگی تو جس کی عبارت سے شرعی قبر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کریں گے وہ شرعی قبر ہوگی کیسے؟ تمہارے نزدیک کیا شریعت اسی کا نام ہے جس کی عبارت سے ثابت کر رہے ہو؟ اگر جواب نفی میں ہے تو شرعی قبر ثابت ہی نہیں ہوگی اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر اپنے ایمان کی خیر مناؤ۔

حیات دنیوی، برزخی، جسمانی، حسی وحیات روحانی کا مطلب

حیات دنیوی کا مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء کرام رحمہم اللہ کو جو حیات دنیوی یا حیات دنیا کی سی حاصل ہے وہ یہ کہ موت کے بعد یہ حضرات اس دنیا والے جسم عنصری کے ساتھ اپنی اپنی مزارات مقدسہ میں زندہ ہیں، جیسے دنیا میں جسموں کے ساتھ روح کا تعلق قائم تھا، اسی تعلق کی وجہ سے جسم اور روح دنیاوی نعمتوں سے تلذذ حاصل کرتے تھے۔ بعینہ اسی طرح موت کے بعد بھی روح کا جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ تعلق قائم کر دیا جاتا ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے اب یہ دونوں جنت کی نعمتوں سے تلذذ حاصل کرتے ہیں یا کافر،

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فاسق جہنم کے عذاب سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دنیا میں راحت والم سب کو نظر آتا تھا اور مرنے کے بعد صرف ہمیں نظر نہیں آتا میت سب کچھ دیکھ اور محسوس کر رہا ہوتا ہے جیسے کسی آدمی کو جنات کا اثر ہو جائے تو اس کو جنات اور ان کی تکالیف سب کچھ نظر آتا ہے لیکن ہمیں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

منکرین حیات کا اہلسنت علماء دیوبند پر بہتان والزام لگانا

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا (احزاب ۵۸)

اور وہ لوگ جو تکالیف دیتے ہیں مومنین مردوں اور مومنات عورتوں کو بغیر کسی قصور و جرم کے پس تحقیق انہوں نے اٹھایا بہت بڑے بہتان (کے بوجھ) کو اور واضح گناہ کو۔ تمام تر باطل فرقے اس آیت کا کامل مصداق ہیں جو اہلسنت علماء دیوبند پر عرصہ دراز سے بہتان، الزام تراشی اور جھوٹ منسوب کرتے آرہے ہیں، مثلاً کوئی فرقہ کہتا ہے کہ یہ درود وسلام نہیں مانتے ایصال ثواب نہیں مانتے۔ حضور ﷺ کے گستاخ ہیں ان کے عقائد وہابیوں والے عقائد ہیں۔ سراسر جھوٹ، غلط بیانی ہے، ہمارے اکابرین میں سے کسی کی عبارت سے یہ قیامت تک نہیں دیکھا سکتے کہ انہوں نے لکھا ہو یا کسی نے کہا ہو کہ ہم درود وسلام کو ناجائز کہتے ہیں، نہیں مانتے یا ہمارے عقائد وہابیوں غیر مقلدوں والے ہیں۔ اسی طرح کچھ فرقے یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ صرف اور صرف فقہ مانتے ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال مانتے ہیں۔ قرآن وحدیث نہیں مانتے۔ واضح جھوٹ، غلط بیانی، بہتان طرازی ہے ہم امام اعظم کے اقوال اور فقہ کی روشنی میں اصل قرآن وحدیث ہی کو مانتے ہیں، کچھ لوگ کہتے یہ اہل بیت، پنجتن پاک، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتے سراسر الزام تراشی، جھوٹ، بہتان باندھنا ہے ہم ان سب حضرات سے دل وجان سے بھی زیادہ محبت کو عین ایمان، باعث نجات، سمجھتے ہیں۔

بالکل اسی طرح منکرین حیات عرصہ دراز سے یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ یہ قائلین حیات انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی موت کو نہیں مانتے یا حیات دنیوی کے قائل ہیں۔ یعنی موت کے بعد دوبارہ یہی دنیا والی زندگی شروع ہو گئی ہے۔ موت کے بعد حیات کو ایسے سمجھتے ہیں جیسے نیند سے بیدار ہونے کے بعد وہی پہلے والی زندگی شروع ہے جو سونے سے پہلے تھی یہ سراسر غلط بیانی ہے، بہت بڑا ایک جھوٹ ہے جو جمعہ والے دن مسجد کے اندر منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر یہ لوگ عوام کو اہلسنت سے بدظن کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم کہتے ہیں دنیا والی زندگی موت کی وجہ سے ختم ہے۔ یہ دوبارہ کبھی نہیں شروع ہوسکتی موت کو برحق سمجھتے ہیں، صرف اتنی بات ہم کہتے ہیں کہ عالم قبر میں جو جسم عنصری کو زندگی ملی ہے وہ دنیا والی زندگی کی طرح ہے جیسے دنیا میں روح اور جسم کے ساتھ حیات تھی وہاں مرنے کے بعد بھی ایسے حیات ہے۔ یہ تو صرف ایک قسم کی تشبیہ ہے کہ قبر والی حیات دنیا والی حیات کے مشابہ ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ زید شیر کی طرح ہے تو کوئی پاگل یہ نہیں سمجھتا کہ زید ایک شیر ہے درندہ ہے اس کو پوچھ لگی ہے۔ اب یہ جنگل میں چل گیا ہوگا۔ ایسے ہی جب علماء اہلسنت یہ کہیں کہ قبر والی حیات دنیا والی حیات کی سی ہے تو یہ سمجھ کر کہ دوبارہ دنیا والی حیات شروع ہو گئی ہے۔ یہ سوال کرنا کہ اس کو زندہ درگور کیا ہے، نکالتے کیوں نہیں ہو۔ پیشاب وغیرہ کہاں کرتا ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ! یہ بے وقوفی اور تجاہل عارفانہ ہوگا، جب کسی بھی چیز کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے تو من کل الوجوہ تشبیہ مراد نہیں ہوتی بلکہ کسی ایک وجہ میں تشبیہ مراد ہوتی ہے۔ یہاں صرف اس بات میں تشبیہ دینا مراد ہے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ جس طرح روح کا جسم کے ساتھ دنیا میں تعلق ہوتا ہے موت سے پہلے، چاہئے روح جسم میں موجود ہو جیسے بیداری کی حالت میں یا جسم سے روح خارج ہو جیسے سونے کی حالت میں۔

بالکل اسی طرح مرنے کے بعد بھی روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے چاہے روح جسم میں داخل ہو یا خارج ہو کر جنت میں علیین میں ہو۔علماء اہلسنت موت کے بعد قبر میں دنیا والی زندگی کے دوبارہ جاری ہونے کے ہرگز قائل نہیں۔جیسا کہ ایک منکر حیات لکھتا ہے کہ موت کے بعد حیات النبی ﷺ کے متعلق دیوبند کے دو گروہ ہیں۔(گویا اپنے آپ کو دیوبندی گروہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے جب ان منکرین حیات کے دیوبند والے نظریات ہی نہیں تو یہ منکرین حیات والا گروہ دیوبندی گروہ کیسے ہوا) ایک گروہ حیات برزخی، روحانی مثالی کا معتقد ہے (واضح کیوں نہیں کہا کہ ایک گروہ صرف روح کو زندہ مانتا ہے اور جسم عنصری کو لکڑی، پتھر کی طرح مرنے کے بعد بے جان مانتا ہے) جب کہ دوسرا گروہ حیات جسمانی، عنصری، دینوی کا قائل ہے (یہاں بھی یہی دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ گروہ مرنے کے بعد دوبارہ حیات دنیوی کا قائل ہو گیا ہے۔بالکل غلط بات علماء دیوبند کی طرف منسوب کی گئی ہے) ان گروہوں کے درمیان تقریباً پچاس سے شدید اختلاف چلا آ رہا ہے۔

(حیات بعد الممات، مولوی سخی داد خوستی)

حیات برزخی کا مطلب

اہلسنت علماء دیوبند کے نزدیک مرنے کے بعد سے لے کر قیامت تک کا جو وقت ہے وہ عالم برزخ کہلاتا ہے، عام ہے کہ روح اور جسم عنصری جہاں مرضی ہوں، جب کسی کو موت آ گئی ہے تو اس کا عالم برزخ شروع ہو گیا ہے۔موت کے بعد جب دوبارہ روح اور جسم عنصری کا عالم برزخ میں تعلق قائم ہو گیا ہے تو اسی تعلق کی وجہ سے ہر مرنے والے کو حیات برزخی حاصل ہے۔حیات برزخی کا یہ بالکل مطلب نہیں کہ صرف روح زندہ ہے اور عالم برزخ میں ہے۔

اہلسنت علماء دیوبند کے نزدیک حیات روحانی کا مطلب

موت کے بعد عالم برزخ میں راحت، ثواب، جزاء وغیرہ پہلے پہل روح پر وارد ہوتے ہیں۔سب اعزاز و کرام پہلے پہل روح کو حاصل ہوتے ہیں پھر اس کے واسطے سے جسم تک پہنچاتے ہیں، جو در حقیقت اعزاز و کرام ہوتے ہی جسم عنصری کے لئے ہیں۔لیکن جیسے دنیا میں اوّلیت جسم کو حاصل ہے، سب کچھ پہلے جسم پر جاری ہوتا ہے پھر روح کو تکلیف یا راحت محسوس ہوتی ہے اسی طرح عالم برزخ میں اوّلیت روح کو حاصل ہے عذاب و ثواب پہلے روح کو ہوتا ہے پھر جسم تکلیف یا راحت محسوس کرتا ہے جیسے دنیا میں روح جسم کے تابع ہے۔اسی طرح موت کے بعد قیامت سے پہلے جسم روح کے تابع ہے۔چونکہ روح کو اصل درجہ دیا گیا ہے۔اس لئے اس موت کے بعد والی حیات کو حیات روحانی کہتے ہیں۔

نوٹ:......علماء دیوبند کی عبارات میں یا کسی محدث، مفسر کی عبارت میں حیات روحانی یا حیات برزخی کا لفظ آ جائے تو اس کا مطلب صرف اور صرف یہی ہوتا ہے جو حیات روحانی کا مطلب بیان کیا گیا ہے۔یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ حیات روحانی سے مراد صرف روح زندہ ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہلسنت علماء دیوبند کے نزدیک حیات حسی کا مطلب

موت کے بعد انبیاء کرام شہداء کرام کو جو حیات حسی حاصل ہے اس کا صرف اور صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ روح کے تعلق کی وجہ سے اجسام عنصریہ کے تمام اعضاء حیات کے آثار محسوس کرتے ہیں، جس طرح دنیا میں ایک تندرست، انسان اپنے تمام اعضاء کے ہر حصے میں حیات محسوس کرتا ہے اور پورے بدن کے کسی حصے کو کوئی تکلیف یا راحت حاصل ہو تو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد بھی انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہم اپنے بدن کے ہر ہر حصے میں مکمل حیات، راحت و آرام محسوس کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے کہہ دیا جاتا ہے کہ میت کو حیات حسی حاصل ہوتی ہے۔

اگر میت کو جلا دیا جائے تو حیات کس جسم میں ہوگی؟

سوال نمبر ۱...... منکرین حیات اکثر و بیشتر عام آدمی کو گمراہ کرتے ہوئے یوں علماء اہلسنت پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر کسی انسان کو چرند، پرند کھا جائیں، سمندر میں ڈوب کر غرق ہو جائے، آگ لگا کر اس کو راکھ کر دیا جائے، قبر کی مٹی اس جسم کو کھا جائے تو پھر اس جسم کو عذاب و ثواب کیسے ہوگا؟

جواب! مرنے کے بعد انسان کا جسم جس صورت میں مرضی ہو اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے باہر نہیں جہاں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ روح کے تعلق اور واسطے سے اس تک راحت و الم پہنچا دیتے ہیں چاہے اس کو مٹی کھا گئی ہو یا چرند پرند کھا گئے ہوں، ہماری نظروں سے یہ جسم غائب ہو کر مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو گیا ہو یا چرند پرند کی غذا بن گیا ہو۔ مٹی کے ذرات معدوم نہیں ہوں گے یہ مٹی تو آخر قیامت تک کسی نہ کسی شکل میں باقی رہے گی۔ اسی طرح چرند، پرند نے بھی آخر مر کر مٹی ہونا ہے تو انہی مٹی کے ذرات اور آگ کی راکھ میں یہ جسم قیامت تک موجود رہے گا، اور عذاب و ثواب محسوس کرے گا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کے نزدیک اس جسم میں اس قدر حیات ڈال دی جاتی ہے جس سے وہ تکلیف کا احساس کر سکتا ہے اور ڈھانچے کا باقی رہنا اہلسنت کے نزدیک شرط نہیں بلکہ یہ حیات ایسے اجزائے متفرقہ میں پیدا کی جاتی ہے جن کو نگاہیں محسوس نہیں کر سکتیں۔ (شامی ج ۳ ص ۲۰۱)

سوال نمبر ۲...... میت اگر ڈوب گئی ہے تو اس کے عذاب کو تو سمندر کا پانی ٹھنڈا کر دے گا اگر نعشیں مل گیں تو پانی خراب کرے گا پھر کیسے عذاب و ثواب ثابت کریں گے۔

جواب! مرنے کے بعد میت کا دوسرا جہاں عالم برزخ شروع ہو چکا ہے اس عالم برزخ کے حالات پر دنیا کی کوئی چیز بھی اثر انداز نہیں ہوتی۔

سوال نمبر ۳...... میت کو اگر چرند پرند یا انسان کھا جائیں تو جب میت پر عذاب ہوتا ہے تو چرند پرند یا زندہ انسان اس عذاب کو کیوں نہیں محسوس کرتے حالانکہ وہ میت ان کے جسم کا جز بن گیا ہے۔

جواب...... یہ سب اس دنیا والی زندگی میں موجود ہیں اور میت پر قبر والی زندگی کے حالات طاری ہیں برزخ والی زندگی کے اثرات دنیا والی زندگی کی چیزیں نہ برداشت کر سکتی ہیں نہ محسوس کر سکتی ہیں یعنی ایک جہان کے حالات دوسرے جہان پر اثر انداز نہیں ہوتے اسی وجہ سے مرنے کے بعد آپ کسی میت کو کاٹیں، ماریں، جلائیں وہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میت اس دنیا والے حالات اور تکالیف بالکل محسوس نہیں کرے گا کیونکہ اس کا دوسرا جہاں شروع ہو چکا ہے تو جیسے دنیا والی تکالیف وہ میت محسوس نہیں کر سکتا اسی طرح جو وہ برزخ والی تکلیف محسوس کر رہا ہیوہ دنیا والی چیزیں بھی محسوس نہیں کریں گی کیونکہ اس کا جہان اور ہے ان کا جہان اور ہے۔

سوال نمبر ۴......انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ اگر موت کے بعد بھی زندہ ہیں تو پھر ان کو میت کیوں کہا جاتا ہے یوں کیوں کہتے ہو مردے، زندہ ہیں۔ مردہ بھی کہا، زندہ بھی کہا مردہ زندہ ہے یہ تضاد ہے، دفن کیوں کرتے ہو زندہ لوگوں کو وغیرہ وغیرہ۔

جواب...... ان کو میت کہنا، مردہ کہنا، دفن کرنا یہ سب دنیا کی زندگی ختم ہونے کی وجہ سے ہے، موت آنے کی وجہ چونکہ دنیا والی زندگی ختم ہوگئی ہے اس لیئے میت، مردہ کہا، دفن کیا، پھر چونکہ موت کے بعد روح کا تعلق دوبارہ جوڑ دیا گیا ہے اس لیئے اب وہ قبر والی زندگی میں ہیں، للہذا اس کا اعتبار کرتے ہوئے زندہ کہا، گویا میت، کہنے کا اعتبار دنیا کی زندگی کے لحاظ سے ہے اور زندہ کہنے کا اعتبار قبر والی زندگی کے لحاظ سے ہے۔ للہذا یہ کہنا بالکل صحیح ہوا کہ میت زندہ ہے۔

منکرین حیات مرزائیوں کی طرح دھوکہ دیتے ہیں

مرزائی، قادیانی عام لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ان مسلمانوں کا حال دیکھو ادھر کہتے ہیں کہ ختم نبوت، یعنی نبوت ختم، ادھر کہتے ہیں زندہ آباد یعنی نبوت ختم بھی ہوگئی اور زندہ آباد بھی ہوگئی یہ تضاد ہے للہذا ختم نبوت زندہ آباد کا نعرہ صحیح نہیں؟

جواب......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ کسی نئے نبی نے نئی شریعت لے کر نہ آنا ہے نہ پیدا ہونا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت والا جاری تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہو گیا ہے، اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہا جاتا ہے ختم نبوت، یعنی نبوت والا سلسلہ جاری ہونا ختم اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی تا قیامت جاری رہے گی اس کا لحاظ کرتے ہوئے کہا جاتا ہے زندہ آباد، یعنی یہ عقیدہ بالکل حق سچ ہے۔ للہذا یہ کہنا صحیح ہوا ختم نبوت زندہ آباد، اسی طرح منکرین حیات دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ میت کیسے زندہ ہے، مردہ کیسے زندہ ہے، مردہ ہونے کے باوجود۔

ایک منکر حیات سے مناظرہ

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مناظرہ میں میں نے یونس نعمانی سے پوچھا کہ آپ ذرا موت کا معنی واضح کریں تو اس نے فوراً کہا کہ روح جسم سے نکل جائے اور اس کا تعلق جسم سے نہ ہو۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اب حیات کا معنی بھی واضح کرو تو وہ اس پر تین دفعہ کانپا۔ کیونکہ اس نے حیات کا معنی بھی یہ بتانا تھا کہ روح سبز پرندوں میں ہے یا علیین میں ہے اور اس جسم کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں تو یہی موت کا معنی ہے نہ کہ حیات کا۔ اب وہ تین دفعہ یوں لرزا۔ جب میں نے بار بار اصرار کیا کہ اب حیات کا معنی بھی سمجھا دیں۔ کیونکہ انبیاء اور شہید میں موت کے بعد حیات بھی تو ثابت ہے۔ للہذا اس کا معنی بھی معلوم ہونا چاہئے۔ اب جب وہ زیادہ مجبور ہوا تو کہنے لگا کہ حیات کا ایک معنی وہی ہوتا سبز پرندوں میں ہے یا علیین میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور اس جسم کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔تو یہی موت کا معنی ہے نہ کہ حیات کا۔تو اب وہ تین دفعہ یوں لرزا۔ جب میں نے بار بار اصرار کیا کہ اب حیات کا معنی بھی سمجھا دیں۔کیونکہ انبیاء اور شہید میں موت کے بعد حیات بھی تو ثابت ہے۔تو لہٰذا اس کا معنی بھی معلوم ہونا چاہئے۔اب جب وہ زیادہ مجبور ہوا تو کہنے لگا کہ حیات کا ایک معنی وہی ہوتا ہے جو موت کا ہے۔حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس پر کہا کہ اس کا مطلب صاف نکل آیا کہ جو شخص جسم کے ساتھ روح کے تعلق کا انکار کرتا ہے کہ اللہ نے کہا کہ ان کو مردہ نہ کہو۔اب اگرچہ اس نے لفظوں میں تو مردہ نہیں کہا۔لیکن معنی وہی کیا کہ جسم کے ساتھ روح کا تعلق نہیں ہے۔تو اس آیت کا انکار کر گیا۔اب جب اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ یہ پھنس چکا ہے۔تو انہوں نے شور ڈالنا شروع کر دیا کہ اندھیرا ہو رہا ہے۔بس کرو۔باقی مناظرہ صبح ہوگا۔ (تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء ص ۷۴)

حیات شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ احادیث کی روشنی میں

علماء دیوبند اہلسنت والجماعت کے نزدیک چونکہ شہید کی شہادت کے بعد تمام تر اعزاز و کرام اسی جسم عنصری کے لئے ہی ہوتے ہیں نہ کہ صرف روح کے لئے جیسا کہ قرآن پاک سے وضاحت کے ساتھ ثابت کیا جا چکا ہے تو اب وہ احادیث پیش کرنے کی کوشش کریں گے جو صراحتاً شہید کے جسم عنصری کے زندہ، جاوید ہونے پر دلالت کرتی ہیں تا کہ منکرین حیات پر حجت تام ہو جائے، تاویل کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے کہ منکرین حیات یہ کہ سکیں کہ اس سے مراد روح ہے۔

حدیث نمبر ا...... عن جابر بنِ عبدِ اللهِ قالَ لَمّا كانَ يومُ اُحدٍ جِيئَ بأبي مُسَجًّى و قد مُثِّلَ به قال فأرَدتُ أن أرفَعَ الثوبَ فنهانِي قومِي ثم أرَدتُ أن ارفعَ الثوب فنهانِي قومِي فرفعه رسولُ اللهِ ﷺ او اَمَرَ به فرُفِعَ فسمِعَ صوتَ باكِيةٍ او صائحةٍ فقال منْ هذه؟ فقالوا ابنتُ عَمرٍو أو اختُ عَمرٍو فقال وَلِمَ تَبكِي فما زالتِ الملائكةُ تظِلُّه بأجنحتِها حتى رُفِعَ وفي روايةٍ اخرىٰ حتى رَفَعتموه (صحیح مسلم باب من فضائل عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد والے دن میرے والد صاحب کو آپ ﷺ کے سامنے) کپڑے میں ڈھانپے ہوئے کفن دی ہوئی حالت میں لایا گیا اور ان کا مثلہ کیا ہوا تھا (ناک، کان، ہونٹ کٹے ہوئے تھے) پس میں نے ارادہ کیا کہ کپڑا اٹھا کر اپنے والد صاحب کو دیکھوں تو لوگوں نے مجھے روک دیا تھوڑی دیر کے بعد پھر میں نے ارادہ کیا کہ کپڑا اٹھا کر اپنے والد کو دیکھوں تو لوگوں نے پھر مجھے روک دیا تو حضور ﷺ نے خود میرے والد صاحب کے چہرے سے کپڑا اٹھایا کسی کو کپڑے ہٹانے کا ارشاد فرمایا (میری پھوپھی بھی کہیں سے دیکھ رہی تھی تو اس نے رونا شروع کر دیا) آپ ﷺ نے رونے کی آواز سنی تو پوچھا کون رو رہی ہے، بتایا گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا روتے (اور غم کرنے) کی بات نہیں ہے (بلکہ خوشی کی بات ہے تیرے بھائی پر) فرشتوں نے اپنے پروں کے ساتھ سایہ کیا ہوا ہے جب تک کہ یہ یہاں سے اٹھا نہیں لیئے جاتے (یعنی دفن کرنے تک رحمت کے فرشتوں نے اسے پروں سے سایہ کئے رہنا ہے، ان فرشتوں کو آپ ﷺ دیکھ رہے تھے لیکن وہ فرشتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نظر نہیں آ رہے تھے۔لیکن کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا۔کہ ہمیں نظر نہیں آ رہے یا اس جسم عنصری پر سایہ کرنے کی کیا ضرورت ہے یہ تو مردہ، بے جان، لکڑی، پتھر کی طرح ہے۔کیونکہ وہ صحابہ سمجھتے تھے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ شہید ہونے کے بعد اسی جسم عنصری کو اعزازات حاصل ہوتے ہیں۔

فائدہ! اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح مسلم لکھتے ہیں: یحتمل ان ذلک لتزاحمهم علیه لبشارته بفضل الیه ورضاه عنه، وما اعدله من الکرامة علیه ازدحموا علیه اکراما به وفرحا به او اظلوه من حر الشمس لئلا یتغیر ریحه او جسمه۔ (المنہاج شرح مسلم)

شارح مسلم لکھتے ہیں کہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل، خوشنودی اور جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اعزاز واکرام تیار کیا ہوا ہے، اس کی خوشخبری اور بشارت دینے کے لئے اتنے سارے فرشتے آئے ہوں کہ ان کے رش کی وجہ سایہ ہو گیا ہو۔ ان فرشتوں نے ان کا اکرام کیا ہوا ہو کہ یہی جسم عنصری فرشتوں کو دیکھ کر خوش ہو جائے، اسی لیئے کثیر تعداد میں فرشتے اترے، یا یہ بھی احتمال ہے کہ فرشتوں نے اس لیئے سایہ کیا ہو تا کہ سورج کی دھوپ، گرمی لگنے کی وجہ ان کے جسم سے یا خون پسینے سے کوئی سمیل نہ آئے۔ بہرحال حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہی جسم عنصری، تمام اعزاز واکرام کا مستحق ہوتا ہے اور اسی کو حیات حسی، وبرزخی حاصل ہوتی ہے کیونکہ فرشتے اس جسم عنصری کو ہی اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کی بشارت دینے کے لئے آئے تھے اور رش کی وجہ سایہ ہو گیا تھا۔ نیز شارح نے جو یہ کہا ہے کہ دھوپ کی وجہ سے جسم متغیر نہ ہو جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جسم چونکہ اسی دنیا والے جہان میں موجود ہے۔ لہٰذا متغیر ہو بھی جائے تو قبر والی حیات کے منافی نہیں، کیونکہ وہ حیات دوسرے جہان کی ہے۔

حدیث نمبر ۲......عن أبی هریرة قال ذُکِرَ الشهیدُ عندَ النبیِّ ﷺ، فقال لا تَجفُّ الأرض من دمه (وفی روایة من دم الشهید) حتی تَبتَدِرَه زَوْجتاهُ کأنّهما ظئران أضلّتا فصیلیهما فی براحٍ من الأرض فی ید کلِّ واحدةٍ منهما حُلّةٌ هی خیرٌ من الدّنیا ومافیها (مسند احمد باب مسند ابی ہریرۃ، ابن ماجہ باب فضل الشہادۃ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ کے سامنے شہید کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے شہید کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شہید کا خون ابھی زمین پر خشک نہیں ہوتا کہ اس کی دو بیویاں (جنت کی حوریں) ایسے جلدی، جلدی آ پہنچتی ہیں جیسے یہ اس بچے کی دائیاں (بچوں کو دودھ پلانے والی دائی ماں) ہیں جنہوں نے اپنا دودھ پیتا بچہ زمین کے کسی جنگل میں گم کر دیا ہو (اور پھر ان کو کہیں سے نظر آ جائے تو بھاگتے ہوئے خوشی سے اس کو جا ملتی ہیں ایسے ہی یہ دو حوریں، شہید کی بیویاں خوشی سے اس شہید کو بھاگتے ہوئے آ ملتی ہیں) اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں (جنت کا) ایک ایک جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور دنیا میں جو کچھ موجود ہے۔ سب سے قیمتی، بہترین ہوتا ہے۔ (وہ آ کر اس کو دفن ہونے سے بھی پہلے پہنا دیتی ہیں) معلوم ہوا کہ یہی جسم عنصری شہید کا زندہ ہوتا ہے جس کے لئے حوریں جنت سے جوڑا لے آ کر اس جسم عنصری کو پہناتی ہیں۔

لیکن یہ سارا معاملہ دوسرے جہان عالم برزخ میں جسم عنصری کے ساتھ پیش آتا ہے اور ہم دنیا والے فانی جہان میں ہوتے ہیں۔ اس لیئے ہمیں اس کا شعور وادراک نہیں ہوتا اور نہ ہی ہم ان آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ ہاں! انبیاء کرام علیہم السلام معجزات کے ذریعے اس جہان برزخ کا سب کچھ محسوس کر سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں، لیکن منکرین حیات کو حق سچ بات کبھی نہیں سمجھ آئے گی، وہ ہر جگہ روح کی ہی تاویل باطل کرتے رہیں گے، کہ یہ سب معاملات روح کے ساتھ پیش آ رہے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شہید اُحد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اللہ نے براہ راست بات کی

حدیث نمبر ۳......عَن جابِرِ بنِ عَبدِ اللّٰہِ، یَقُولُ: لَقِیَنِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وسَلَّم، فقال لِی: یَا جَابِرُ مَا لِی أَرَاکَ مُنکَسِرًا؟ قُلتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ استُشهِدَ أَبِی، وَتَرَکَ عِیَالًا وَدَینًا، قَالَ: أَفَلَا أُبَشِّرُکَ بِمَا لَقِیَ اللّٰہُ بِہِ أَبَاکَ؟ قَالَ: بَلٰی یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ: مَا کَلَّمَ اللّٰہُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِن وَرَاءِ حِجَابٍ، وَأَحیَا أَبَاکَ فَکَلَّمَہُ کِفَاحًا. فَقَالَ: یَا عَبدِی تَمَنَّ عَلَیَّ أُعطِکَ. قَالَ: یَا رَبِّ تُحیِینِی فَأُقتَلَ فِیکَ ثَانِیَۃً. قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّہُ قَد سَبَقَ مِنِّی أَنَّھُم إِلَیہَا لَا یُرجَعُونَ قَالَ: وَأُنزِلَت ھٰذِہِ الآیَۃُ: (وَلَا تَحسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ أَموَاتًا) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے میری ملاقات ہوئی (ان دنوں میں جن دنوں میں غزوہ اُحد کے اندر میرے والد صاحب شہید ہو چکے تھے) تو آپ ﷺ نے پوچھا جابر پریشان دیکھ رہا ہوں تجھے (کئی دنوں سے، خیریت تو ہے کیوں اتنے اداس ہو) تو میں نے جواب دیا یا رسول اللہ میرے والد صاحب غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں اور پیچھے (چھ) بیٹیاں اور بہت سارا قرض چھوڑ گئے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ نہ کھانے پکانے کے لئے کچھ ہے، نہ قرض اتارنے کے لئے کچھ ہے۔ تسلی کے لئے) آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے ایک خوشخبری نہ سناؤں اس حال کی جس حال میں اللہ تعالیٰ نے تیرے والد صاحب سے پہلی پہلی ملاقات کی ہے تو میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! (ضرور سنایئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج تک اللہ تعالیٰ نے کسی ایک سے براہ راست بات نہیں کی۔ جب بھی کی ہے تو حجاب، پردے کے پیچھے بات کی ہے (آمنے سامنے بات کسی سے نہیں کی) اور تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا ہے اور براہ راست آمنے سامنے بات کی ہے۔ (بغیر ترجمان فرشتے کے بغیر پردے کے) اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے پوچھی ہے کہ اے میرے بندے مجھ سے مانگ جو مانگنا چاہتا ہے میں تجھے دینے کے لئے تیار ہوں تو تیرے والد صاحب نے جواب دیا ہے اے میرے پالنے والے پروردگار مجھے زندہ فرما دیں تاکہ میں دوبارہ تیرے راستے میں جان قربان کر آؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میری طرف سے یہ بات پہلے طے ہو چکی ہے کہ جو فوت ہو چکے ہیں وہ دوبارہ لوٹ کر (دنیا میں) نہیں جائیں گے۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۳۰، ابواب تفسیر القرآن)

ایک روایت میں یوں الفاظ آتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد صاحب نے فرمایا۔ اے رب میرے پیچھے والوں کو یہ خوشخبری سنا دیں تو اللہ تعالیٰ نے پھر یہ آیت نازل فرمائی۔ (وَلَا تَحسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ أَموَاتًا) ”جو حضرات اللہ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں تو ان کو مردہ بھی گمان نہیں کرنا“ (چہ جائے کہ عقیدہ بنا لیا جائے کہ قبر میں شہیدوں کو کوئی حیات نہیں معلوم ہوا کہ شہید اسی دنیا والی قبر میں زندہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اسی قبر مبارک میں دفن کیا گیا تھا، اور حدیث میں الفاظ آ رہے ہیں، ”أحییٰ اباک“ ”تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا“ یعنی روح واپس اسی جسم میں لوٹا دی، یا روح کا قوی تعلق جسم کے ساتھ جوڑ دیا گیا یہاں یہ معنی ہو ہی نہیں سکتے کہ روح کو زندہ کیا کیونکہ روح تو پہلے سے زندہ ہے وہ تو فوت ہوئی ہی نہیں، شہید ہوئی ہی نہیں۔ اس کے بارے میں کیسے آ سکتا ہے کہ اس کو زندہ کیا یہ معنی کرنا کہ روح کو زندہ کیا تحصیل حاصل ہے۔ ہاں جو فوت ہوا ہے، شہید ہوا ہے جسم، تو زندہ بھی اسی جسم کو ہی کیا گیا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شہید ہوتے ہی صحابی کو دو حوروں نے آلیا

حدیث نمبر ۴......عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ وجاء عَبْدٌ حَبَشِيٌّ أسود من أهل خيبر كان في غَنَمٍ لِسَيِّدِهِ فَلَمَّا رَأَى أَهْلَ خَيْبَرَ قَدْ أَخَذُوا السِّلَاحَ سَأَلَهُمْ، قال ما تريدون؟ قالوا انقاتل هذا الرجل الذي يزعم أنه نَبِيٌّ فَوَقَعَ فِي نَفْسِهِ ذِكْرُ النَّبِيِّ فَأَقْبَلَ بِغَنَمِهِ حَتَّى عَمَدَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِلَى ما تدعو؟ قال أَدْعُوكَ إِلَى الإِسلام إِلَى أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَأَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللهَ قال فَقَالَ العبد فماذا يَكُونُ لِي أَنْ شَهِدْتُ بِذَلِكَ وَ آمَنْتُ بِاللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ الْجَنَّةُ إِنْ مِتَّ عَلَى ذَلِكَ فَأَسْلَمَ الْعَبْدُ فقال يا نبيَّ الله إِنَّ هَذِهِ الْغَنَمَ عِنْدِي أَمَانَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أخرجها من عسكرنا وارمها بالحصا فإنَّ الله سَيُؤَدِّي عَنْكَ أَمَانَتَكَ فَفَعَلَ فَرَجَعَتِ الْغَنَمُ إِلَى سَيِّدِهَا فَعَرَفَ الْيَهُودِيُّ أَنَّ غُلَامَهُ قَدْ أَسْلَمَ... وقاتل مع عَلِيٍّ ذَلِكَ الْعَبْدُ الأَسْوَدُ فَاحْتَمَلَهُ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ فَأُدْخِلَ فِي الْفُسْطَاطِ فزعموا أَنَّ رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطَّلَعَ فِي الْفُسْطَاطِ ثُمَّ اطَّلَعَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَقَدْ أَكْرَمَ اللهُ هَذَا الْعَبْدَ وساقه إلى خير قد كان الإسلام في قلبه حقًّا وَقَدْ رَأَيْتُ عِنْدَ رَأْسِهِ اثْنَتَيْنِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ۔

وفي رواية عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم فقال يا رسول الله، إني رجل أسود اللَّوْنِ، قَبِيحُ الْوَجْهِ، مُنْتِنُ الرِّيحِ، لَا مَالَ لِي، فَإِنْ قَاتَلْتُ هؤلاءِ حتى أُقْتَلَ، أَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قال نعم فتقدم فقاتل حَتَّى قُتِلَ، فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم وَهُوَ مَقْتُولٌ، فقال لقد حَسَّنَ اللهُ وجهك الطَّيِّبَ، وَطَيَّبَ رِيحَكَ، وَكَثَّرَ مَالَكَ وَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ زَوْجَتَيْهِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ يَتَنَازَعَانِ جُبَّتَهُ عَنْهُ، يَدْخُلَانِ فيما بين جلده وَجُبَّتِهِ (البدایہ والنہایہ، غزوہ خیبر، ج ۴ ص ۲۰۰)

۷ ہجری میں غزوہ خیبر پیش آیا ہے۔ اس غزوہ میں تقریباً بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا ہے بعض حضرات نے چودہ اور پندرہ کی تعداد بھی نقل کی ہے اور ترانوے کافر جہنم رسید ہوئے ہیں، بیس شہداء کرام میں وہ خوش نصیب شہید صحابی رسول ﷺ بھی شامل ہیں جس نے سوائے کلمہ پڑھنے کے اور کوئی نیکی نہیں کی اور سیدھے جنت میں پہنچ گئے۔ جن کا نام نامی اسم گرامی، اسود راعی رضی اللہ عنہ ہے ان کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ یہ صحابی خیبر کے یہودیوں میں سے کسی یہودی کے غلام تھے یا مزدور تھے، اجرت پر بکریاں چرایا کرتے تھے جب آپ ﷺ نے خیبر کے قلعوں کا محاصرہ فرمایا تو ان کو دنیا جہاں کی کوئی خبر نہیں تھی، ایک دن قلعے والوں سے پوچھا یہ کیا شور شرابا ہے اور کس وجہ سے یہ جنگی تیار ہو رہی ہیں انہوں نے ان کو بتایا ایک شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں، اس سے مقابلہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں، ان کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی زیارت کرنی چاہئے۔ دیکھیں کیسے اللہ تعالیٰ کا نبی ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی دن چھپ چھپا کر بکریاں چرانے کے بہانے سے قلعے سے باہر نکلے اور سیدھا آپ ﷺ کے پاس جا پہنچے (سلام، دعا، حال احوال کے بعد) آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی کہ مسلمان ہو جاؤ مزے کرو گے، انہوں نے پوچھا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا مزے ہوں گے اور کیا بدلہ ملے گا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ میں تو بالکل کالے رنگ کا ہوں، بدشکل ہوں، میرے جسم سے بدبو پھوٹ رہی ہے، غریب ادمی ہوں، اس کے باوجود بھی اسلام لانے کی بدولت جنت مل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جائے گی، آپ ﷺ نے فرمایا بالکل ملے گی (کیونکہ اللہ تعالیٰ مالداری، شکل وصورت کونہیں دیکھتے بلکہ دلوں کو دیکھتے ہیں، اعمال صالحہ کو دیکھتے ہیں اگر آپ نے اسلام قبول کرلیا تو) اللہ تعالیٰ تمہیں حسین، خوبصورت بنادیں گے اور تمہارے جسم کو خوشبو سے معطر کردیں گے، اور تمہیں مالدار بنادیں گے یہ سب سن کر فوری کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگئے اس کے بعد پوچھا کہ اب ان بکریوں کا کیا کروں! جن کو چرانے لے آیا تھا وہ سامنے پھر رہی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تھوڑا سا آگے لے جاکر قلعے کی طرف ہانک دو، بھگادو، وہ سب خود بخود قلعے کی طرف چلی جائیں گی اس کے بعد آکر حضرت اسود راعی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوگئے جنگ ختم ہونے کے بعد جب شہداء خیبر کو آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان میں حضرت اسود راعی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت یہ اسود رضی اللہ عنہ جنت کی دوحوروں کے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے کو حسین، خوبصورت بنادیا ہے اور جسم کو خوشبو سے مہکادیا ہے اور مال دار بنادیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں اس کی دو بیویوں، حورعین کو کہ وہ جھگڑ رہی ہیں آپس میں کہ کون اس کو جنت کا سوٹ پہنائے۔ (اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطور رشک کے فرمایا کرتے تھے کہ کیسا خوش نصیب صحابی رضی اللہ عنہ تھا کہ نماز ایک نہیں پڑھی گئے سیدھا جنت میں ہیں۔

(عیون الاثر لابن سید الناس ج ۳ ص ۱۸۴)

معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان ایک ایسے جہاں میں چلا جاتا ہے، جو جہاں اس دنیاں والے جہان سے الگ تھلگ ہے جس کا نام برزخ والا جہان ہے، اس کے حالات اس جہان فانی میں رہتے ہوئے نہیں دیکھے جاسکتے، قانون یہی ہے، ہاں! اللہ تعالیٰ جس کو دکھادیں تو کوئی مانع نہیں۔ جیسے یہاں آپ ﷺ کو سب کچھ دکھادیا کہ چہرہ خوبصورت ہوگیا ہے۔ خوشبو مہک رہی ہے حوریں ساتھ ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ بھی نہیں دیکھ رہے تھے ان کو سب کچھ پہلے کی طرح نظر آرہا تھا چہرہ بھی کالا ہے خوشبو بھی نہیں البتہ کسی صحابی رسول ﷺ نے انکار بھی نہیں کیا اور اعتراض بھی نہیں کیا کہ ہمیں تو کچھ نظر نہیں آرہا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ صحابی اسود رضی اللہ عنہ اگلے جہان میں پہنچ چکا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ" سب کچھ ہے صحیح لیکن تمہیں ان کا پتا نہیں چل رہا۔ بالکل ایسے ہی معاملہ ہوگا اگر آپ کسی نیک انسان کی قبر کھولیں تو وہ دکھائی ایسے دیں گے کہ کفن کے اندر سوئے ہوئے ہیں لیکن درحقیقت ان کی قبر کشادہ بھی ہوگی، ہوسکتا ہے وہ کھڑے ہوکر نماز بھی پڑھ رہے ہوں یا تلاوت قرآن میں مصروف ہوں۔ قبر کے اندر جنت کی کھڑکی بھی کھلی ہوئی ہوگی لیکن ہمیں کچھ خوشبو وغیرہ نہیں آئے گی۔ جیسے یہاں آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ ان کا جسم خوشبو سے مہک رہا ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی خوشبو نہیں آرہی تھی، البتہ ایمان بالغیب کامل تھا اس لئے کوئی شبہ نہیں ہوا۔ ہاں جن کا ایمان بالغیب ناقص ہوتا ہے وہ ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں جیسے مشرکین مکہ کرتے تھے کہ حضور ﷺ کو سب کچھ نظر آتا ہے ہمیں تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے جسم عنصری کی حفاظت شہادت کے بعد

حدیث نمبر ۵......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ... فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا،... وَأَخْبَرَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

أصِيبوا اخبَرهُم، وَ بَعثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بنِ ثَابِتٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ اَنْ يُؤتَوا بِشَيءٍ مِنهُ يُعرَفُ، وَ كَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ، فَبَعَثَ اللهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنهُ شَيئًا (بخاری شریف، باب غزوۃ الرجیع)

وفي رواية فَاسْتَجَابَ اللهُ لِعَاصِمِ بنِ ثَابِتٍ فَأَخْبَرَهُ رسوله خَبَرَهُ... وفي رواية فقال عاصم اللّهمّ إِنِّي أَحْمِي لَكَ اليَومَ دِينَكَ فَاحْمِ لِي لَحْمِي... وفي رواية بعث الله عليهم الدّبر تطيز في وجوههم وتلدغهم فحالتَ بينهم وبين ان يعطعوه... وفي رواية كان عاصمُ بنُ ثابت رضی اللہ عنہ اعطى الله عهدا ان لايمسه مشرك ولا يمس مشركا ابدا فكان عمر رضی اللہ عنہ يقولُ لما بَلغهُ خبره يحفظ الله العبد المؤمن بعد وفاته كما حفظه في حياته (فتح الباری شرح بخاری)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور ان پر امیر مقرر فرمایا حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو (صفر المظفر کے مہینے ۴ ہجری میں کچھ لوگ قبیلہ عضل اور قارہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے قبیلہ میں بھیج دیں تا کہ یہ ان کو دین واسلام پڑھائیں، سکھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھیج دیئے جن پر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ مقام رجیع جو مکۃ المکرمہ اور مقام عسفان کے درمیان ہے پر پہنچے تو انہوں نے بدعہدی کی بنولحیان کے لوگوں کے ساتھ مل کر ان سب کو شہید کرنے کا منصوبہ بنالیا، یہ صحابہ کرام بھاگ کر ایک ریت کے ٹیلہ پر چڑھ گئے تو بنولحیان والوں نے منافقت کے طور پر کہا کہ نیچے اتر آؤ ہم تمہیں امن وامان اور پناہ دیتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں مشورہ کیا) حضرت عاصم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں تو کسی کافر کی پناہ اور امان میں نہیں آؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی اے اللہ تعالیٰ ہمارے حال کی خبر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیجئے اس کے بعد ان کو شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اطلاع فرما دی۔ دوسری دعا حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے یہ کی کہ اے اللہ جیسے میں آج تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں پس آپ بھی میرے (شہید ہونے کے بعد میرے جسم کے) گوشت کی حفاظت فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے واقعہ کی اطلاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرما دی۔ (جس وقت یہ خبر مکۃ المکرمہ کے مشرکین کو پہنچی تو ان کو اپنا غصہ تھا خاص کر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ پر کیونکہ انہوں نے ایک تو سلافہ نامی عورت کے دو لڑکوں کو غزوہ احد میں جہنم واصل کیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس عورت نے یہ منت مان رکھی تھی کہ میں اس حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کا پیالہ بنا کے شراب اس میں پیئوں گی اور انعام مقرر کر رکھا تھا سر لانے کے لئے سو اونٹ، دوسرا قریش کے ایک سردار کو بھی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا تھا) تو قریش کو جب پتا چلا کہ حضرت عاصم شہید ہو گئے ہیں تو انہوں نے چند لوگ بھیجے تا کہ وہ کچھ نہ کچھ (حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے جسم سے) کاٹ کے لے آئیں (خاص کر ان کا سر مبارک، تا کہ پھر انعام وصول کریں، ادھر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے ایک تیری دعا اور عہد معاہدہ کر رکھا کہ یا اللہ میں کبھی کسی مشرک کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا (نجس ہونیکی وجہ سے) نہ سلام دعا کے لئے، نہ یاری دوستی کی بناء پر، نہ بطور مہمانی کے، نہ اور کسی طریقہ پر تو یا اللہ آپ بھی میری حفاظت فرمائیں کہ کوئی مشرک میرے جسم کو ہاتھ نہ لگائے۔ نہ موت سے پہلے نہ مرنے کے بعد تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کی یہ دعا بھی قبول فرمائی) پس بھیج دیئے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے لیے بھڑ، (شہد کی مکھیاں، یا ڈینبوں) مثل سائے کے (انہوں نے آ کر ہر طرف سے ان پر سایہ کرلیا، اور رکاوٹ بن گئے کسی چیز کے جسم سے کاٹنے کے لئے، بلکہ ان مشرکین کے چہروں کو بھاگ بھاگ کے کاٹتے تھے) پس ان بھڑوں نے مکمل حفاظت کی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کی۔ ان لوگوں سے یہاں تک کہ جسد اطہر سے کوئی شئی کاٹ نہ سکے (بلکہ وہ مشرک قریب بھی نہ آ سکے، سارا دن یوں ذلیل وخوار ہوتے رہے رات کے ٹائم اللہ تعالیٰ نے ان کے جسد اطہر کو ہی بغرض حفاظت غائب کر دیا آج تک نہیں ملے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ پتا نہیں آسمانوں پر چلے گئے ہیں یا زمین نے اپنے اندر چھپا رکھا ہے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن بندہ کی موت کے بعد بھی ایسے ہی حفاظت فرماتے ہیں جیسے زندگی میں اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (معلوم ہوا کہ سب اعزازات شہید کے اسی جسد خاکی کے لئے ہوتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی العبد المؤمن کے الفاظ فرمائیں کے مؤمن بندے کی حفاظت ہوتی ہے اور عبد کا لفظ بالاتفاق جسد اطہر کے لئے ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۶ ......عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ أُحُدٍ مَرَّ عَلَى مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ، وَهُوَ مَقْتُولٌ عَلَى طَرِيقِهِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَدَعَا لَهُ ثُمَّ قَرَأَ (مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عليه) قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ هَؤُلَاءِ شُهَدَاءُ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأْتُوهُمْ وَزُورُوهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَدُّوا عَلَيْهِ (البدایہ والنہایہ ذکر قتلی احد، ج ۴ ص ۲۲۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ جب غزوہ احد سے واپس لوٹنے لگے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو شہید ہوئے تھے اسی راستہ پر (جن کی قبر مبارک اسی راستہ میں آتی تھی) پس یہاں ٹھہر گئے، پھر ان کے لئے (رحمت ومغفرت کی) دعا کی پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ مومنین مردوں میں سے بہت ساروں نے اپنا اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا، پھر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت والے دن شہید (شمار) ہوں گے۔ پس تم ان کے پاس ضرور آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص بھی آ کر ان کو سلام کرے گا، یہ شہداء اس کو جواب دیں گے قیامت تک، (یہ سلسلہ چلتے رہے گا)

فائدہ! آپ ﷺ جب بھی ایسی بات کی خبر دیتے جس کا تعلق ایمان بالغیب کے ساتھ ہو، تو اس کو ایسے الفاظ کے ذریعے اداء فرماتے جو الفاظ تاکید کے لیئے آتے ہیں، مثلاً انّ، اَنّ، قد، لام تاکید، قسم غیرہ۔ تاکہ سامع کو کسی قسم کا خبر میں شک نہ رہے۔ جیسے یہاں حدیث میں فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ لیکن شومئ قسمت ان لوگوں کی جو اتنے واضح الفاظ میں بھی ہیری پھیری کر جاتے ہیں اور تاویل باطل کی مکمل کوشش میں لگے رہتے ہیں، اب پتا نہیں یہاں کیا تاویل کریں گے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ضرور آیا کرو ان شہداء کی مزارات مقدسہ پر اور ان کی زیارت کیا کرو، اور ان کو سلام کیا کرو وہ تمہیں سلام کا جواب دیں گے، اگر قبر میں جسم عنصری میں حیات نہ ہوتی تو کیوں یوں فرمایا جاتا۔ اتنے واضح سے الفاظ بھی کسی کو سمجھ نہ آئیں تو یہی کہا جا سکتا ہے (ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا) جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیں پس ہرگز آپ ﷺ اس کے لئے کوئی ولی، مرشد، (جو اس کو سیدھے راہ پر لگا دے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عطاف تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی خالہ کا واقعہ

عن عطاف بن خالد حدثتنی خالتِی قالتْ رکبتُ یوماً الی قبورِ الشھدائِ و کانتْ لا تزالُ تأتیھم فنزلتُ عندَ حمزۃَ فصَلیتُ ما شاء اللہ أن أصَلِیَ و ما فی الوادی داعٍ و لامجیبَ الا غلاماً قائماً آخذاً برأس دابَتِیْ فلما فرغتُ مِنْ صلاتی قلتُ ھکذا بیدی السلام علیکم قالتْ فسمعتُ رَدَ السلامِ عَلیَ یَخرُجُ مِنْ تحتِ الارضِ اَعْرِفُہ کما اَعْرِفُ ان اللہَ عز و جل خَلقِنِی و کما اَعْرِفُ الیلَ من النھار فاقْشعرتْ کلُ شعرۃ منی

(البدایہ والنہایہ، ج ۴ص ۲۲۱)

حضرت عطاف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری خالہ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں ایک دن سواری پر شہداء احد کی مزارات مقدسہ پر گئی اور میں ہمیشہ ان کی قبروں پر جایا کرتی تھی، تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ گئی، اور جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اتنی دیر، میں ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہی، آس پاس کوئی شخص بولنے والا کوئی جواب دینے والا نہیں تھا صرف میرا ایک غلام میری سواری کی لگام پکڑے کھڑا تھا۔ جب میں ایصال ثواب اور دعا وغیرہ سے فارغ ہوئی تو میں نے اس طرح ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا (جیسے جاتے ہوئے کوئی شخص ہاتھ کا اشارہ کر کے کہتا ہے) السلام علیکم تو وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سلام کا جواب سنا جو زمین کے نیچے (قبر مبارک) سے آیا، اور میں نے اس سلام کو اس طرح پہچانا جیسے میں اللہ تعالیٰ کو پہچانتی ہوں کہ اس نے مجھے پیدا کیا ہے، اور میں نے اتنا یقین کیا جیسے رات کا دن کے مقابلہ میں یقین کرتی ہوں پس میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ (کہ یہ کیا واقعہ ہو گیا)

<u>فائدہ</u>! حضرت عطاف تابعین میں سے ہیں، سن ۹۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں وفات پائی ہے، ان کی خالہ نے جو واقعہ بتایا ہے اس سے بھی جمہور اہلسنت کے مسلک کی بھرپور تائید ہوتی ہے۔

<u>حدیث نمبر ۷</u>......عن طلحۃَ بنِ عبیدِ اللہِ قال ارَدتُ مالی بالغابَۃِ فادرکنی الیلُ فأویتُ الی قبرِ عبدِ اللہِ بنِ عمرِو بن حرام فسمعتُ قرأۃَ من القبر ما سمعتُ احسن منھا فجئتُ الی رسول اللہ ﷺ فذکرتُ ذالک لہ فقال ذاک عبدُ اللہ الم تعلمْ ان اللہ اروا حھم فجعلھا فی قنادیل من زبرجد ویاقوت ثم علقھا وسط الجنۃِ فاذا کان الیلُ رُدَتْ الیھم ارواحُھم فلاتزالُ کذالک حتی اذا اطلع الفجرُ رُدَتْ ارواحُھم الی مکانھا التی کانت فیھا قبض.   (تفسیر مظہری آیت ولاتقولوا لمن یقتل پ ۴)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے مال (بکریاں، زمین، جانور وغیرہ) کے پاس گیا جو غابہ جگہ میں تھے، پس وہاں رات ہو گئی، تو میں حضرت عبد اللہ بن حرام رضی اللہ عنہ شہید کی قبر کے پاس لیٹ گیا، تو پھر قبر مبارک سے قرآن پاک پڑھنے کی آواز میں نے سنی جو اتنی اچھی تھی کہ آج تک نہیں سنی تھی، پس میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور سارا واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ (شہید) تھے کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں داخل فرما دیتا ہے اور ان قندیلوں کو جنت کے وسط میں لٹکوا دیتا ہے۔ پھر جب رات ہوتی ہے تو وہ روحیں ان کے جسموں کی طرف واپس لوٹ آتی ہیں پس وہ ان کے پاس صبح صادق تک رہتی ہیں (تو وہ ساری رات قبر میں ذکر، تلاوت وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں) پھر اپنی جگہ چلی جاتی ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فائدہ! منکرین حیات شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی روحوں کو صرف جنت میں مان کر آدھی حدیث مانتے ہیں، اور آدھی حدیث کو بالکل مانتے ہی نہیں۔ جیسے اس حدیث میں آرہا ہے کہ دن کے ٹائم تو روحیں جنت میں واپس چلی جاتی ہیں (اوران کا تعلق باقی رہتا ہے) لیکن رات کے ٹائم واپس انہیں جسموں میں آجاتی ہیں۔ اب اس آخری جملے کو مانتے ہوئے منکرین حیات کو موت آتی ہے۔ کیونکہ یہ آدھے مشرک ہیں، مکمل مشرک وہ ہوتا ہے جو جسم اور روح دونوں کو فنا، ختم، عدم، مانتا ہے، لیکن یہ صرف ایک چیز جسم عنصری کو فنا، ختم، عدم مانتے ہیں، لہٰذا آدھے مشرک ہوئے اور آدھی ہی حدیث مانی، کیونکہ ان کا جتنا ایمان ہے اتنا تو قبول کر رہے ہیں، جمہور اہلسنت کا مکمل ایمان ہے اس لئے وہ دونوں کو زندہ مانتے ہیں اور دونوں کو جنت میں مانتے ہیں کیونکہ قبر بھی جنت کا ہی ٹکڑا ہے (القبر روضة من رياض الجنة الحدیث) منکرین حیات اپنا شرک چھپانے کے لئے دوسروں کو مشرک کہتے ہیں۔ جیسے مثال مشہور ہے۔ چور مچائے شور۔

حدیث نمبر ۸......اخرج ابن منده عن جابر رضی اللہ عنہ بن عبد الله قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات حامل القران، اوحى الله الى الارض ان لا تأكل لحمه فيقول الارض اى رب كيف آكل لحمه و كلامك في جوفه

(تفسیر مظهری تحت اية ولا تقولوا لمن يقتل پ ۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قرآن پڑھنے والے کو موت آتی ہے (قرآن پر عمل کرنے والا، تلاوت کرنے والا اسی کے مطابق زندگی گزارنے والا، اہلسنت کے عقائد رکھنے والا وغیرہ وغیرہ) تو اللہ تبارک وتعالیٰ زمین کی طرف پیغام بھیجتے ہیں کہ اس کے جسم کو کھانا نہیں ہے پس وہ زمین جواب دیتی ہے اے پروردگار میں کیسے اس کے گوشت کو کھاؤں حالانکہ اس کے تو دل میں قرآن پاک ہے۔

فائدہ! جب عام آدمی، قرآن پر عمل کرے، تو اس کو یہ اعزاز مل جاتا ہے کہ اس کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی، تو شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو بطریق اولیٰ یہ اعزاز ملتا ہے۔ گویا زمین پر حرام ہو جاتا ہے۔ اس کو کھانا اب اس کا جسم قیامت تک محفوظ رہے گا، لیکن منکرین حیات اسی جیسی احادیث کو بالکل نہیں مانتے کیونکہ ان کے نزدیک سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد کے باقی سب کے اجسام عنصریہ فنا، ختم، عدم ہو جاتے ہیں اہلسنت علماء دیوبند کے نزدیک چونکہ نیک، ولی، بزرگ آدمی حامل قرآن قبر میں روح کے تعلق یا دخول کی وجہ سے زندہ ہوتا ہے اس لیئے زمین پر اس کا کھانا حرام ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۹......عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال كنا مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فدخل دارًا من دُور بني النَّجَارِ فخرج الينا منتقعًا لونه فقال مَنْ اهل هذه القبور قالوا ماتوا في الجاهلية قال ثم اقبل علينا فقال تعوّذوا بالله مِن عذاب القبر، فو الذى نفسى بيده لقد رأيتُ ابدانهم يعذّبون في قبورهم (مسند ابو یعلیٰ، ج ۷ ص ۲۷۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بنی نجار کے محلے میں پس آپ ایک گھر میں ہمارے پاس (باہر سے) تشریف لائے تو پریشانی کے آثار آپ کے چہرہ اقدس پر نمایاں تھے، آتے ہی پوچھا یہ قبروں والے کون ہیں؟ (قریب ہی قبرستان تھا) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ جاہلیت کے زمانے کے لوگ ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں نے ان کے بدنوں کو دیکھا ہے کہ وہ عذاب دیئے جارہے ہیں اپنی قبروں میں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فائدہ! جس طرح جمہور اہلسنت علماء دیوبند اپنے عقیدہ حیات قبر پر واضح، صریح دلائل پیش کر رہے ہیں۔ جو دعویٰ کے عین مطابق ہیں کہ یہی جسد خاکی عذاب وثواب کا محل ہوتا ہے قبروں میں، تو ہمارا مطالبہ ہے کہ منکرین حیات بھی اسی طرح لفظ ابدان، عبد، جسد، وغیرہ کسی حدیث میں دکھائیں کہ ان کو عذاب وثواب نہیں ہوتا۔ جیسے ہم نے دکھایا ہے لقد رأیت ابدانہم بعد بون فی قبورہم!

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو ہمارے آزمائے ہوئے ہیں

حدیث نمبر ۱۰...... قال رسول اللہ ﷺ مَنْ ماتَ فقَدْ قَامتْ قِیامتُه۔ (والفاء فائ التعقیب تدلّ علی اَنَّ قیامةَ کلِ احَد حاصلةٌ بعدموتِه واماالقیامةُ الکبری فَهِیَ حاصلةٌ فی الوقتِ المعلومِ عنداللہ۔) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص فوت ہوگیا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔ فاء تعقیب کے لئے آتی ہے اور اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ہر شخص کو موت کے بعد اس کی قیامت مل جاتی ہے۔ (جب قیامت قائم ہوگئی اس کی۔ تو روح اس کے جسم میں لوٹ آئی کیونکہ قیامت کے بعد روح کا لوٹنا بالاتفاق ہے۔ اگرچہ مکمل فائدہ روح کے لوٹنے کا قیامت کبریٰ کے بعد ہوگا) جس کس کا وقت اللہ کو معلوم ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۷۵ پ ۴ ولاتحسبنّ الذین قتلوا)

فائدہ! منکرین حیات کے اُن تمام دلائل کا جواب آگیا جن میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ موت کے بعد قیامت کے دن میں اٹھایا جائے گا اور پھر روح جسم میں داخل ہوگی اس سے پہلے نہیں۔

شہید حضرت عامر بن فہیرۃ رضی اللہ عنہ کو فرشتوں نے آسمان کی طرف اٹھالیا

حدیث نمبر ۱۱...... عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِينَ بِبِئْرِ مَعُونَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هَذَا؟ فَأَشَارَ إِلَى قَتِيلٍ. فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هَذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ، بَيْنَهُ وَبَيْنَ الأَرْضِ، ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ، فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيبُوا وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ، فَقَالُوا رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا، فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ (بخاری شریف باب غزوۃ الرجیع)

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب غزوہ بیر معونہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا گیا، سوائے ایک صحابی حضرت عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ کے جن کو زندہ ہی قید کرلیا گیا تھا۔ تو اس صحابی سے عامر بن طفیل نے پوچھا حضرت عامر بن فہیرۃ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے (کہ اس صحابی رسول کو پہچانتے ہو) یہ کون ہے، تو حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا (کہ ہاں پہچانتا ہوں) یہ حضرت عامر بن فہیرۃ رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو پھر عامر بن طفیل کہنے لگا کہ (میں اس لئے اس کا تعارف پوچھ رہا ہوں اس کے متعلق بڑا عجیب و غریب واقعہ) میں نے دیکھا ہے ان کے شہید ہونے کے بعد ان کے جسم عنصری کو زمین کے درمیان آسمان کی طرف اٹھایا گیا پھر (تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ زمین پر) رکھ دیا گیا، پس ان سب شہداء کی خبر آپ ﷺ کو (حضرت جبرئیل کے ذریعے) پہنچائی گئی تو آپ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں، (شہید ہونے کے بعد جب رب تعالیٰ سے ان شہداء کا مکالمہ ہوا ہے تو) ان شہداء نے اللہ تعالیٰ سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے زندہ بھائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہنچا دے کہ ہم سب

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(شہید ہونے والے) آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سب سے راضی ہیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہداء کا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) پیغام پہنچا دیا۔

فائدہ! اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح لکھتے ہیں: فاشارَ عامرُ بن طفیل الیٰ رجل فقال هذا طَعنه برمحِه ثم انتزعَ رمحَه فذهب بالرجل علوا الی السماء حتی ما أراه... وفی ذالک تعظیم لعامر بن فهیرة وترهیب للکفار وتخویف۔ (فتح الباری شرح بخاری)

عامر بن طفیل نے اپنے نیزے سے اشارہ کرتے ہوئے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہ اس آدمی کو اتنا آسمانوں کی بلندیوں کی طرف لے جایا گیا کہ میری نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ (گویا آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا) شارح لکھتا ہے کہ اس سارے واقعہ کو اس لیئے ظاہر کیا گیا۔ تاکہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی عظمت، شان کا لوگوں کو پتا چلے اور کفار کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت ورعب ڈالا جائے اور طبری کی روایت میں یوں لفظ ہیں۔ رأیته رفع بین السمآء والارض حتی رأیت السمآء من دونه۔ (رواہ الطبری، ج ۳، ص ۳۵)

عامر بن طفیل کہنے لگا میں نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ آسمان و زمین کے مابین اٹھائے گئے یہاں تک کہ آسمان نیچے رہ گیا (اور وہ اوپر چلے گئے) اور اسی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت جبار بن سلمیٰ جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے فرماتے ہیں کہ میرے اسلام لانے کا واقعہ یہ بنا کہ میں نے بھی حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آسمان کی بلندیوں کی طرف اٹھا لیئے گئے ہیں۔ وَدَعَانِیْ ذَالِکَ مَارَأَیْتُ مِنْ عَامِرِ بِنْ فُهیرۃ رضی اللہ عنہ من رَفْعِهِ اِلیٰ السَّمآءِ عُلُواً۔ (سیرۃ مصطفی، غزوہ بیر معونہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ لکھ کر آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ علیہ السلام نے ارشاد مبارک فرمایا کہ: ''اِنَّ الْمَلَائِکَةَ وَارَتْ جثَتَه فِی عِلِیِّیْن'' پکی بات یہ ہے کہ فرشتوں نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے جثہ مبارک کو (پہلے پہل مشرکین کی نظروں سے) چھپالیا اور علیین میں اٹھا کر لے گئے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲۳)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وَذَکَرَ الوَاقِدِی فی رِوَایتِهِ أَنَّ الْمَلَائِکَةَ وَارَتْه وَلَمْ یَرَه الْمُشْرِکُوْن حضرت امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو فرشتوں نے چھپالیا، اور پھر مشرکین نے نہیں دیکھا کہ وہ نعش مبارک کہاں چلی گئی۔ (فتح الباری، شرح بخاری)

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثم وُضِع کا لفظ بعض طرق میں آیا ہے لیکن اکثر طرق اور اسانید میں یہ لفظ موجود نہیں بلکہ یہ الفاظ ہیں کہ ان کی نعش مبارک آسمانوں میں جا چکی۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۲ ص ۲۲۱)

اور حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کہیں نہیں ملی لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ فرشتے ان کی نعش مبارک کو آسمانوں میں چھپالے گئے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲۴)

ان سب عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ شہید ہونے کے بعد حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے جسم عنصری کو فرشتے آسمانوں میں علیین کی طرف لے گئے اور وہیں جا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں ٹھہرا دیا۔ معلوم ہوا کہ یہی جسد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اطہر ہی شہید کا فائز الحیات ہوتا ہے اور سب اعزازات وانعامات اسی جسد اطہر کے لئے ہوتے ہیں اور جن محدثین ومفسرین نے یہ بات کہی ہے کہ شہید کو رزق حسی دیا جاتا ہے ان کی اس وقعہ سے اچھی طرح تائید ہوگی واقعی رزق حسی جیسے ہمیں دنیا میں دیا جاتا ہے ایسے ہی شہداء کو کھانے پینے کے لئے جنت سے رزق دیا جاتا ہے۔

قارئین کرام! آپ حضرات خود فیصلہ فرمائیں کہ شہید کے جسم عنصری میں حیات کے مسئلے میں کوئی خفا، باقی رہ جاتا ہے اور یہاں کسی قسم کی روح کی تاویل باطل کی جاسکتی ہے کہ یہ سب کاروائی روح کے ساتھ کی گئی ہرگز نہیں لیکن ہدایت اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے وہ اپنے محبوب بندوں کا ہی انتخاب کرتا ہے۔

غزوہ بیر معونہ کا مختصر تعارف

صفر الخیر کے مہینہ ۴ھ میں ایک شخص ابو براء عامر بن مالک آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہدیہ پیش کرنے لگا لیکن آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا اس کو اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے خاموشی اختیار کی نہ اسلام قبول کیا نہ انکار کیا بلکہ جاتے ہوئے کہنے لگا، اگر آپ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو میرے ساتھ اہل نجد کی طرف دعوت اسلام کے غرض سے بھیج دیں تو میں امید کرتا ہوں کہ اہل نجد دعوت اسلام قبول کرتے ہوئے مسلمان ہو جائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے نجد والوں سے خطرہ ہے کہ کہیں دھوکا نہ کریں یہ کہنے لگا کہ میں ضامن ہوں اور ان کی ذمہ داری دیتا ہوں آپ علیہ السلام بھیج دیں کچھ نہیں ہوگا آپ ﷺ نے ان ستر صحابہ کا مشورے سے انتخاب فرمایا جو قراء حضرات کہلاتے تھے نہایت ہی مقدس، پاک باز، خدمت گزار، لوگ تھے جو سارا سارا دن لکڑیاں چن کر شام کو اصحاب صفہ کے لئے کھانے پینے کا انتظام فرماتے تھے اور رات تعلیم قرآن اور تہجد وغیرہ میں گزار دیتے تھے۔ حضرت منذر بن عامر الساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرما کے روانہ فرما دیا یہ حضرات جب بیر معونہ جو مکۃ اور مقام عسفان کے درمیان پہنچے تو وہ خط اور پیغام جو آپ ﷺ نے قوم بنی عامر کے سردار کے نام بھیجا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو دے کر عامر بن طفیل قوم کے سردار کے پاس بھیجا اس عامر بن طفیل نے غداری کرتے ہوئے خط دیکھنے پڑھنے سے پہلے ہی ایک شخص کو اشارہ سے کہا کہ اس خط لانے والے کو قتل کر دے اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو آر پار ہو گیا حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ یہ الفاظ کہتے ہوئے شہید ہو گئے فزت ورب الکعبہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا اس کے بعد عامر بن طفیل نے قبیلہ عصیہ، رعل، ذکوان ان تینوں کی مدد سے بقیہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بغیر قصور کے شہید کرا دیا صرف ایک صحابی حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو زندہ گرفتار کر کے لوگ عامر بن طفیل کے پاس لے گئے اس نے ان کے سر کے بال کاٹے اور پھر یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی تجھے اسی نظر کے بدلہ میں آزاد کرتا ہوں۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۲۲۰)

طفیل بن عمرو دوسی کا اپنے ساتھی کو خواب میں دیکھنا

حدیث نمبر ۱۲......عن جابر ان الطفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ اتی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ھل لک فی حصن حَصِینٍ ومنعۃٍ؟ قال حصن کان الدوس فی الجاھلیۃ۔ (صحیح مسلم، باب الدلیل علی ان قاتل نفسہ لا یکفر)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ (ہجرت سے پہلے مکۃ المکرمہ میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مسلمان ہونے کے لئے) تشریف لائے آپ ﷺ کے پاس اور درخواست کی کہ یا رسول اللہ (مکۃ المکرمہ کے مشرکین آپ ﷺ کو تنگ کرتے ہیں تو آپ ﷺ ہمارے ہاں علاقہ دوس میں ہجرت کر کے تشریف لے آئیں تو ہم) آپ ﷺ کے لئے قلعوں میں سے ایک مضبوط قسم کا حفاظتی قلعہ (خالی کرا کے) تیار کرا دیں؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے پاس زمانہ جاہلیت میں دوس کا ایک قلعہ قبضے میں تھا (اسی طرف اشارہ کر رہے تھے، کہ ہم آپ ﷺ کی مکمل حفاظت کریں گے) لیکن آپ ﷺ نے انکار فرما دیا کیونکہ یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے حضرات انصار کے مقدر میں کر رکھی تھی۔ (حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ مکۃ المکرمہ میں رہنے کے بعد اپنے علاقہ واپس چلے گئے) جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینۃ المنورہ تشریف لے آئے تو حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ﷺ کی طرف ہجرت فرمائی ایک اور ساتھی نے بھی حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی (جب یہ دونوں حضرات مدینۃ المنورہ پہنچ گئے تو دوسرے ساتھی کو مدینۃ المنورہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی جس کی وجہ سے بیچارہ سخت قسم کا) بیمار ہو گیا۔ بیماری جب حد سے بڑھی (تو قابل برداشت نہ رہی سارے جسم میں درد شروع ہو گیا خاص کر ہاتھوں میں تو چونکہ نیا نیا مسلمان ہوا تھا احکام اسلام کا اتنا علم نہیں تھا علاج کے طور پر) اپنے تیر کے پھل سے ہاتھوں کی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے خون جو بہنا شروع ہوا (سارے جتن کرنے کے باوجود رک نہ سکا وہی خون ہی) بالآخر موت کا سبب بنا اور جان لیوا ثابت ہوا (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفن دفن کا انتظام فرما دیا کچھ دنوں کے بعد) حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسے دیکھا تو بہت ہی اچھی اور خوبصورت حالت میں تھے مگر اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے ڈھانکے ہوئے تھے حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا بتایئے کیسے گزری اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف ہجرت کرنے (اور مسلمان ہونے) کی برکت سے مکمل طور پر معاف فرما دیا ہے حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہاتھ کس لیئے چھپائے ہوئے ہیں اور کپڑا کیوں ڈالا ہوا ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کہا گیا ہے کہ چونکہ یہ ہاتھ تو نے خود اپنی مرضی سے کاٹے تھے (لہٰذا ان کو ٹھیک نہیں کیا جائے گا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس کو درست نہیں کریں گے، (اس لئے ہاتھوں کو عیب کی وجہ سے چھپایا ہوا ہے کیونکہ یہ کٹی ہوئی انگلیوں والے ہیں صبح کو) حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے سارا خواب آپ ﷺ کو بتایا تو آپ نے اس آدمی کے ہاتھوں کے لئے یوں دعا فرمائی اللھم وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِر اے اللہ اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما اور ٹھیک کر دے۔ اب یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرما کے اسے معاف فرما دیا ہوگا۔

قارئین کرام آپ حضرات خود اندازہ لگائیں کہ اگر موت کے بعد صرف اور صرف روح کے ساتھ کاروائی ہونی ہوتی اور جسم مثالی کے ساتھ سب معاملات ہونے ہوتے تو خواب میں یوں ہاتھ چھپائے ہوئے وہ صحابی رسول نظر نہ آتے، کیونکہ روح یا جسم مثالی کے تو ہاتھ کٹے ہی نہیں کہ وہ خواب میں نظر آئیں ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ جسد مثالی بھی ویسے ہی ملتا ہے جیسا دنیا والا جسم موت کے وقت تھا تو پھر شہید کو بھی ٹکڑے شدہ جسد مثالی ملے گا اور وہ بھی جنت میں جو کسی بھی لحاظ سے اعزاز نہیں، ہاں جسم عنصری کے ہاتھ کٹے ہیں اور وہ کٹے ہوئے نظر آ رہے ہیں جس سے صاف طور پر یہ بات سامنے آ گئی کہ روح کے تعلق سے سب کچھ جسم عنصری کے ساتھ پیش آتا ہے اور روح اور جسم دونوں دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں جب ایک عام آدمی کی حیات جسم عنصری کے لئے ثابت ہو گئی تو شہید اس سے کئی درجے راحت و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہوتا ہے تو اس کے جسم عنصری کے لئے حیات بطریق اولیٰ ثابت ہوگی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر ۱۳......عن فَضَالَةَ بنَ عُبَيدٍ قال قال رسول الله ﷺ أنَّهُ قَالَ كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَإِنَّهُ يُنَمَّى لَهُ عَمَلُهُ إلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر میت کے عمل پر ختم ہونے کی مہر لگا دی جاتی ہے۔ (کہ اس کے نامہ اعمال میں اب قیامت تک کا اضافہ نہ ہوگا) مگر وہ مجاہد فی سبیل اللہ جس کو پہرہ دیتے ہوئے (سرحد، باڈر پر) موت آئی، پس بے شک اس کا یہ پہرہ دینے والا ثواب قیامت تک جاری رہے گا، اور وہ میت قبر کے فتنہ سے امن میں رہے گا۔　(ترمذی، باب فی فضل من مات مرابطا)

فائدہ! اس حدیث شریف میں لفظ مات اور لفظ یامن کی ھو کی ضمیر الذی کے واسطہ سے لفظ میت کی طرف لوٹ رہی ہے کہ وہی میت ہی قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا قیامت تک۔ منکرین حیات کے نزدیک میت کو عذاب وثواب قبر میں ہوتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہ لکڑی ہے، پتھری ہے، تو پھر یامن کی ھو ضمیر کا یہ لوگ مرجع کس کو بنائیں گے؟ روح، یا جسد مثالی کو تو بنا نہیں سکتے کیونکہ اس کا ماقبل میں تذکرہ ہی نہیں جس کی طرف ضمیر لوٹائی جا سکے، لامحالہ میت کی طرف ہی لوٹانا ضروری ہے، کیونکہ ماقبل میں اس کا تذکرہ آیا ہے۔ تو جب یہی شہید قبر میں امن سے رہے گا۔ تو خود بخود ثابت ہو گیا کہ اس میں حیات ہوتی ہے، اور اسی جسم عنصری کو ہی عذاب وغیرہ کا اندیشہ ہوتا ہے جس کے بارے میں اس حدیث میں خوشخبری آرہی ہے۔

حدیث نمبر ۱۴......عَنْ رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا، قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ إلَّا الشَّهِيدَ، قَالَ كَفَى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ فِتْنَةً۔ حضرت راشد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ صحابی رسول سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تمام مؤمنوں کو، ان کی قبروں میں (منکر نکیر کے سوالوں کے ذریعے) امتحان میں ڈالا جاتا ہے سوائے شہید کے (کہ وہ ان تین سوالوں سے محفوظ رہتا ہے) تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ (میدان جنگ میں) تلواروں کی چمک، اور ان کے سائے اس کی ذات کے لئے مستقل امتحان ہوتے ہیں (وہ اس تلوار والے امتحان کی وجہ سے اس قبر والے امتحان سے بچا لیا جاتا ہے کیونکہ اس کا اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دینا ہی مستقل دلیل ہے کہ یہ پکا سچا مسلمان ہے یہی چیز اس کے ایمان کی دلیل ہے۔ سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

(سنن النسائی کتاب الجنائز، کنز العمال، ج ۴ ص ۳۸۷)

معلوم ہوا کہ جو جسم عنصری تلواروں کے سائے میں دنیا کے اندر امتحان سے گزر کر آیا ہے وہی منکر نکیر کے سوالات سے محفوظ رہتا ہے اور باقی سب لوگوں سے اسی قبر میں سوالات ہوتے ہیں، سوالات کا ہونا جسم عنصری کی قبر والی زندگی پر دلالت کر رہا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵......عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا مَاتَ شهيدًا وَوُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبرِ وَغُدِيَ وَرِيحَ عليه بِرِزْقِهِ من الجنة۔　(کنز العمال، ج ۴ ص ۲۶)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے وہ شہید ہے اور اس کو قبر کی آزمائش سے بچا لیا جاتا ہے اور صبح وشام اس کے پاس اس کا رزق جنت سے لایا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جنت سے رزق جسم عنصری کے لئے لایا جاتا ہے جس سے حیات فی القبر ثابت ہوئی یہاں روح مراد ہو ہی نہیں سکتی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کیونکہ وہ تو ہے ہی جنت میں اور کھاتی پیتی بھی جنت میں ہی ہے تو پھر جنت سے رزق آنے کا کیا مطلب ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۶...... عن عبداللہ بن عباس قال قال رسول اللہ الشھداء علی بارقِ نھرٍ ببابِ الجنۃِ فی قبۃٍ خضراء یخرج علیھم رزقھم منَ الجنۃِ بکرۃً وعشیًا (مسند احمد، باب مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء، جنت کے دروازے کے پاس نہر بارق پر جمع ہوتے ہیں، (بہت بڑے) سبز قسم کے خیمہ وقبہ میں، نکالا جاتا ہے ان کے لئے ان کا رزق جنت سے صبح وشام، (اس حدیث میں بھی لفظ شہداء تو شہداء کے جسم عنصری پر ہی دلالت کررہا ہے کیونکہ شہید تو ہوئے ہی جسم عنصری ہیں نہ کہ روح یا جسد مثالی۔ تو جو شہید ہوئے انہیں مراد لیا جائے گا۔ باقی رہی یہ بات کہ جنت کے دروازے کے پاس شہداء کے جسم عنصریوں کو کیوں جمع کیا جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ ان کے اعزاز واکرام اور آپس میں ملاقات گپ شپ کے لئے اور پھر دعوت کے طور پر فرشتے جنت سے اعلیٰ قسم کا رزق وانعامات لے آتے ہیں۔ مکمل طور پر دخول جنت قیامت کے بعد ہوگا جسم عنصری کے لئے، اس لیئے ہوسکتا ہے کہ جنت کے دروازے کے پاس ہی خیمہ، نما محل تیار کرا کے وہیں اجساد مقدسہ کو صبح وشام جمع ہونے کی اجازت دی جاتی ہو اور حدیث میں یخرج کا لفظ بھی اسی احتمال پر دلالت کررہا ہے، کیونکہ روحیں تو ہیں ہی جنت میں۔ ان کے لئے یہ معنی کرنا کہ رزق نکالا جاتا ہے جنت سے یہ صحیح نہیں، نیز یَخرج کا لفظ اس پر بھی دلالت کررہا ہے کہ وہ نہر بارق جنت سے باہر ہے۔ لیکن جنت کے دروازے کے پاس ہی۔ اگر شہداء سے روحیں مراد لی جائیں تو روحوں کو جو اعزاز واکرام جنت کے اندر مل رہا ہے وہ جنت سے باہر اتنا نہیں ملے گا تو یہ ان کا مکمل اعزاز نہ ہوا بلکہ اعزاز میں کمی آنے کا احتمال ہے، اور ہوسکتا ہے کہ جن شہداء کے اجسام عنصریہ کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا ہے جیسے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ان کو بھی اسی سبزہ خیمہ نما محل میں ٹھہرایا گیا ہو۔ باقی جہاں کہیں شہداء کی ارواح کا تذکرہ ہے وہاں شہداء کی اروح ہی مراد ہوتی ہیں اور جہاں جسم عنصری مراد ہوتا ہے وہاں لفظ شہید یا شہداء احادیث میں استعمال ہوا ہے اگر حدیث میں بھی روحیں مراد ہوتیں تو الفاظ یہ آتے ارواح الشھداء علی بارق نھر، ان سب احتمالات کے باوجود اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مراد الشھداء علی بارق نھر سے روحیں ہی ہیں تو پھر بھی ہمارے مسئلہ حیات شہداء پر ذرا فرق نہیں پڑے گا کیونکہ روحوں کا سب اعزاز واکرام ہوتا ہی جسد عنصری کے لیئے ہے اور جن حضرات نے روحیں ہی مراد لی ہیں ان سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں دونوں احتمال ہوسکتے ہیں۔

جیسا کہ تفسیر کبیر والے لکھتے ہیں: "فقال بعضھم انہ تعالیٰ یصعد اجساد ھولاء الشھداء الی السماوات والی قنادیل تحت العرش ویوصل انواع السعادۃ والکرامات الیھا، ومنھم من قال یترکھا فی الارض ویحسبھا ویوصل ھذہ السعادات الیھا" بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان شہداء کے اجسام عنصریہ کو آسمانوں کی طرف اٹھالیتے ہیں، اور عرش کے نیچے قنادیل کی طرف بھی، اور حاصل کرتے ہیں یہ تمام قسم کی سعادتیں، اور اعزازات وکرامات، اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اجسام عنصریہ کو زمین میں ہی (قبروں کے اندر) رکھا جاتا ہے اور ان کو زندگی دی جاتی ہے، اور کرامات وسعادات ان تک پہنچتی رہتی ہے۔

(تفسیر کبیر آیت ولا تقولوا لمن یقتل، ج ۹ ص ۷۶)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر ۱۷...... عن أبی رافع قال کانَ رسولُ اللهِ ﷺ إذا صلّی العصرَ، ذَهَبَ إلی بَنی عبدِالأشهلِ فیتحدَّثُ عندَهم حتی ینحدرَ للمغربِ قالَ أبو رافع فبینما النَّبیُّ یسرعُ إلی المغربِ مَرَرنا بالبقیعِ فقالَ أُفٍّ لکَ أُفٍّ لکَ قالَ فکَبُرَ ذٰلکَ فی ذَرعی، فاستأخرتُ وظننتُ أنَّهُ یریدُنی فقالَ ما لکَ امشِ فقلتُ أحدَثتُ حدثًا؟ قالَ ما ذاکَ؟ قلتُ أفَّفتَ بی؟ قالَ لا ولٰکن هذا فلانٌ بعثتُهُ ساعیًا علی بَنی فلانٍ فغلَّ نَمِرةً فدُرِّعَ الآنَ مثلَها نارًا۔ (سنن نسائی، کتاب الامامۃ) دوسری روایت میں یوں الفاظ آتے ہیں، فقلتُ بابی انت وامی، قال صاحب هذه الحفرةِ استعملتُهُ علی بنی فلانٍ فخان بزةً فأریتُها تلتهب (کنزالعمال ج ۴ ص ۳۴۸)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھانے کے بعد قبیلہ بنو عبدالاشہل والوں کے پاس تشریف لے گئے پس ان کے پاس باتیں ہوتی رہیں یہاں تک مغرب کی نماز کا ٹائم بہت قریب ہو گیا، اس کے بعد آپ ﷺ جلدی جلدی وہاں سے لوٹے مغرب کی نماز کے لئے تو جب آپ جنت البقیع (قبرستان) کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے کہا اف ہو تیرے لئے، اف ہو تیرے لئے (افسوس کرنے کے انداز میں کہا) میرے علاوہ آپ ﷺ کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ بات مجھ پر بڑی بھاری گزری کہ شاید مجھے فرما رہے ہیں کہ اف ہو تیرے لئے تو میں تھوڑا سا آپ ﷺ سے پیچھے ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جلدی چلو کیوں پیچھے ہو گئے ہو، تو پھر میں نے پوچھا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یہ افسوس کے کلمات میرے لئے کہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تیرے لیئے نہیں کہے جس کی قبر کے پاس سے گزرے ہیں اس کے لئے کہے ہیں، میں نے اس قبر والے کو ایک دفعہ فلاں قبیلہ والوں کے پاس عامل بنا کر بھیجا تھا (زکوٰۃ، عشر وغیرہ لینے کے لئے) تو اس نے ایک چادر زکوٰۃ کے مال سے چھپالی تھی تو اب میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ چادر اس پر جہنم کی آگ بنا کر پہنائی ہوئی ہے۔ جو اس پر آگ کے شعلے مار رہی ہے۔

فائدہ! آپ ﷺ اسی دنیا والے قبرستان جنت البقیع کے پاس سے گزر رہے تھے اور اسی دنیا والی قبر میں اس شخص پر آگ دیکھی جس قبر کو منکرین حیات عرفی قبر کہتے ہیں، شرعی قبر ماننے کے لئے تیار نہیں، اور اسی قبر میں ہی میت کا جسم عنصری رکھا جاتا ہے اور اسی کا ہی عذاب دکھایا گیا تھا۔ معلوم ہوا اسی جسم عنصری کے ہی روح کا تعلق یا دخول روح سے عذاب وثواب ہوتا ہے، بعض دفعہ منکرین حیات یوں ان جیسی حدیثوں کی تاویل باطل کرتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔ تو جواب یہ ہے کہ معجزہ صرف اس بات میں ہے کہ آپ ﷺ نے گزرتے ہوئے عذاب دیکھ لیا ہے، ورنہ عذاب تو پہلے سے جاری تھا عذاب کا ہونا معجزہ نہیں وہ حقیقت میں پہلے سے عذاب جاری تھا، تو آپ ﷺ نے یقیناً اس کے لئے دعا کی ہوگی اور وہ عذاب ختم ہو گیا ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۸...... عن البراء بن عازب قال کنّا مع رسولِ اللهِ فی جِنازةٍ، فجلس علی شفیرِ القبرِ، فبکی حتی بلَّ الثری، ثمَّ قال یا إخوانی لمثلِ هذا فأعِدُّوا۔ (ابن ماجہ، باب الحزن)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں تھے پس آپ ﷺ نے قبر کے کنارے پر بیٹھتے ہی رونا شروع فرما دیا اور خوب روئے یہاں تک آنسو مبارک مٹی پر گر رہے تھے، پھر تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا اے میرے بھائیو! اس (اندھیری، تاریک قبر) جیسی جگہ کے لئے اچھی طرح تیاری کرو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فائدہ! حدیث شریف میں لمثل ھذا، ھذا کا مشار الیہ جس کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں وہ یہی دنیا والی قبر ہے نہ کہ علیین، سجین والی قبر، جس کو کسی نے بھی قبر نہیں کہا اور اسی قبر کے کنارہ پر بیٹھ کر رو رہے ہیں اور اسی کے متعلق فرمارہے ہیں کہ دنیا والی قبر کے لئے نیک اعمال کے ذریعے تیاری میں لگے رہو۔

حدیث نمبر ۱۹...... عن یحیٰ سمع علیاً یقول، قالَ رَسولُ اللّٰہِ ﷺ یومَ الأحزابِ، وَھو قاعِدٌ علی فُرضَۃٍ مِن فُرَضِ الخَندَقِ شَغَلُونا عَنِ الصَّلاۃِ الوُسطیٰ حتی غَرَبَتِ الشَّمسُ، مَلأَ اللّٰہُ قُبورَھُم وَبُیوتَھُم، أو قالَ قُبورَھُم وَبُطونَھُم نارًا۔ حضرت یحییٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ خندق کے کسی داخلی راستہ پر بیٹھے ہوئے یہ ارشاد فرمارہے تھے، کہ (ان مشرکوں نے) ہماری نماز عصر قضا کرادی ہے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے یا فرمایا کہ ان کی قبروں اور پیٹوں کو آگ سے بھرے۔ (صحیح مسلم، باب صلوٰۃ الوسطیٰ)

فائدہ! قبورہم سے مراد یہی دنیا والی قبریں ہی ہیں کیونکہ منکرین حیات کی بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں جہاں لفظ قبر آتا ہے اس سے مراد یہی دنیا والی قبر ہے، اور اسی قبر کو جہنم کی آگ سے بھرنے کی بددعا کی جارہی ہے، اور اسی قبر میں ہی میت کے جسم عنصری کو رکھا جاتا ہے۔ اگر ان قبروں میں عذاب وثواب نہ ہوتا تو یوں بے فائدہ بددعا کرنا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ سے کبھی منقول نہ ہوتا۔ نیز سجین والی قبر جو منکرین حیات مراد لیتے ہیں وہ مراد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ وہ تو ہے ہی جہنم تو اس کو جہنم کی آگ سے بھرنے سے کیا مراد ہوگا۔

حدیث نمبر ۲۰...... عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال إنَّ المَیِّتَ یَعرِفُ مَن یَحمِلُہ، ومَن یَغسِلُہ، ومَن یُدَلِّیہِ فی قبرِہ (مسند احمد، مسند ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میت وہ پہچانتی ہے اس شخص کو جو اس کو (کندھوں پر) اٹھائے اور اس شخص کو بھی جو اس کو غسل دے اور اس شخص کو بھی جو اس کو قبر میں اتارے اور دفنائے۔

حدیث نمبر ۲۱...... عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ ﷺ إذا وُضِعت الجنازۃُ فاحتملھا الرِّجالُ علی أعناقِھم، فإن کانت صالحۃً قالت قدِّمونی قدِّمونی، وإن کانت غیرَ صالحۃٍ قالت یا ویلھا أین تذھبون بھا یسمعُ صوتَھا کلُّ شیءٍ إلّا الإنسانُ، ولو سمِعھا غیرُ الإنسانِ لصُعِقَ۔ (بخاری، باب کلام المیت) مسند احمد کی روایت میں یوں الفاظ ہیں إذا وُضِعَ الرجلُ الصالحُ علی سریرِہ قال قدِّمونی قدِّمونی، وإذا وُضعَ الرجلُ السوئُ علی سریرِہ قال یا وَیلَہُ أین تذھبون بی؟ (مسند احمد، باب مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب جنازہ (میت) کو رکھ دیا جاتا ہے اس کی چارپائی پر (یعنی غسل، کفن وغیرہ دے کر تیاری کرا کے چارپائی پر رکھ دیا جاتا ہے) پھر اٹھاتے ہیں اس جنازہ کو لوگ اپنے کندھوں پر (قبرستان دفنانے کے لئے) پس اگر وہ نیک جنازہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، مجھے جلدی لے چلو (میرے رب کی طرف، اور میری قبر والی جنت کی طرف) اور اگر وہ کسی فاسق کا جنازہ ہوتا ہے تو وہ چیخ چیخ کر کہتا ہے اے میری تباہی، بربادی کہاں مجھے تم چھوڑنے کے لئے جارہے ہو۔ اس کی چیخ وپکار کو انسان کے علاوہ ہر شئی سنتی ہے اور اگر انسان اس کو سن لیں تو بے ہوش ہوجائیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فائدہ! ایک حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں: ''اذا وضعَ المیتُ علی السریر (فتح الباری شرح بخاری) جب میت کو چار پائی پر رکھ دیا جاتا ہے میت سے مراد تو منکرین حیات کے نزدیک بھی یہی جسد عنصری ہے جس کو لوگوں نے کندھے پر اٹھایا ہوا ہے شارح اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے: (وظاھرہ ان قائل ذلک ھو الجسد المحمول علی الاعناق) کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ کلام کرنے والا یہی جسم عنصری ہے جس کو لوگوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری)

اب حدیث میں لفظ میت بھی آ گیا لفظ جنازہ بھی آ گیا ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جنازہ آ گیا ہے لوگوں نے کندھے پر بھی اسی میت کو اٹھایا ہوا ہے اور حدیث میں یہ لفظ بھی آ رہے ہیں کہ انسان کے علاوہ ہر شئے اس کی چیخ و پکار کو سنتی ہے وہ ہر شئے بھی اسی دنیا میں رہتی ہے اور یہ لفظ بھی آ گئے کہ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں وہ انسان بھی اسی دنیا میں رہتے ہیں۔ شارحین کا بھی تقریباً اتفاق ہے کہ یہی جسم عنصری ہی کلام کرتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باب کلام المیت باندھا اسی میت کا کلام کرنا تو یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسی جسم عنصری میں ہی حیات ہوتی ہے اسی جسم عنصری کے ساتھ ہی روح کا تعلق یا دخول ہوتا ہے اور جب ہر اچھے اور برے آدمی کا موت کے بعد یہی جسم عنصری ہی کام کرتا ہے تو شہداء کے بارے میں تو خود قرآن پاک نے کہہ دیا: ''بل ھم احیاء'' تو وہ کتنی قوی حیات میں ہوں گے اس کا اندازہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی لگا ہی نہیں سکتا اور پھر انبیاء کا تو کہنا ہی کیا جن کی وساطت سے شہداء کو حیات ملی ہے لیکن ان سب قرائن کے باوجود منکرین حیات کا روح کی ہی رٹ لگانا اور یہ کہنا کہ روح ہی مراد ہے تو اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ: ''من یضلل اللہ فلا ھادی لہ'' جس کو اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کر دیں اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

حدیث نمبر ۲۲......عن انس بن مالک اَنَّ رسولَ اللہ ﷺ قال انطَلِقوا بسم اللہِ و باللہِ و علی سنۃِ رسولِ اللہ فَقَاتِلوا اَعداءَ اللہِ فی سبیلِ اللہ قَتلاکُم احیاء مرزقُونَ فی الجَنانِ و قَتلاھم فی النارِ. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (ایک جہاد کے موقع پر) فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چلو اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے ساتھ چلو (یعنی بسم اللہ اور دعائیں پڑھتے ہوئے رجوع الی اللہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد اور نصرت مانگتے ہوئے چلو) اور رسول اللہ کی سنت پر چلتے ہوئے چلو (اپنے سفر میں سنن کا خوب اہتمام کرتے ہوئے چلو) پھر دشمن کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خوب جہاد کرو تو تمہارے مقتول و شہداء زندہ ہوں گے رزق دیئے جائیں گے باغوں میں اور ان کفار کے مقتول و مردود جہنم میں ہوں گے۔ (معرفۃ السنن والاثار حدیث نمبر ۱۸۰۹)

فائدہ! قتلاکم سے مراد وہی شہداء ہیں جو اسی دنیا میں جسم عنصری کے ساتھ شہید ہوئے ہیں اور انہیں جسم عنصری کے متعلق کہا جارہا ہے کہ وہ زندہ ہوں گے رزق دیئے جائیں گے باغوں میں یعنی ہر کسی کو اپنی اپنی قبر والی جنت کے باغ میں رزق دیا جائے گا اور کفار کے مقتول و مردود قبر والے جہنم کے گڑھے میں عذاب دیئے جائیں گے۔

حدیث نمبر ۲۳......عن زید بن ثابت قال بینما النبیُّ فی حائطٍ لِبَنِی النَّجّارِ، علی بَغلَۃٍ لہ وَ نَحنُ معہٗ، اِذ حادَت بہ فَکادَت تُلقِیہِ، واِذا اَقبُرٌ سِتَّۃٌ، اَو خَمسَۃٌ، اَو اَربَعَۃٌ، قال کذا کانَ یقولُ الجُرَیرِیُّ، فَقالَ مَن یَعرِفُ اَصحابَ ھٰذہِ الاَقبُرِ؟ فَقالَ رَجلٌ اَنا، قالَ فَمَتی ماتَ ھٰؤُلاءِ؟ قالَ ماتوا فی الاِشراکِ، فَقالَ اِنَّ ھٰذہِ الاُمَّۃَ تُبتَلٰی فی قُبورِھا، فَلَو لا اَن لا تَدافَنوا، لَدَعَوتُ اللہَ اَن یُسمِعَکُم مِن عَذابِ القَبرِ الذی اَسمَعُ منہ ثُمَّ اَقبَلَ عَلَینا بوَجھِہٖ،

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰہِ مِن عَذَابِ النَّارِ قالو انعوذُ باللّٰہِ مِن عَذَابِ النَّارِ، فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰہِ مِن عَذَابِ الْقَبْرِ قالو انعوذُ باللّٰہِ مِن عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ، ما ظَهَرَ منها وَ ما بَطَنَ قالو انعوذُ باللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ ما ظَهَرَ منها وَ ما بَطَنَ، قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰہِ مِن فِتْنَةِ الدَّجَالِ قالو انعوذُ باللّٰہِ مِن فِتْنَةِ الدَّجَالِ　　(صحیح مسلم، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ بنو نجار کے علاقہ میں تھے آپ ﷺ اپنے خچر مبارک پر سوار تھے اچانک وہ اتنی بدکی اور ڈری کہ قریب تھا کہ آپ کو نیچے گرا دیتی اور وہاں قریب کوئی چھ، یا پانچ، یا چار قبریں تھیں تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ ان قبروں والوں کو کوئی پہچانتا ہے کہ یہ کن لوگوں کی قبریں ہیں ایک آدمی نے کہا جی ہاں میں پہچانتا ہوں آپ ﷺ نے پوچھا یہ لوگ کب فوت ہوئے ہیں تو اس آدمی نے جواب دیا کہ شرک کے زمانہ میں مشرک ہو کر فوت ہوئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ جماعت عذاب قبر میں مبتلا ہوئی پڑی ہے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے (خوف کی وجہ سے قبرستان آنا بند کر دو گے) تو میں ابھی ابھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی وہ عذاب قبر سنا دے جو میں سن رہا ہوں پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یوں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو عذاب جہنم سے تو ہم نے دعا مانگی اے اللہ جہنم کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں بھی دعا مانگو کہ اے اللہ قبر کے عذاب سے محفوظ فرما تو ہم نے دعا مانگی اے اللہ ہمیں عذاب قبر سے محفوظ فرما پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں بھی دعا مانگو کہ اے اللہ تمام ان فتنوں سے ہماری حفاظت فرما جو ظاہر ہو چکے ہیں اور جو ابھی چھپے ہوئے ہیں (جو بعد میں ظاہر ہوں گے منکرین حیات قبر جیسے فتنے) تو ہم نے دعا مانگی اے اللہ تمام ان فتنوں سے ہماری حفاظت فرما جو ظاہر ہو چکے ہیں اور جو چھپے ہوئے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں بھی دعا کرو کہ یا اللہ دجال کے فتنوں سے ہمیں بچالے (جو قیامت سے پہلے لوگوں کے عقائد خراب کرنے کے لئے مختلف ناموں سے آئیں گے) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے پھر دعا کی یا اللہ دجال کے تمام فتنوں سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔

فائدہ! اس حدیث شریف سے مسئلہ حیات فی القبر اور ثواب وعذاب قبر بالکل واضح ہو گیا روز روشن کی طرح (۱) آپ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی دنیا والے قبروں سے گزر رہے تھے (۲) اور انہیں دنیا والے قبروں سے ہی اس خچر سواری نے عذاب سن کر بدکنا شروع کیا (۳) اور اسی دنیا والی قبروں کے متعلق ہی آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ جو میں عذاب قبر سن رہا ہوں (۴) اور اسی قبروں کے متعلق ہی فرما رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کروں تو تمہیں بھی ابھی ابھی عذاب قبر سنا دے (۵) دعا مانگتے ہوئے جہنم کے عذاب سے الگ پناہ مانگی جا رہی ہے اور قبر کے عذاب سے الگ پناہ مانگی جا رہی ہے اگر قبر اور جہنم ایک چیز ہوتی تو کبھی بھی الگ الگ دعا نہ کی جاتی (۶) یہ مشرکین کی جماعت عذاب قبر میں مبتلا کی جا رہی ہے جن قبروں پر ہم کھڑے ہیں جب ان مشرکین کے لئے اسی دنیا والے قبروں میں روح کے تعلق کی وجہ سے جسم عنصری کے لئے عذاب ثابت ہو رہا ہے تو عذاب کسی پتھر یا بے جان چیز کو دینے کا کوئی فائدہ نہیں لامحالہ ان میں حیات ہے اور دکھ درد کو وہ محسوس کر رہے ہوں گے تو جو نیک لوگ ہیں خاص کر شہداء کرام رحمہم اللہ اور انبیاء کرام علیہم السلام تو ان کے لئے راحت تلذذ وحیات بطریق اولیٰ ثابت ہو گی۔

منکرین حیات کا احادیث کی تاویل باطل کرنا

قارئین کرام اس جیسی احادیث جس میں روح کی تاویل باطل منکرین حیات سے نہ ہو سکے تو وہاں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پھر یوں تاویل کرتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے یا بغیر اعادہ روح اور بغیر تعلق روح کے بعض اوقات اہل دنیا کی عبرت کے لئے جسم پر کچھ حالات ظاہر ہوتے ہیں جیسے ایک منکر حیات اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھتا ہے البتہ بعض اوقات اہل دنیا کی عبرت کے لئے جسم عنصری پر کچھ حالات ظاہر ہوتے ہیں بغیر اعادہ روح کے۔ (حقیقت عذاب قبر) اس کا جواب یہ ہے کہ بالفرض والحال آپ ﷺ کا معجزہ ہی ہو تو آپ ﷺ کی سواری مبارک کی کرامت تو نہیں ہوسکتی تو پھر وہ کیوں اتنا بدکا اور ڈرا کہ آپ ﷺ گرنے کے قریب ہو گئے اور اس کتاب والے نے تو یہ لکھا ہے کہ اہل دنیا کی عبرت کے لئے جسم پر حالات ظاہر ہوتے ہیں تو اہل دنیا سے مراد ان کے نزدیک کیا جانور ہیں یا انسان؟ اگر انسان ہیں تو پھر وہ خچر مبارک کے لئے ظاہر کرنے کا کیا مطلب؟ اگر معجزہ ہے بھی تو صرف اتنی بات معجزہ کی ہے کہ آپ ﷺ نے عذاب قبر سن لیا ہے عذاب قبر کا شروع ہونا جسم کے لئے یہ تو معجزہ نہیں وہ تو پہلے سے ہی عذاب قبر ہو رہا ہے جسم کو اور یہی امر مطلوب ہے کہ جسم عنصری کو ہی دنیا والی قبر میں عذاب ہوتا ہے اگر دنیا والوں کے لئے عذاب قبر ظاہر ہو عبرت کے لئے تو عبرت تو تب بنے گی جب جسم کو عذاب کی تکلیف بھی ہو ورنہ بغیر اعادہ روح کے جسم پر عذاب کا ظاہر ہونا تو ایسے ہے جیسے کسی لکڑی، یا پتھر کو آگ لگی ہو اور لکڑی، پتھر کو آگ لگنے سے کون عبرت حاصل کرتا ہے وہ تو ایک معمول کے مطابق آگ لگی ہوئی ہے پھر دنیا والی قبر کا جسم عنصری پر عذاب ظاہر کرنے کا فائدہ؟

<u>حدیث نمبر ۲۴</u>......عن عمر بن الخطاب قال لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ، أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النبيِّ فقالوا فُلانٌ شَهِيدٌ، فُلانٌ شَهِيدٌ، حتَّى مَرُّوا على رَجُلٍ، فقالوا فُلانٌ شَهِيدٌ، فقالَ رَسولُ اللهِ كَلَّا، إنِّي رَأَيْتُهُ في النَّارِ۔ (مسلم شریف، باب تحریم الغلول)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے موقع پر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت یہ کہتے ہوئے (میدان جنگ میں) چکر لگا رہی تھی کہ فلاں صحابی بھی شہید ہو گیا، فلاں بھی شہادت کا درجہ پا گیا یہاں تک کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو ایسے ہی کہا کہ یہ بھی شہید ہو گیا، (قریب کہیں آپ ﷺ بھی سن رہے تھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ آدمی ہرگز شہید نہیں، بے شک میں دیکھ رہا ہوں اس کو جہنم میں۔ ایک چادر کی وجہ سے جس کو اس نے (مال غنیمت سے) خیانت کرتے ہوئے اٹھا لیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ جاؤ لوگوں میں اعلان کردو کہ جنت میں (ابتدائی طور پر صرف کامل) مومن ہی جائے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جا کر لوگوں میں اعلان کر دیا کہ جنت میں مؤمن ہی جائے گا۔

<u>فائدہ</u>! حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ جسم عنصری کے متعلق ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ بھی شہید ہے تو آپ ﷺ نے فوراً کہا کہ میں نے اس کو جہنم میں دیکھ رہا ہوں تو کیا سجین میں دیکھ کر بتا رہے تھے؟ کہ اس کی روح وہ جہنم میں جل رہی ہے جو سجین ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ ہرگز نہیں، اسی جسم عنصری کو جہنم میں دیکھ رہے تھے یعنی اسی پر جہنم کی آگ لگی ہوئی تھی جو صرف آپ ﷺ کو ہی نظر آ رہی تھی۔ نیز چونکہ غیب کا معاملہ تھا اس لیئے آپ ﷺ نے بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا: ''انی رَأیتہ'' بے شک میں نے دیکھ لیا ہے۔ یا دیکھ رہا ہوں، اتنی تاکید اس لیئے فرمائی تا کہ قیامت تک آنے والے کامل مؤمنوں کے لئے شک کی گنجائش ہی نہ رہے۔ پھر آپ ﷺ نے لازماً اس آدمی کے لئے دعا کی ہوگی جہنم سے نجات کی اور اللہ تعالیٰ نے یقیناً قبول فرما لیا ہوگا۔ لوگوں کی عبرت کے لئے کچھ دیر ایسے معاملات ظاہر ہوتے تھے پھر دعاؤں سے معافی تلافی ہو جایا کرتی تھی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر ۲۵......عن أبی هریرة قال خرجنا مع النبیِّ إلی خیبَرَ، فَفَتَحَ اللهُ علینا فَلَمْ نغنَمْ ذَهَبًا ولا ورِقًا، غَنِمْنا المَتاعَ والطَّعامَ والثِّیابَ، ثُمَّ انطَلَقْنا إلی الوادِی، ومع رَسولِ اللهِ عَبدٌ له، وهَبَهُ له رَجلٌ مِن جُذامٍ یُدعی رِفاعَةَ بنَ زَیدٍ مِن بَنِی الضُّبَیبِ، فَلَمّا نَزَلْنا الوادِیَ، قامَ عبدُ رَسولِ اللهِ یَحُلُّ رَحلَهُ، فرُمِیَ بسَهمٍ، فکانَ فیه حَتفُهُ، فقُلْنا هَنِیئًا له الشَّهادَةُ یا رَسولَ اللهِ، قالَ رَسولُ اللهِ کَلّا والذی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بیَدِهِ، إنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ علیه نارًا أخَذَها مِنَ الغَنائِمِ یومَ خَیبَرَ لَمْ تُصِبها المَقاسِمُ، قالَ فَفَزِعَ النّاسُ، فَجاءَ رَجلٌ بشِراکٍ، أو شِراکَینِ فقالَ یا رَسولَ اللهِ، أصَبتُ یومَ خَیبَرَ، فقالَ رَسولُ اللهِ شِراکٌ مِن نارٍ، أو شِراکانِ مِن نارٍ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر کے لئے نکلے پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح نصیب فرمائی اور مال غنیمت میں صرف سامان کھانے، پینے کی چیزیں ہی ہاتھ آئیں تھیں۔ سونا، چاندی کہیں نظر نہیں آیا۔ پھر ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایک وادی کی طرف گئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک خدمت گزار خادم بھی تھا جو قبیلہ جزام کے آدمی نے آپ علیہ السلام کو ہدیتاً دیا تھا جس کا نام رفاعہ بن زید تھا جو قبیلہ ضبیب سے بھی تعلق رکھتا تھا۔ پس جب ہم وادی میں اترے۔ تو یہ غلام آپ کا سامان (اونٹ سے کجاوہ وغیرہ) اتارنے لگا۔ اتنے میں کہیں سے تیر آیا اور سیدھا اسی کو جا لگا جس سے وہ بچارہ فوت ہوگیا تو ہم نے یہ کہنا شروع کردیا کہ مبارک ہو مبارک ہو شہادت یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے بے شک وہ چادر اس پر آگ کا شعلہ بنی ہوئی ہے جس چادر کو اس نے خیبر کی مال غنیمت کی تقسیم ہونے سے بھی پہلے اٹھالیا تھا۔ پس لوگ یہ بات سن کر بہت گھبرا گئے جس نے کوئی معمولی شئی بھی اٹھائی تھی تو وہ بھی واپس کردی اور کہنے لگے یارسول اللہ (ہم نے تو معمولی سمجھ کر اٹھایا تھا کہ اس پر کوئی پوچھ نہیں لیکن معاملہ تو بہت سنگین ہے) یہ لیں واپس لے لیں، آپ ﷺ نے فرمایا جوتے کا ایک تسمہ دو تسمے بھی جہنم کا سبب بن سکتے ہیں (خیانت کرنا معمولی چیز کی بھی معمولی نہیں بیت المال کا بہت خیال رکھا کرو، جو چیز لینی ہو اجازت سے لے لیا کرو۔ (مسلم شریف باب تحریم الغلول)

فائدہ! یہ حدیث بھی چمکتے سورج کی طرح دلالت کر رہی ہے کہ اسی جسم عنصری پر ہی وہ چادر آگ کا شعلہ بنا کے پہنائی ہوئی ہے، روح کا دور دور تک نام ونشان نہیں۔ کہ روح کو ہی تجہین میں وہ چادر آگ بنا کے پہنائی گئی ہو اور نہ ہی آپ ﷺ یہ بتا رہے ہیں کہ میں تجہین میں، یا تجہین والی قبر میں اس کی روح دیکھ رہا ہوں۔ بلکہ یہ فرما رہے ہیں کہ اسی دنیا میں رکھے ہوئے جسم عنصری کو دیکھ رہا ہوں کہ اس پر آگ شعلے مار رہی ہے۔ تو اسی جسم عنصری کی تکلیف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عبرت حاصل کی اور اور معمولی چیزیں بھی واپس کردیں۔

شہداء کی ارواح کا جنت میں ٹھکانہ

حدیث نمبر ۲۶......عن مسروق، عن عبدالله بن مسعود فی قوله وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلوا فِی سَبِیلِ اللهِ أمواتًا بَلْ أحیاءٌ عِندَ رَبِّهِم یُرزَقُون قالَ أما إنّا سألنا عن ذلِکَ، فقالَ أرواحُهُم کَطَیرٍ خُضرٍ تَسرَحُ فی الجَنَّةِ فی أیِّها شاءَتْ، ثُمَّ تأوی إلی قَنادیلَ مُعلَّقَةٍ بالعرشِ، فبینَما هم کذلِکَ، إذِ اطَّلَعَ علیهم رَبُّکَ اطِّلاعَةً، فیقولُ سَلُونی ما شِئتُم، قالوا رَبَّنا، ماذا نسألُکَ ونحنُ نَسرَحُ فی الجَنَّةِ فی أیِّها شِئنا؟ فلمّا رأوا أنَّهم لا یُترَکونَ من أن یَسألُوا، قالوا نسألُکَ أن ترُدَّ أرواحَنا فی أجسادِنا إلی الدُّنیا حتّی نُقتَلَ فی سبیلِکَ، فلمّا رأی أنَّهم لا یَسألُونَ إلّا ذلِکَ، تُرِکوا (ابن ماجہ باب فضل الشہادۃ)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ ولا تحسبن الذین قتلوا والی آیت کے متعلق ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ شہداء کی روحیں مثل سبز پرندوں (کی سواریوں) میں ہوتی ہیں کھاتی پیتی ہیں جنت میں جہاں سے چاہتی ہیں، اور آرام کرتی ہیں عرش سے لگی ہوئی قلندیلوں میں، پس دیکھا ان کی طرف آپ کے رب نے اچھی طرح جھانکتے ہوئے پھر پوچھا (کیا تمہیں کچھ زائد اعزازات چاہئیں کہ پس میں اضافہ کردوں) مانگو مجھ سے جو مرضی آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کیا زیادتی طلب کریں ہم تو جنت میں جہاں مرضی مزے کرتے ہیں ایک روایت میں یوں ہے کہ پھر (کچھ دیر کے بعد رب تعالیٰ نے دیکھا ان کی طرف دوسری مرتبہ، پھر فرمایا، ہاں کسی چیز میں اضافے کا شوق ہے کہ پس میں اور مزے کرادوں) پس جب دیکھتے ہیں وہ کہ نہیں جان چھوٹے گی جب تک کہ کوئی چیز مانگ نہ لیں۔ تو اتنے میں کہ کہا ہم مانگتے ہیں آپ سے اپنی روحیں، کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ دنیا میں جاکر تیرے راستہ میں دوبارہ شہید ہوں، پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ یہ تو جان چھڑوانے والی بات ہے کہ ایسے سوال کریں کہ وہ پورے نہ ہوسکیں، تو اللہ تعالیٰ پوچھنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۷......عن حمید قال سمعت انس رضی اللہ عنہ یقول أصیبَ حارِثةُ یومَ بدرٍ وھو غلام، فجاءتْ أُمُّهُ إلی النبیِّ فقالَتْ یا رَسولَ اللہِ، قد عَرَفْتَ مَنزِلَةَ حارِثةَ مِنّی، فإنْ یَکُنْ فی الجنةِ أصبِرْ وأحتَسِبْ، وإنْ تَکُ الأُخری تَری ما أصنَعُ، فقالَ ویحَکِ، أو ھبِلتِ، أوَ جَنّةٌ واحدةٌ ھی، إنّھا جِنانٌ کثیرةٌ، وإنّہ فی جَنّةِ الفِردوسِ. حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں جوانی میں ہی شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوگئے (کنویں پر پانی بھر رہے تھے کہ اچانک کہیں سے تیر آلگا جس سے شہید ہوگئے، یہ بھی پتا نہ چلا کہ تیر کسی مسلمان کا غلطی سے آلگا ہے یا کسی کافر نے جان بوجھ کر مارا ہے اس لیئے ان کی ماں پریشان تھی کہ پتا نہیں شہیدوں والا مقام ومرتبہ ملا ہے یا نہیں) پس اس کی ماں آپ ﷺ کے پاس آئی اور آکر کہنے لگی کہ یارسول اللہ آپ کو تو پتا ہے کہ میں حارثہ رضی اللہ عنہ سے کتنا پیار کرتی تھی۔ (اب مجھے یہ پتا نہیں چل رہا کہ اس کو شہیدوں والا مقام ومرتبہ ملا ہے یا نہیں اگر ملا ہے اور) وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور میں بھی ثواب کی امید رکھوں گی (کہ میں بھی شہید کی ماں ہوں اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ بہت نوازیں گے) اور اگر وہ کہیں دوسری طرف ہے (جہنم وغیرہ میں) تو پھر آپ ﷺ دیکھیں گے کہ میں (جزع، فزع) کرتی کیسے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا او مریں شالا، یا فرمایا اوڈوبیں شالا، (پانی میں ڈوبنا مراد ہے یہ رحمت، شفقت بے تکلفی ہنسی، مذاق والے لفظ ہیں بددعائیہ کلمات ہرگز نہیں) تو ں، کیا سمجھتی ہے کہ صرف ایک ہی جنت ہے (اور ایک ہی جنت کا مقام ہے) بہت ساری جنتیں ہیں (مقام ومرتبہ کے لحاظ سے، ہر ایک کو ملیں گیں) تیرے بیٹے کو تو اللہ تعالیٰ نے (بہت اونچے مقام والی) جنت الفردوس عطا فرمائی ہے۔ (پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو) (بخاری شریف، باب فضل من شھد را)

اجسام کو ارواح شہداء کے ذریعے جنت سے رزق پہنچتا ہے

حدیث نمبر ۲۸......عن کعب بن مالک قال، قال رسول اللہ ﷺ إنّما نسمةُ المؤمنِ طیرٌ یَعْلَقُ فی شجرِ الجنةِ، حتی یرْجِعَهُ اللہُ إلی جسدِہٖ یومَ یبعثُهُ۔ (مؤطا امام مالک، کتاب الجنائز)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومنوں کی روحیں اڑتی پھرتی رہتی ہیں (جنت میں) جنت کے درختوں میں آرام کرتی ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت والے دن ان کے اجسام عنصریہ میں داخل فرمادیں گے۔

حدیث نمبر ۲۹......عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن ابیه قال لما حضرت کعبا الوفاة أتته أمّ بشرٍ بنت البراء بنِ مَعرورٍ، فقالت یا أبا عبد الرحمن، إن لقیتَ فلانًا، فاقرأ علیه منی السلام، قال غفر الله لک یا أمّ بشرٍ، نحن أشغَلُ من ذلک، قالت یا أباعبدِ الرحمن، أما سمعتَ رسولَ اللهِ یقولُ إنَّ أرواح المؤمنینَ فی طَیرٍ خُضرٍ، تعلقُ بشجرِ الجنةِ؟ قال بلی، قالت فهو ذاکَ۔ (ابن ماجہ، باب ماقال عندالمریض)

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب میں مرض الموت میں پہنچا تو حضرت ام بشر بنت براء بن معرور رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور کہنے لگیں کہ اے ابوعبدالرحمٰن اگر آپ کی (موت کے بعد) فلانے سے ملاقات ہوجائے تو اسے میرا اسلام دینا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے، یاام بشر ہمیں کہاں ٹائم ملے گا (ملاقات کا یعنی پتا نہیں ملاقات ہوتی بھی ہے کہ نہیں) تو وہ فرمانے لگیں اے عبدالرحمٰن آپ نے حدیث سنی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمنین کی روحیں سبز پرندوں میں ہوں گیں جو جنت کے درختوں پر بسیرا کریں گیں، تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں یہ بات تو بالکل صحیح ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ توں نے سچ کہا اور میں اپنی بات پر استغفار کرتا ہوں۔

اہلسنت علماء دیوبند پر تہمت والزام نہ لگائیں

قارئین کرام! وہ تمام احادیث جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں، کہ شہداء کرام رحمہم اللہ اور ہر نیک، انسانوں کی روحیں جنت میں رہتی ہیں، عرش کے نیچے یا درختوں پر بسیرا کرتی ہیں مثل سبز پرندوں کے ان کو سواریاں ملی ہوئی ہیں جمہور اہلسنت علماء دیوبند کے نزدیک یہ سب احادیث برحق ہیں۔ جو کچھ ان سے ثابت ہورہا ہے وہ سب برحق ہے۔ یہاں تک تمام منکرین حیات اور علماء اہلسنت کا اتفاق ہے، کوئی بھی اس بات کا انکاری نہیں کہ اس کے نزدیک روحوں کا جنت میں ہونا ثابت نہ ہو۔ جب اس مسئلے کا کوئی انکاری نہیں، تو اب اس کو ثابت کرنے کے لئے دلائل دینے پر زور لگاتے رہنا کہ روحیں جنت میں ہوتی ہیں خوامخواہ وقت کا ضیاع اور عوام الناس کو پریشان کرنا ہے، ایک لاحاصل بحث ہوگی، اور جب ہم نے شہداء کرام کی روحوں کو شہادت کے بعد جنت میں ہونا مان لیا ہے تو ان کی موت کو بھی علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ ہم نے مان لیا ہے اور شروع سے مانتے چلے آرہے ہیں، ان شہداء کرام رحمہم اللہ اور انبیاء کرام علیہم السلام پر ''کل نفس ذائقة الموت'' والا وعدہ پورا ہوچکا ہے۔ دنیا والی زندگی جو پیدائش سے شروع ہوئی تھی۔ وہ اب موت کے بعد بالکل ختم ہوگئی ہے۔ اب اسی دنیا والی زندگی کے موت آنے کے بعد دوبارہ شروع ہونے وجاری ہونے کے ہم بالکل قائل نہیں، نہ ہی کوئی ایسا عقل مند انسان، حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے لے کر آج تک ملے گا جو ایک دفعہ موت آنے کے بعد دوبارہ اسی زندگی کے شروع ہونے کا قائل ہوا ہو۔ ہم منکرین حیات سے دس بستہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری اس بات کو مان لو، اہلسنت علماء دیوبند کے اوپر، تہمت لگانا، الزام لگانا، جھوٹ ان کی طرف منسوب کرنا، اپنی تقریروں میں اور اپنی تحریروں میں، بند کرو، چھوڑ دو، ہمارے اوپر یہ تہمت مت لگاؤ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ یہ جدید دیوبندی ہیں، جو حیات دنیوی کے قائل ہیں، اور اسی دنیا والی زندگی کے دوبارہ شروع ہونے کی وجہ سے حیات جسمانی کے قائل ہیں، ہم دنیاوی زندگی کے دوبارہ شروع ہونے کے قائل نہیں اور شریعت کا اصول بھی یہی ہے کہ اگر کافر بھی ایک دفعہ زبان سے کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں اور میرے عقائد مسلمانوں والے ہیں، ہمیں ظاہری زبان پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی بات کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ہم تو چیخ، چیخ کر دل سے کہہ رہے ہیں، کہ ہم موت کے بعد دوبارہ دنیاوالی زندگی کے قائل نہیں۔

جن عقائد میں اختلاف ہے کھل کر بیان کریں

ہاں تمہارا، ہمارا جس بات میں اختلاف ہے اس کو صاف، شفاف، بغیر گول، مول کرنے کے کھل کر لوگوں کے سامنے یوں بیان کرو کہ ہم منکرین حیات صرف اور صرف انسانوں کی موت کے بعد ان کی روحوں کو جنت میں زندہ مانتے ہیں اور دنیاوالی قبروں میں رکھے ہوئے جسموں کے اندر کسی قسم کی کسی بھی وقت کوئی حیات نہیں مانتے، یہ اجسام مطہرہ چاہے انبیاء کرام علیہم السلام کے ہوں یا شہداء عظام رحمۃ اللہ علیہم کے ہوں یا کسی مسلمان یا کافروں کے ہوں سب کے سب موت کے بعد سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک۔ لکڑی پتھر کی طرح بے جان و بے حس ہیں۔ اسی کو ہم منکرین حیات، حیات روحانی، حیات برزخی، اعلیٰ، افضل، علیین اور جنت والی، حیات کہتے ہیں اور یہ بات بھی بالکل صاف، شفاف پورے یقین کے ساتھ کھل کر یوں بیان کرو، کہ ہمارے جو مد مقابل ہیں قائلین حیات، وہ قبروں میں رکھے ہوئے اجسام مطہرہ کے روحوں کے تعلق، یا دخول کی وجہ سے، زندہ ہونے کے قائل ہیں۔ لیکن وہ دنیاوالی زندگی نہیں بلکہ موت کے بعد ہر انسان کو ایک نئے جہان کی نئی زندگی ملتی ہے جس زندگی کو قبر والی زندگی کہتے ہیں اس کے قائل ہیں اور اس زندگی کو حیات جسمانی کا نام بھی دیتے ہیں لیکن صرف اس لیئے دیتے ہیں کہ موت کے بعد پھر سے روح کا اسی دنیاوالے جسم سے تعلق ہو جاتا ہے، اسی طرح یہ بھی واضح لفظوں میں لوگوں کو بتاؤ کہ قائلین حیات اسی قبر والی زندگی کو کبھی کبھی یہ نام بھی دیتے ہیں کہ ان قبروں میں رکھے ہوئے اجسام عنصریہ کو حیات دنیوی یا دنیا کی سی، یا دنیاوالی زندگی کی طرح زندگی حاصل ہے جیسے دنیا میں روح کے تعلق کی وجہ سے جسم، ہر دکھ، سکھ، کو محسوس کرتا تھا بالکل ایسے ہی موت کے بعد جب قبر والی دوسری زندگی شروع ہوتی ہے تو یہی دنیاوالا جسم ہی روح کے تعلق کی وجہ سے ہر دکھ، سکھ کو محسوس کرتا ہے، گویا اسی زندگی کو قائلین حیات، حیات قبر، حیات جسمانی، حیات دنیوی کہتے ہیں، یوں جب کھل کر ایک اختلاف کو لوگوں کے سامنے بیان کرو گے، تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے آجائے گا۔

منکرین حیات اصولاً آدھے مشرک ہونے چاہئیں

قارئین کرام! یہ بات ذرا ذہن میں رکھیں کہ مشرکین مکہ ہوں یا دنیا کا کوئی کافر ہو جو عقیدہ آخرت کا قائل نہیں، وہ موت کے بعد ہر شئی کو فنا سمجھتا ہے۔ نہ روح کو زندہ مانتا ہے، نہ جسم کو زندہ مانتا ہے، نہ قیامت مانتے ہیں، بس وہ کافر یہ سمجھتا ہے کہ موت کے بعد جیسے گدھے، کتے، جانور بالکل ختم ہو جاتے ہیں اور بالکل فنا ہو جاتے ہیں، گل، سڑ جاتے ہیں کوئی شئی کسی جانور کی باقی نہیں رہتی بالکل ایسے ہی انسان ہے۔ کہ وہ بھی مرنے کے بعد بالکل جانوروں کی طرح فنا ہو جاتا ہے گل سڑ جاتا ہے، کوئی شئی اس کی باقی نہیں رہتی، بندہ ختم، اس کا تذکرہ ختم، دعا ایصال

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ثواب ختم، بس جانوروں کی طرح ختم ہی ختم، یہ تو تھا کافروں کا عقیدہ، اب اشاعت والے لوگوں کا عقیدہ بھی دیکھ لیں، جن کو باقی سب مسلمان مشرک نظر آتے ہیں اور ان کی ہر تحریر کے ہر صفحہ میں مشرک، کافر کے فتوے لگے ہوئے ہیں جو دن رات اہلسنت علماء دیوبند سے لوگوں کو یہ کہہ کر متنفر کرتے ہیں کہ ہم اعلیٰ، افضل جنت والی حیات مانتے ہیں اور یہ لوگ خاکی قبر والی، ادنیٰ اور گھٹیا حیات مانتے ہیں، ذرا ان کا عقیدہ بھی غور سے دیکھ لیں، تاکہ فیصلہ کرنا آسان ہو جائے، اب کافر لوگ تو دونوں چیزوں کو فنا سمجھتے ہیں روح کو بھی، اور اجسام کو بھی اور یہ تمام منکرین حیات، انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کے علاوہ باقی، تمام اجسام کو فنا سمجھتے ہیں بیجان، بے حس سمجھتے ہیں، گدھوں، کتوں کی طرح گل، سڑ جانے والا سمجھتے ہیں، کسی انسان کی کوئی شئی باقی نہیں رہتی یہ سمجھتے ہیں۔ گویا جانوروں کی طرح، موت کے بعد، بندہ ختم، اس کے جسم کا تذکرہ ختم، اس کے جسم کے لئے دعا ختم، ایصال ثواب ختم، قبرستان میں جا کر زیارت ختم، کوئی شئی نہیں، (کل من علیھا فان) والی آیت گویا انہی اجسام کے لئے جو فوت ہو گئے اتری ہے، بس یہ جسم، ختم ہی ختم، خلاصہ یہ نکلا کہ کافرین دونوں چیزوں کو فنا سمجھتے ہیں، اور یہ منکرین حیات ایک چیز کو فنا سمجھتے ہیں یعنی اجسام کو، اور ایک چیز کو زندہ سمجھتے ہیں یعنی روح کو اب اگر یہ دونوں کو فنا سمجھتے تو کافروں میں اور ان میں ذرہ کا بھی فرق نہ ہوتا، اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہوتا، لیکن صورت حال یہ ہے کہ یہ ایک چیز اجسام کو فنا سمجھتے ہیں، اور ایک چیز روح کو زندہ سمجھتے ہیں، اصول کے مطابق تو پورے آدھے کافر ہوئے اور جس میں کفر کا ذرہ برابر بھی عقیدہ پایا جائے تو وہ مکمل کافر ہوتا ہے، اور جس میں کفر کے ذرہ کی بجائے پورا آدھا کفر پایا جائے آپ خود فیصلہ فرمادیں وہ کیا ہونا چاہئے، یہ اسی آدھے کفر کو نام دیتے ہیں، کہ ہم قرآن مانتے ہیں، حدیث مانتے ہیں، اعلیٰ، افضل، مزکی جنت والی حیات مانتے ہیں، کچھ عبارتیں ان کی ملاحظہ فرمائیں۔

نام نہاد مناظرین اسلام کی عبارات

۱...... مولوی خضر حیات بھکروی لکھتا ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو ایک قسم کی برزخی حیات عطاء فرمائی ہے، اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو بالخصوص امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی موت کے بعد ایک مخصوص اور ممتاز حیات برزخی عطا فرمائی ہے جو شہداء کرام کی حیات سے مقام و مرتبہ و درجہ میں، ممتاز، اور بلند و بالا، ارفع، انفع، اوقع، اعلیٰ، اولیٰ، احلیٰ، اقویٰ، اجلیٰ، اصفی، ازکیٰ، اسنیٰ، اشہی، احظی، اجل، افضل، اکمل، ادوم، اقوم، اتم، اہم، اعظم، اطیب واقدس ہے مگر یہ حیات نہ دنیاوی ہے (گویا قائلین حیات پر تہمت لگا رہا ہے کہ یہ حیات دنیاوی مانتے ہیں) اور نہ لفظ میت کے اطلاق کے منافی ہے اور نہ ارواح مبارکہ اجساد عنصریہ میں داخل ہوتے ہیں اور نہ ارواح مبارکہ کا اجساد عنصریہ کے ساتھ تعلق تصرف ہوتا ہے۔ (المسلک المنصور، ص ۱۳۹)

قارئین کرام! فیصلہ فرمائیں اس آدھے کفر کو یہ سب نام دیئے ہیں:

۱...... بدقسمتی سے ان (قائلین حیات) کو قرآن وسنت نہیں المہند ہی نظر آتی۔ (البرہان علی من اعرض عن القرآن)

۲...... قرآن وسنت کے مقابلہ میں المہند تمہیں ضرور مبارک ہو۔ (البرہان ص ۱۱۰)

۳...... جو بغیر تعلق کے اکیلی روح کے لئے عذاب کے قائل نہیں وہ معتزلہ ہیں۔ (حیات الاموات، ص ۳۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۴...... اعادہ روح کتاب وسنت کے نصوص صریحہ اور جمہور کے مسلک کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل مردود ہے۔ (اقامۃ البرہان ص ۱۶۱)

آپ حضرات خود فیصلہ فرمالیں کہ اسی آدھے کفر کو نام دے رہے ہیں، جمہور کا مسلک، قرآن وحدیث کی تصریح۔ وغیرہ وغیرہ!

منکرین حیات، بہت غلط فیصلے کرتے ہیں

اب ذرا جمہور اہلسنت علماء دیوبند کا بھی عقیدہ ونظریہ ملاحظہ فرمائیں کہ ہر انسان کو موت کے بعد اسی جسم عنصری میں روح کے تعلق یا دخول کے ساتھ قبر کے اندر اتنی حیات لازمی دی جاتی ہے کہ اس میں شعور، ادراک، دکھ، سکھ کا احساس ہو سکے گویا روح کو بھی اپنی جگہ زندہ مانتے ہیں جہاں مرضی ہو اور جسم عنصری کو بھی زندہ مانتے ہیں جہاں مرضی ہو، خواہ قبر میں ہو یا چرند پرند کھا جائیں، دونوں کو زندہ مانتے ہیں اب دونوں کو زندہ ماننا نہ مشرکین کا عقیدہ ہے نہ کسی کافر یا باطل کا عقیدہ ہے اب انصاف فرمائیں کہ جو دونوں کو زندہ مانتا ہے وہ ان کے نزدیک مشرک ہے اور جو مشرکوں کا آدھا سے بھی زائد عقیدہ رکھتا اور مانتا ہے وہ پکا سچا سنی مسلمان ہے۔ سبحان اللہ اسی طرح جو شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مزارات مقدسہ کو بھی جنت کا ٹکڑا اور باغ مانتا ہے، اور روح کو بھی اعلیٰ علیین میں مانتا ہے، یعنی دونوں کی جنت ہی جنت مانتا ہے وہ تو ان کے نزدیک معتزلی ہے اور جو صرف روح کو علیین میں مانے اور شہداء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی مزارات مقدسہ کو ایک گڑھا اور ایک کھڈا مانے، جیسے جانوروں کے لئے کھڈے اور گھڑے ہوتے ہیں وہ ان کے نزدیک یہودیوں کے دعوے کی طرح (نحن ابناء اللہ) خدا کے سب سے زیادہ محبوب ہیں، اور جو ہر حدیث کو مانتا ہے وہ ہے غلط اور جو شخص ہر حدیث کی جو جسم عنصری کی حیات پر دلالت کرے، تاویل باطل کرے یا بالکل نہ مانے، یا ضعیف کہہ کر منہ پھیر لے وہ ہے ان کے نزدیک دنیا میں چلتا پھرتا جنتی ہے یہ کیسا انصاف ہے اور جو حضرات اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ مانتے ہیں، کہ وہی ذات ہی قادر ہے جسم عنصری کے ذرہ ذرہ میں حیات پیدا کرنے پر، اور قبر مبارک کو تاحدِ نگاہ کشادہ کرنے پر، اور روح کا تعلق جسم عنصری کے ساتھ جوڑنے پر، وہ تو ہیں ان کے نزدیک ''کمثل الحمار یحمل اسفارا'' کے مصداق، اور جو بات، بات پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو صرف اتنا سمجھتے ہوئے جتنا کہ انسان کی قدرت ہے یہ کہے کہ ذرہ ذرہ میں کیسے حیات پیدا کریگا۔ جس کو چرند پرند کھا گئے کیسے اس کو عذاب وثواب دے گا۔ قبریں تو ساتھ ساتھ ملی ہوئی ہیں جگہ تو ہے نہیں وہ اللہ تعالیٰ کیسے کشادہ کریگا۔ روح تو اعلیٰ علیین میں ہے یا سجین میں ہے اتنی دور سے کیسے تعلق جوڑے گا وغیرہ وغیرہ، وہ ہے ان کے نزدیک چلتا پھرتا توحیدی، توحید وسنت کا پرچار کرنے والا، واعجباہ، ''الاساء ما یحکمون'' بہت برے وہ فیصلے کرتے ہیں۔ کہ جو سب کچھ مانتے ہیں وہ ان کے نزدیک کافر مشرک ہوئے اور جو مشرکوں کی طرح جسم عنصری کو، فنا، ختم، عدم ہونے والا مانے وہ ان کے نزدیک توحیدی مسلمان ہوئے۔

عقیدہ توحید کی وضاحت

۱...... توحید کا حقیقی معنی یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی قدرت کاملہ، اتنی ہے کہ اگر بالفرض ایک ذرہ کے کروڑں حصے کرو پھر کروڑں حصے کے بھی اربوں کھربوں حصے کرو اس آخری حصے سے بھی بغیر کسی محنت مشقت کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صرف ارادے کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس جیسی اربوں کھربوں کائناتیں پیدا کرنے اور بنانے پر کامل قدرت رکھتا ہے اسی طرح اگر اس آخری درجے کے حصے کو بڑھانا چاہیں تو اس سے کھربوں کائناتیں بنادیں اور اگر اس حصے میں کسی چیز کو بند کرنا چاہیں تو اربوں کھربوں کائناتیں اس میں بند کردیں اس کے سامنے کوئی چیز بھی مشکل نہیں۔

۲...... اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جگہ پر چاہے وہ عرش ہو یا عرش کے بھی اوپر لامحدود مکاں ہو، تحت الثریٰ ہو یا ساتویں زمین کے بھی نیچے لامحدود کوئی زماں، مکاں ہو سب جگہوں پر برابر کا حاضر ناظر ہے جیسے آسمانوں کے اوپر یا عرش کے اوپر کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے بالکل سامنے ہیں کوئی ذرہ بھی پوشیدہ نہیں، بالکل اسی طرح ساتوں زمینوں کے نیچے کی چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں کوئی ذرہ بھی اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، اسی بات کی طرف حدیث شریف میں اشارہ ہے۔

<u>حدیث نمبر ۳۰</u>......والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبلٍ الی الأرضِ السفلی لھبط علی اللہ ثم قرأ الأولُ والآخِرُ والظاھِرُ والباطِنُ وھوَ بکلِّ شیءٍ علِیم (ترمذی شریف، تفسیر سورۃ حدید)

"آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر تم کوئی رسی زمینوں کے بھی نیچے چھوڑ دو تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ (کا علم، قدرت، سلطنت، ذات) کو ہی پاؤ گے وہی اول، آخر، ظاہر، باطن (ابتدا، انتہا مشرق، مغرب، شمال، جنوب) ہر چیز کو مکمل طور پر جاننے والا ہے" ایسے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں والی چیزوں کے تو زیادہ قریب ہو اور زمین والی چیزوں سے بعید ہو ہر چیز کے ذرہ ذرہ کے ساتھ برابر کا تعلق ہے تو روح اور جسم اس کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک ہاتھ میں کوئی شئی ہو تو روح کا جسم کے ساتھ تعلق یا دخول کیا مشکل ہوا؟ باقی رہی یہ بات کہ یوں پھر کیوں کہا جاتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہیں یا آسمانوں پر ہیں یا ہر کوئی آسمانوں کی طرف ہی نگاہیں اٹھاتا ہے، وغیرہ وغیرہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا بالکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہوں، اور عرش کے نیچے شہداء کی روحوں کو ایسے جھانکتے ہوں جیسے انسان چارپائی پر بیٹھے نیچے جھانکے، بلکہ اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت بلند وبالا ہیں عظیم الشان ہیں، ان کی عظمت ومقام مرتبہ بہت ہی اونچا ہے اس کی شان، رفعت کسی کے تصور میں نہیں آسکتی وہ لامحدود، لامکاں ہے، ازل سے ابد تک کی شان والا ہے، لیکن اس بلندی شان پر عرش اور آسمان ہی دلالت کرتے ہیں کیونکہ وہ خود بہت اونچے اور لامحدود ہیں، تو اللہ تعالیٰ کی شان، عظمت کو ایک معقولی وحسی چیز کی شان کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ورنہ جو کچھ ہمیں محسوس ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ موجود ہونا اور ہر چیز پر قادر ہونا اور ہر کسی کے ساتھ ہونا، بالکل ایسے ہی آسمانوں پر موجود فرشتے یا جنت کی چیزیں بھی یہی کچھ محسوس کرتے ہیں پس ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔ البتہ انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء کرام رحمہم اللہ، فرشتے، جنت میں موجود حور وغلمان اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور مقام ومرتبہ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نزدیک ہیں، قیامت کے بعد جنت میں اللہ تعالیٰ دیدار برحق ہے لیکن کیفیت کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا یہ عقیدہ رکھنا ہر انسان پر فرض ہے، ورنہ ایمان معدوم یا ناقص شمار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا خطاب شہداء کے اجسام عنصریہ کو ہی ہوتا ہے

جہاں کہیں یہ بات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کو جھانکتے ہوئے یہ فرمایا کہ اے میرے بندو کچھ چاہتے ہو، اس کا مطلب سمجھنے کے لئے چند باتیں ذہن میں رکھنا ضروری ہیں:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۱...... ماقبل میں جب عقیدہ توحید کی وضاحت میں یہ بات آ گئی ہے کہ آسمان وزمین میں ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے میں برابر ہے کوئی فرق نہیں ہر چیز برابر کی اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے، تو شہداء کی ارواح ہوں یا شہداء کے اجسام عنصریہ ہوں دونوں اللہ تعالیٰ سے قریب کے لحاظ سے بالکل برابر سرابر ہیں جو فرق کرتا ہے اس کے عقیدہ توحید میں فرق ہوگا۔

۲...... کسی حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے ہی نہیں کہ روحوں کی طرف رب تعالیٰ نے دیکھا ہے اور یوں ارشاد فرمایا ہے کہ اے شہداء کی روحیں کچھ چاہیے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اگر کہیں احادیث میں روح کا تذکرہ ہے تو واضح الفاظ دکھایئے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہو''یاارواح الشھدا'' لہٰذا جب روحوں کی طرف جھانکنے کا تذکرہ ہی کہیں نہیں ملتا، تو تحریروں اور تقریروں میں یہ ترجمہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے روحوں کی طرف دیکھا، یہ اپنی رائے سے ترجمہ کرنا ہوگا، اور جھوٹ بولنا ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے خطاب کو روحوں کی طرف منسوب کیا جائے تو ترجمہ سرے سے ہوتا ہی غلط ہے، مثلاً یوں ترجمہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے روحوں کو خطاب کیا کہ اے روحو کسی چیز کی تمنا ہے۔ تو وہ روحیں یہ جواب دیتی ہیں کہ ہاں اے رب ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے، اب درخواست کرنے والی بھی روحیں ہیں اور درخواست بھی روحوں کی ہے، گویا یوں درخواست ہوئی روحیں کہتی ہیں کہ ہماری روحوں کو جسموں میں لوٹا دے، اب روحوں کی روحیں کونسی ہیں جس کی یہ درخواست کررہی ہیں۔ بالکل معنی درست نہیں، اس لحاظ سے کلام لغو ہوگی، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لغو کلام منسوب کرنا بے دینی ہے، جیسا کہ تمام منکرین حیات جہاں کہیں اس قسم کی احادیث آتی ہیں وہ اسی معنی پر زور دیتے ہیں جیسے ایک منکر حیات لکھتا ہے کہ:

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے شہداء کی زندگی کے بارہ میں پوچھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی گئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات شہداء کی تفصیل میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں داخل کر کے جنت میں آزاد چھوڑ دیتے ہیں وہ جہاں سے دل چاہے کھاتی پیتی ہیں اور سیر کرتی ہیں، بالآخر اللہ تعالیٰ ان شہداء کی ارواح سے تین بار پوچھتے ہیں۔ (عبارت پر ذرا غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ارواح سے تین بار پوچھ رہے ہیں) کہ اے شہداء کرام (کیا ارواح شہید ہوئیں ہیں کہ ان کو کہا جارہا ہے کہ اے شہداء کرام جب ارواح شہید ہی نہیں ہوئیں تو پھر ان کو کیوں کہا جارہا ہے اے شہداء کرام) کچھ اور بھی چاہتے ہو تو تیسری بار پوچھنے پر شہداء کی ارواح جواب دیتی ہیں''اَن تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِی اَجْسَادِنَا الخ'' ترجمہ یہ کہ لوٹا دے ہماری روحوں کو ہمارے (دنیا والے) جسموں میں (یعنی ان کے نزدیک خطاب بھی روحوں کو ہے، درخواست کرنے والی بھی روحیں ہیں تو معنی یہ بنے گا کہ روحیں کہتی ہیں کہ ہماری روحوں کو لوٹا دے جسموں کی طرف، اب روحوں کی روحیں کونسی ہیں جس کی یہاں درخواست ہورہی ہے، جب روحوں کی روحیں ہیں ہی نہیں تو معنی بالکل غلط اور لاحاصل ہوا، یوں معنی کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک لغو کلام منسوب کرنے کی بہت بڑی جسارت ہے تو بہرحال وہ روحیں کہتی ہیں کہ لوٹا دے ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں) یہاں تک کہ تیرے راستہ میں پھر قتل ہوجائیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آگے منکرین حیات لکھتا ہے، قارئین کرام حدیث رسول اللہ کے ان عربی کے الفاظ پر بنظر انصاف نگاہ ڈالیں اور جواب دیں (ہم نے انہی کی درخواست پر بنظر انصاف نگاہ ڈالی ہے اور جواب بھی دے دیا ہے اب انہی سے ہمارا مطالبہ ہے کہ خدارا اپنے ترجمہ اور عقیدے پر آپ خود بھی بنظر انصاف نگاہ ڈالیں آگے لکھتا ہے کہ) کیا روحیں اجساد عنصریہ میں ہیں؟ یعنی دنیا والے جسموں میں ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ وہ تو جنت میں ہیں اور رب تعالیٰ سے درخواست کر رہی ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے دنیا والے جسموں میں لوٹا دو، تو پھر ہم جہاد کریں گے (بنظر انصاف عبارت پر غور فرمائیں کہ کیا درخواست صحیح بنتی ہے۔ اس نے جو لکھا ہے کہ رب تعالیٰ سے روحیں درخواست کر رہی ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دو تو پھر ہم جہاد کریں گے) مگر یہ درخواست قبول نہیں ہوئی، (نتیجہ یہ نکلا کہ) لہٰذا قیامت تک یہ روحیں اس دنیا والے جسم میں نہیں آ سکتی ہیں (اب یہ سارا غلط معنی رسول اللہ ﷺ کے ذمے لگاتے ہوئے یوں لکھا) تو آپ ﷺ کے پاک ارشاد سے ثابت ہوا کہ شہداء کرام کی زندگی جنت کی روحانی زندگی ہے، فیا حسرتاہ! (ناجی فرقہ بجواب مماتی فتنہ ص ۱۹ مولوی غلام مرتضی ڈاور)

ان منکرین حیات کے پاس سب سے جو قوی اور مضبوط دلیلیں ہیں وہ تقریباً یہی شہداء کی روح والی احادیث ہیں، جن میں یہ تذکرہ آتا ہے کہ شہداء کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں اب ان قوی دلیلوں کا یہ حال ہے تو اس کے علاوہ جن دلیلوں سے یہ اپنے عقیدہ ممات پر استدلال کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا وہ آپ حضرات خود قیاس کر لیں، اب شروع اختلاف سے لے کر اب تک ان کے شیوخ الاحادیث ہوں، یا شیوخ القرآن ہوں، وہ سارے کے سارے اپنی عوام کو یہی ترجمہ کر کر کے گمراہ کرتے رہتے ہیں اور انہیں احادیث کو لے کر یہ لڑتے ہیں ساری زندگی اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کے ساتھ جو اپنے دور کے مجددین حضرات تھے۔

۴...... یہ منکرین حیات کبھی یہ معنی کر ہی نہیں سکتے کہ اللہ تعالیٰ شہداء کرام رحمہم اللہ کے اجسام عنصریہ کو خطاب کر کے پوچھتے ہیں، کیونکہ اگر یہی معنی کریں پھر تو اختلاف ہی ختم ہو جائے گا، پھر تو انہوں نے بھی جسم عنصری میں حیات کو مان لیا کیونکہ خطاب ہوگا ہی اسی کو جس میں خطاب سمجھنے اور جواب دینے کی صلاحیت ہو اور یہ چیز اس کی حیات پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے یہ حضرات کبھی بھی جسم عنصری سے خطاب والا معنی نہیں کریں گے، اور روحوں کو خطاب والے معنی کا حال آپ کے سامنے آ گیا ہے۔

۵...... اب ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جب روحیں اور جسم عنصری اللہ تعالیٰ سے قرب کے لحاظ سے بالکل برابر سرابر ہیں تو خطاب ہوتا ہی اجسام عنصریہ کو ہے، نہ کہ روحوں کو کیونکہ احادیث میں عبادی، یا عبدی کا تذکرہ ہے، اے میرے بندو، اور بندہ ہوتا ہے اجسام عنصریہ والا ہے دیکھئے احادیث مبارکہ۔

احادیث میں اجسام عنصریہ کا تذکرہ

عن جابر قال... قال رسول اللہ ﷺ ما کلّمَ اللّٰہُ أحدًا قطُّ إلا من وراءِ حجابٍ، وأحیا أباکَ فکلّمہ کفاحًا، فقال یا عبدی تمنَّ علیَّ أعطِک، الی آخرہ۔ (ترمذی شریف، ج ۲ ص ۱۳۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب بھی اللہ تعالیٰ کسی سے بات کرتے ہیں تو پردے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے پیچھے سے کرتے ہیں اور تیرے باپ کو زندہ فرمایا اور اس سے براہ راست بات کی، پھر فرمایا یا عبدی اے میرے بندے مجھ سے تمنا کر میں پوری کروں، معلوم ہوا کہ جسم عنصری کو خطاب ہے عبدی سے کیونکہ عبد کا لفظ بالاتفاق جسم عنصری پر ہی بولا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۱......عن أنس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ یؤتی بالرجل من أھل الجنۃ فیقول لہ یا ابنَ آدمَ، کیف وجدتَ منزلک؟ فیقول ای ربِ، خیر منزلٍ، فیقول سَل و تمَنَ، فیقول ما أسأل و أتمنی، إلاّ أن ترَدّنی إلی الدّنیا، فأقتَل فی سبیلک عشر مرّاتٍ، لما یری من فضل الشھادۃ ویؤتی بالرّجل من اھل النار فیقول لہ یاابنَ آدمَ کیف وجدتَ منزلک فیقول ای ربِ شرّ منزل فیقول لہ اتفتدی منہ بطلاع الارض ذھباً فیقول ای ربِ نعم فیقول کذبت قد سالتک أقلّ من ذالک و ایسر فلم تفعل فیرَدّ الی النار۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جنتی آدمی (شہید) کو لایا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ کے سامنے) تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں اے ابن آدم کیسے پایا اپنے محل کو وہ جواب دیتا ہے اے میرے پروردگار۔ بہت بہترین محل ہے پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ ہاں مزید مانگو اور آرزو کرو، تو وہ جواب دیتا ہے میں اور تو کچھ نہیں مانگتا اور تمنا کرتا مگر صرف یہی دلی آرزو ہے کہ مجھے دنیا میں دوبارہ واپس بھیج دو تاکہ آپ کے راستہ میں دس مرتبہ شہید ہو کر آؤں (یہ آرزو، ان عزازات وکرامات کی وجہ سے کر رہا ہے) جو وہ شہادت کے انعامات دیکھ چکا ہے اور ایک جہنمی آدمی کو بھی (اللہ تعالیٰ کے سامنے) لایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ ہاں اے ابن آدم کیسے پایا اپنے ٹھکانے کو تو وہ جواب دیتا ہے اے میرے رب بہت تکلیف دہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا تو زمین کے بھراؤ کے برابر سونا دے کر چھوٹنا چاہتا ہے وہ جواب دیتا ہے۔ بالکل اے میرے رب (میں تیار ہوں) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو بڑا جھوٹا ہے میں نے تجھ سے تھوڑا سا مال لگا تھا۔ (اور بہت آسانی کی صورت میں مانگا تھا کہ سال کے بعد مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکالا کرو، اور پوری فصل اٹھانے کے بعد بیسواں حصہ عشر نکالا کرو) اس پر تو تم نے عمل کیا نہیں (اور اب کہتے ہو کہ زمین کے بھراؤ کے برابر سونا دینے کے لئے تیار ہوں اس کے بعد) اسے پھر جہنم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ (مسند احمد باب مسند انس بن مالک ﷺ، نسائی شریف، باب ما یتمنی اھل الجنۃ)

فائدہ! حدیث شریف میں ''یؤتی بالرجل'' اور یا ابن آدم کے الفاظ ہیں اسی جسم عنصری پر واضح دلالت کر رہے ہیں، نیز حدیث شریف میں جنت اور جہنم سے مراد قبر والی جنت اور جہنم ہے کیونکہ رجل، ابن آدم اسی قبر میں ہے۔

حدیث نمبر ۳۲......عن أبی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ ﷺ إن اللہ عز و جل یقول یا عبدی، ما عبدتنی ورجوتنی فإنی غافر لک علی ما کان فیک، ویا عبدی إن لقیتنی بقراب الأرض خطیئۃً ما لم تشرک بی، لقیتک بقرابھا مغفرۃً. (مسند احمد باب مسند الانصار)

حضرت ابوذر غفاری ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں (موت کے بعد) اے میرے بندے تو نے جو میری عبادت کی ہے اور مجھ سے امید رکھی ہے پس میں تجھے اسی عبادت اور امید کی وجہ سے معاف کر رہا ہوں اور اے میرے بندے اگر تیرے گناہ زمین کی بھراؤ کے برابر بھی ہوتے تو میں بھی زمین کی بھراؤ کے برابر تیری بخشش کر دیتا، سوائے شرک والے گناہوں کے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فائدہ! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نیک بندے کو موت کے بعد جسم عنصری کے ساتھ زندہ کر کے خطاب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ الفاظ ہیں یا عبدی اور عبد جسم عنصری ہے نہ کہ اکیلی روح، تو شہداء کرام تو بطریق اولیٰ جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہوں گے، تو ان سب قرائن سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا خطاب شہداء کرام علیہم السلام کے اجسام عنصریہ کو ہوتا ہے نہ کہ روحوں کو جیسا کہ منکرین حیات کا وہم ہے، نیز شروع سے ذکر کردہ تمام احادیث اجسام عنصریہ پر ہی دلالت کر رہی ہیں۔ اب ذرا احادیث شہداء کے معنی کر کے دیکھیں کوئی معنی میں خرابی ہے۔ اب معنی ہوگا، کہ اللہ تعالیٰ شہداء کے اجسام عنصریہ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتے ہیں کہ کوئی آرزو ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو تعلق کی بجائے ہمارے جسموں میں مکمل داخل فرما دیں اور ہمیں واپس دنیا میں بھیج دیں تا کہ ہم دوبارہ جہاد کریں اور شہادت پائیں، سب احادیث ایک دوسری کے موافق ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ کا شہداء کے اجسام عنصریہ کو جھانکنے کا مطلب

احادیث شریف میں یہ جو بات آرہی ہے کہ اللہ تعالیٰ شہداء سے پوچھتے ہیں یا ان کی طرف جھانکتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت کے فرشتوں کے ذریعے پوچھتے ہیں اور وہ رحمت کے فرشتے ان کی طرف جھانکتے ہیں اور ان کے پاس پہنچتے ہیں، یا اللہ تعالیٰ براہ راست خود ان سے بات کرتے ہیں لیکن اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا، یا جنت کے رضوان اور نگران فرشتے پوچھتے ہیں، لیکن یہ مطلب لینا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہوئے نیچے کی طرف جھانکتے ہیں ایسے جیسے آدمی چارپائی پر بیٹھا ہو یہ نظریہ کفر کے مترادف ہے۔

بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ کا صحیح مطلب

قارئین کرام! منکرین حیات یہ آیت پڑھ پڑھ کر عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہیں اور شہداء کی روحیں عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں اور انہی روحوں کو رب تعالیٰ کے پاس وہیں جنت میں رزق دیا جاتا ہے۔ اب اس طرح معنی کرنے میں کیا کیا خرابیاں ہیں وہ ذرا ملاحظہ فرمائیں:

۱...... عقیدہ توحید میں سب سے بڑا خلل آرہا ہے کہ روحیں تو رب کے قریب ہیں اور اس کے پاس ہیں لیکن اجسام عنصریہ زمین میں ہونے کی وجہ سے رب تعالیٰ سے دور ہیں۔ حالانکہ عقیدہ توحید یہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ سے قرب کے لحاظ سے برابر ہے، ایسا ہرگز نہیں کہ روحیں تو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوں اور اجسام عنصریہ قبروں میں ہونے کی وجہ سے دور ہوں بلکہ جتنا روحوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے اس سے کہیں زیادہ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے اجسام عنصریہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے۔ اب عوام کو یوں گمراہ کرنا کہ روحیں تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور اجسام عنصریہ قبروں میں ہونے کی وجہ سے دور ہیں اور پاس نہیں یہ عقیدہ توحید میں کتنا بڑا خلل ہے گویا جو اپنے آپ کو توحیدی کہلاتے ہیں وہ عوام کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر تو حاضر و ناظر ہیں لیکن زمین اور قبروں میں حاضر و ناظر نہیں کیا عقیدہ توحید یہی ہے اس لیئے آیت کا یوں معنی کرنا جو منکرین حیات کرتے ہیں پرلے درجہ کی جہالت یا دجالیت ہے یا پھر تجاہل عارفانہ ہے۔

۲...... دوسری خرابی عقیدہ توحید میں یہ آرہی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے مکان کو ثابت کیا کہ وہاں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تعالیٰ عرش پر ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ زماں ومکاں دونوں سے پاک ہیں، گویا جنہوں نے اپنا نام ہی یہ رکھا ہوا ہے توحید کی اشاعت کرنے والے، وہ درحقیقت توحید کا حلیہ بگاڑ رہے ہیں، اور اس کا انکار کر رہے ہیں۔

علماء دیوبند کے عقائد واعمال پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں

جمہور اہلسنت علماء دیوبند کے علاوہ منکرین حیات سمیت تمام باطل فرقوں کے عقائد اور اعمال پر علماء دیوبند کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اعتراضات ہیں، اور یہ اعتراض صرف اعتراض برائے اعتراض نہیں۔ بلکہ ہم نے جن کے عقائد پر اعتراضات کئے ہیں کہ تمہارے یہ عقائد قرآن وحدیث، اجماع اور صدیوں سے لکھی ہوئی عقائد کی کتابوں میں نہیں ملتے، سوائے معتزلہ کی کتابوں کے اس کو یہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں یعنی ہمارے ان سب اعتراضات کو ہر فرقہ تسلیم بھی کرتا ہے کہ واقعی ہمارے یہی عقائد ہیں، اور ان فرقوں میں سے کسی فرقے کو علماء دیوبند کے کسی عقیدہ پر کوئی اعتراض نہیں۔

ہاں! صرف یہ اعتراض ہے کہ جو ہم نے عقیدے گڑھے ہیں وہ آپ تسلیم کیوں نہیں کرتے، ہم نے ان کو چیلنج کیا ہوا ہے کہ آؤ مل کر بیٹھ جاتے ہیں جس فرقے کے جو عقائد ہیں، مثلاً کسی فرقے کے یہ عقائد ہیں کہ آپ ﷺ حاضر وناظر ہیں، مختار کل ہیں، عالم الغیب ہیں، یا جنس نور سے ہیں، یا کسی کے یہ عقائد ہیں کہ اہلبیت کے سوا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعوذ باللہ راہ راست سے دور ہو گئے تھے۔ یا کسی فرقے کے منکرین حیات والے عقائد ہیں، یا کوئی کہتا ہے ائمہ مجتہدین نے فقہ لکھ کر خرافات مچائی ہیں تو آؤ پہلی صدی سے بارہویں، تیرہویں صدی تک جو سنی مسلمانوں کی مشہور ومعروف قرآن پاک کی تفسیریں ہیں یا صحاح ستہ کی احادیث کی کتابوں سے لے کر تیرہویں صدی تک جتنی احادیث کی شروحات ہیں یا مسلمہ احادیث کی کتابیں ہیں جن کو ہر زمانہ میں سنی مسلمانوں نے پڑھا پڑھایا ہے وہ لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔

ہر باطل فرقہ ایک ایک صدی کی تفسیر اور حدیث کی کتاب کھولتا آئے اور جس آیت یا حدیث کے تحت جس مفسر یا محدث نے آپ کے عقیدہ کو واضح طور پر لکھا ہو دکھاتے آئیں، ایسے ہرگز نہیں کرنے دیں گے کہ خود ہی قرآن کی آیت پڑھو اور اس کا معنی، مطلب اپنے اپنے عقیدے کے مطابق کرتے آؤ ایسے تو پھر قادیانی بھی اپنے عقائد قرآن وحدیث کا نام لے کر ثابت کرتے ہیں، ایسے ہی احادیث کی کتابیں اور ان کی عربی شروحات لے کر اپنے اپنے عقیدے واضح طور پر عوام کو دکھائیں کہ کس محدث یا مفسر نے اپنی حدیث کی کتاب یا قرآن کی تفسیر میں یا کسی آیت یا حدیث سے استدلال کر کے یہ لکھا ہے کہ اس آیت سے یا حدیث سے آپ ﷺ کا حاضر وناظر ہونا، عالم الغیب ہونا، مختار کل ہونا، مزارت مقدسہ میں زندہ نہ ہونا، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ اول ہونا لکھا ہے، یا جو آپ نے عقیدے بنائے ہوئے ہیں یہ آپ کے عقائد، کون سی عقائد کی کتابوں سے ثابت ہیں جو عقائد کی کتابیں، ہر زمانہ میں مسلم رہی ہیں اور ہر زمانہ کے مشہور ومعروف سنی علماء نے ان عقائد کی کتابوں کو تسلیم کرتے ہوئے پڑھا پڑھایا ہے۔ ہر زمانہ کے مشہور ومعروف اہلسنت سنی علماء کی عقائد کی کتابیں جو عند اللہ بھی مقبول ہیں، اور عند العلماء بھی مقبول ہیں اور ہر زمانہ کے صحیح العقیدہ لوگوں کے ہاں بھی مقبول ہیں، ان میں لکھے گئے عقائد پر صحیح العقیدہ تمام مسلمانوں کا اتفاق رہا ہے اور اتفاق ہے، الحمد للہ اہلسنت علماء دیوبند کے تمام عقائد انہی کتابوں سے موافقت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رکھتے ہیں، اصولی عقائد میں لکھی گئیں عقائد کی کتابوں سے مکمل اتفاق ہے، عقیدہ توحید ہو، عقیدہ رسالت ہو، عقیدہ معاد ہو، مابعد الموت کے عقائد ہوں، صحابہ کرام، اہلبیت، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے متعلق عقائد ہوں، یا ائمہ مجتہدین، اکابرین، سلف صالحین، بزرگان دین کی فقہ وتصوف کے مسائل وعقائد ہوں، یہ سب ہمارے عقائد، عقائد کی کتابوں سے من وعن موافقت ومطابقت رکھتے ہیں، ہاں کہیں کہیں کوئی فروعی اور جزوی مسئلہ نہ کہ عقیدہ میں کوئی تھوڑا بہت اختلاف پایا بھی جائے تو وہ کالمعدوم شمار ہوگا، اصول عقائد میں ان کتابوں سے کوئی اختلاف نہیں، یہی چیلنج تمام باطل فرقوں کو کیا جاتا ہے کہ آپ بھی ذرا ہمت کریں۔

ہر مدرسہ میں، اور کوئی کتاب بھی عقائد کی نہ ملے تو عقیدہ طحاویہ، اور شرح عقائد تو درساً وسبقاً پڑھی، پڑھائی جاتی ہیں یہ تو مل ہی جائیں گے، انہی سے ہر فرقہ اپنے عقائد جو گڑھے ہوئے، بنائے ہوئے ہیں دکھا دیں۔ کیونکہ یہ عقائد کی کتابیں بہت پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ آج کے اس پرفتن دور میں موجود ہر باطل فرقے کی ابتداء سے بھی پہلے کی ہیں ان تمام فرقوں کا ظہور، وجود، انگریزوں کے ہندوستان آنے کے بعد کا ہے، اور عقائد کی کتابیں انگریزوں سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں، ان تمام باطلین کا علماء اہلسنت دیوبند سے اختلاف، مخالفت انگریز کے زمانہ کی ہے، تو ان حضرات سے دلی درخواست ہے کہ آپ کا اختلاف اور مخالفت تو علماء دیوبند سے اس وقت شروع ہوئی ہے جب سے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی ہے، لیکن اس ڈیڑھ، دوصدیوں سے پہلے والے علماء، مفسرین، محدثین سے تو کوئی اختلاف نہیں آپ بھی انہی عقائد کی کتابوں میں درج شدہ عقائد جو قرآن وحدیث کی روشنی میں مرتب کیئے گئے ہیں دستخط کر دیں۔

رہی علماء دیوبند کی بات ان کی تو عقائد کی کتابیں بہت چھپ چکی ہیں، جن سب کا مرجع المہند علی المفند، کتاب ہے جو مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔ اس کو اٹھالیں اور جس مرضی سنی مسلّم عالم کی تفسیر، حدیث اور عقائد کی کتابوں میں لکھے گئے ایک ایک عقیدہ میں دیکھ بھال کرتے آئیں ان شاء اللہ کہیں اصولی چیزوں میں اختلاف نظر نہیں آئے گا آپ بھی ذرا اپنے مسلک کے تمام نام نہاد علماء کے دستخط والی عقائد کی کتابیں لائیں جس پر سب کا اتحاد واتفاق ہو ان شاء اللہ ایک کتاب بھی کسی مسلک والے کو ایسی نہیں ملے گی جس پر اس فرقے کے تمام مشہور ومعروف، نام نہاد علماء کے دستخط موجود ہو جیسا کہ المہند پر اس وقت کے مشہور ومعروف علماء کے دستخط موجود ہیں اور اس وقت کے تمام علماء اہلسنت کا اس میں تحریر کیئے گئے عقائد کے ساتھ اتفاق ہے۔

عقائد کی چند مشہور ومسلم کتابیں

(۱) فقہ اکبر، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ۔ (۲) عقیدہ طحاویہ، امام ابوجعفر الطحاوی۔ (۳) الاعتقاد، حضرت امام بیہقی (۴) الفرق بین الفرق علامہ ابومنصور (۵) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، علامہ لاکائی (۶) تبیین کذب المفتری، علامہ ابن عساکر (۷) البدایہ فی اصول الدین، علامہ صابونی (۸) شرح مقاصد، علامہ تفتازانی (۹) المسایرہ، علامہ ابن ہمام (۱۰) طوالع الانوار، علامہ بیضاوی (۱۱) غایۃ الاحکام، علامہ محب الدین طبری (۱۲) شرح عقائد، علامہ تفتازانی (۱۳) غایۃ المرام فی علم الکلام علامہ آمدی (۱۴) التبصیر علامہ طاہر اسفرائنی (۱۵) لمع الادلہ، امام الحرمین۔ (۱۶) الاقتصاد، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس کے علاوہ بھی بہت ساری عقائد کی کتابیں موجود ہیں، ہر فرقے کے علماء سے مطالبہ ہے کہ اپنے عقائد مذکورہ کتابوں میں سے کسی ایک میں دکھا دیں:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

تمام فرقے اپنے عقائد اپنی رائے سے ثابت کرتے ہیں

قارئین کرام! ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ قرآن وحدیث اجماع سے ثابت شدہ عقائد شروع سے چلے آرہے ہیں اور ذکر کردہ تمام علماء اصولیین نے عقائد کی کتابوں میں ایک ایک کرکے درج کردیئے ہیں۔ اب نئے سرے سے عقائد ثابت کرنے کی نہ ضرورت ہے نہ ثابت کیئے جاسکتے ہیں، جب کسی کا کوئی بھی عقیدہ چیک کرنا ہو تو اس سے یہ مطالبہ کریں کہ اپنا عقیدہ ان مسلّم شدہ کتابوں میں دکھائیں، اگر وہ کسی عقائد کی کتاب سے نہ دکھا سکے اور خود ہی قرآن یا حدیث پڑھ کر اپنے عقیدہ پر استدلال کرے تو سو فیصد یقین کرلیں کہ اس کا یہ عقیدہ باطل ہے، کیونکہ جب یہ ماہرین، مفسرین اپنے اپنے وقت کے مجددین، محدثین ومحققین، مسلّم سنی علماء کی لکھی ہوئی عقائد کی کتابوں میں اپنا عقیدہ نہیں دکھا سکتا تو معلوم ہو گیا کہ اس نے خود اپنا عقیدہ گڑھا، بنایا ہے۔ نیز اگر یہ اپنا عقیدہ عقائد کی کتابوں سے نہیں دکھا سکتا اور خود ہی قرآن کی آیت یا حدیث پڑھ کر استدلال کر رہا ہے تو اس کی کسی بات پر یقین نہیں کرنا۔ کیونکہ یہ اپنی رائے اور اپنی عقل سے قرآن وحدیث کی تشریح کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس کی عقل ورائے کا ذرہ کے برابر بھی اعتبار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں اس مولوی کے سپرد نہیں کیا بلکہ ''اولی الامر'' سپرد کیا ہے اور ''اولی الامر'' ہر زمانہ کے دارالافتا میں بیٹھے ہوتے ہیں، جو عقیدہ دارالافتاء سے قرآن وحدیث واجماع کی روشنی میں مفتیان دین، اکابرین، سلف صالحین کی فتاویٰ کی کتابوں اور عقائد کی کتابوں سے دکھائیں گے دل وجان سے تسلیم ہوگا ورنہ نہیں،

جب آپ حضرات ایک چھوٹے سے مسئلہ کے لئے دارالافتا سے رجوع کرتے ہیں تو جو دین کی بنیادی چیزیں ہیں اس میں مفتیان دین، اور جمہور علمائے حقہ کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے۔ یہ حضرات تو قرآن وحدیث کو اپنے عقائد کے تابع کرنا چاہتے ہیں حالانکہ قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت شدہ عقائد کے اپنے آپ کو تابع کرنا ضروری ہے جو کہ شروع سے علمائے حقہ لکھتے چلے آرہے ہیں۔

مناظرہ کے بعد منکر حیات کا صحیح العقیدہ ہوجانا

گکڑ ہٹہ یہ علاقہ کبیر والہ ضلع خانیوال کے قریب ہے مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں سب سے پہلے تقریر کرنے کے لئے گکڑ ہٹہ گیا تو دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث مفتی عبدالقادر، اور مہتمم مفتی محمد انور صاحب اور مولانا عبدالستار تونسوی صاحب رحمہ اللہ کے بھائی مولانا احسان صاحب یہ تمام حضرات میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ رات کے وقت تقریر تھی جب میں نے تقریر شروع کی تو کچھ دیر کے بعد اشاعت التوحید والسنۃ گکڑ ہٹہ کا صدر کھڑا ہو گیا اور اس نے مجھے کہا کہ آپ واپس نہ جائیں بلکہ کل کو ہمارا آپ سے مناظرہ ہوگا۔ میں نے کہا پھر اور کیا چاہئے۔ چنانچہ مولانا محمد انور صاحب رحمہ اللہ واپس آکر دارالعلوم کبیر والا سے کتابیں لے گئے اور میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نے رات وہیں قیام کیا۔ چنانچہ صبح کی نماز کے بعد بھی درس دیا اب ان کے بھی پانچ سات آدمی پیچھے آ کر درس میں بیٹھ گئے اور درس سنتے رہے۔ جب میرا درس ختم ہوا تو ان کا صدر جس کا نام حق نواز تھا اور جس نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا کھڑا ہوا اور کہا ہم نے آپ کو مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ لیکن جب احمد سعید نے سنا کہ کل مناظرہ کرنا ہے تو وہ بھاگ کر کہیں گندم کے کھیت میں چھپ گیا ہے، ہم ساری رات سوئے بھی نہیں ہیں اسے تلاش کرتے رہے ہیں مگر وہ ملا نہیں۔ چنانچہ اب آپ کو احمد سعید کے استاذ اللہ بخش سے مناظرہ کرنا پڑے گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کوئی تو آئے۔

اب ہم سب حق نواز کی حویلی میں چلے گئے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے میں نے لوگوں سے پوچھا آپ میں سے کوئی عربی پڑھا ہوا ہے؟ کہنے لگے نہیں۔ میں نے کہا پھر آپ ہماری گفتگو کا کیسے فیصلہ کریں گے؟ آپ کو کیا پتا چلے گا کہ کون ترجمہ صحیح کر رہا ہے اور کون غلط کر رہا ہے۔ آپ میں تین قسم کے لوگ ہیں ایک جو میرے ساتھی ہیں، وہ مجھے ہی زندہ باد کہیں گے خواہ میں کچھ بھی کہوں۔ ایک ان کے ساتھی ہیں وہ ان کو ہی زندہ باد کہیں گے خواہ میں جتنے دلائل دوں اور وہ کچھ بھی کہے اور ایک تیسرا طبقہ ہوگا جو نہ ان کے ساتھ ہوگا اور نہ ہمارے ساتھ ہوگا، وہ درمیان میں ہوگا اور پریشان ہو رہا ہوگا کہ پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔

لطیفہ...... ایک آدمی حج کرنے گیا پنجاب سے، اب وہاں کسی عربی دکاندار سے لڑ پڑا۔ اب یہ پنجابی میں گالیاں دیتا رہا اور وہ عربی میں گالیاں دیتا رہا۔ جب واپس خیمے میں آیا تو اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ عرب والوں کو حوصلہ بہت بڑا دیا ہے اللہ نے میں گالیاں دیتا تھا اور وہ قرآن ہی پڑھتا تھا۔ میں نے کہا اس پنجابی والا حال تمہارا ہوگا۔

تو آپ فیصلہ کیسے کریں گے اس پر وہ لوگ متفکر ہو گئے اور کہنے لگے پھر اس کا کیا حل ہے میں نے کہا اگر آپ مسئلہ سمجھنا چاہتے ہیں تو میرے ذہن میں بہترین حل ہے کہ علماء دیوبند کے تراجم اور تفاسیر موجود ہیں اسی طرح حدیث کی کتابیں بھی موجود ہیں۔ پہلے میں اپنی دلیل نکالوں گا لیکن خود نہیں پڑھوں گا۔ بلکہ آپ کے اردو خواندہ ساتھی کو دوں گا اور وہ حوالہ پڑھ کر آپ کو سنا دے گا۔ اسی طرح میں حدیث نکالوں گا اسے دے دوں گا وہ حدیث بھی پڑھے اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی پڑھ کر سنا دے گا اور اس پر جو تشریح ہوگی کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف وغیرہ وہ بھی آپ کو پڑھ کر سنا دے گا۔ اسی طرح جو آپ کے مولوی صاحب کی جو دلیل ہوگی وہ بھی اگر قرآن پاک کی آیت ہوگی تو اردو ترجمہ اور تفسیر اور اگر حدیث ہوئی تو اس کا اردو ترجمہ ہمارا آدمی وہ حوالہ پڑھ کر سنا دے گا۔ مناظر کا کام صرف اتنا ہوگا کہ وہ حوالہ نکال کر دے گا۔ آپ اس کو سنیں اور اچھی طرح دیکھیں تاکہ آپ اس کو سمجھیں۔ کیونکہ آپ اردو دان ہیں اور اردو کو آپ آسانی سے سمجھ سکیں گے اس طریقے سے تو کوئی فیصلہ ہو جائے گا اور آپ کے پلے بھی کوئی بات پڑ جائے گی اور اگر مرغوں کی لڑائی آپ نے دیکھنی ہے کہ وہ کچھ کہتے رہیں، ہم کچھ کہتے رہیں پھر اس کا فائدہ کوئی نہیں ہوگا چنانچہ مہر حق نواز جو مناظرہ کروا رہا تھا وہ کہنے لگا ٹھیک ہے چنانچہ مناظرہ شروع ہو گیا۔ میں نے معارف القرآن کی پہلی جلد اٹھائی اور اس سے آیت شہدا کی تلاوت کی۔ اب اس آیت کے نیچے حیات انبیاء کا ذکر تھا۔ چنانچہ میں نے معارف القرآن حق نواز کو دے دی۔ حق نواز نے آیت پڑھی اور ساری تشریح بھی پڑھی کہ اس سے انبیاء کی موت کے بعد قبور میں حیات ثابت ہے۔ اب میں نے کہا مولوی صاحب آپ بھی کوئی آیت نکالیں اس نے نکالی۔ اب اس نے پڑھی اور کہا جو مسئلہ ہم سمجھنے آئے ہیں وہ تو اس میں ہے ہی نہیں جو آیت مولوی صاحب نے نکال کر دی ہے۔ کیونکہ آیت میں شہدا کی حیات کا لفظ ہے اور مفسرین نے اس کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تفسیروں میں حیات انبیاء کا ذکر بھی فرمایا ہے اور اس مولوی صاحب کی نکالی ہوئی آیت میں کسی شئی کا ذکر نہیں۔ پھر میں نے ترجمان السنہ سے حدیث نکال کر دکھائی۔ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلّون'' میں نے کہا اعراب لگے ہوئے ہیں خود ہی عبارت پڑھو اور خود ہی ترجمہ کرو۔ اب میں نے کہا پہلے تو قرآن پاک کی آیت مبارکہ پڑھی تھی جس میں سندوں کی بحث نہیں تھی۔ اب حدیث مبارکہ ہے اور یہاں سندوں کی بحث چلے گی۔

چنانچہ مناسب یہ ہے کہ اس سے قبل کہ مولوی صاحب اس کی سندوں پر بحث کریں یہ بھی ایک حدیث سنا دیں تاکہ سندوں کی بحث بعد میں چلے کیونکہ اگر فقط میں نے حدیث پڑھی تو مولوی صاحب صحیح سے صحیح حدیث کی سند پر بھی اعتراض کر دیں گے۔ کیونکہ کوئی بڑے سے بڑا راوی بھی ایسا مشکل سے ملے گا جس کو کسی نے ضعیف نہ کہا ہو اور ضعیف ترین راویوں کی بھی کسی نہ کسی نے تعریف کی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت نے فرمایا جب میں نے یہ حدیث پڑھی تو اس حق نواز نے اس مولوی اللہ بخش سے کہا کہ آپ اس کا جواب دیں اس نے کہا کہ یہ قائل ہیں دنیاوی زندگی کے اور اس میں دنیاوی کا لفظ آیا ہی نہیں۔ میں نے کہا کوئی اور لفظ برزخی وغیرہ آیا ہے اس نے کہا نہیں میں نے کہا حدیث تو بے فائدہ ہوئی، نہ تیرے کام کی نہ میرے کام کی۔ تیرے اعتبار سے اللہ کے پیغمبر نے ایسی بات فرمائی جو نہ تیرے کام کی نہ میرے کام کی۔ گویا کہ معاذ اللہ تیرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث نکمی بات ہوتی ہے۔ میں نے کہا حدیث کے الفاظ ہیں: ''الانبیاءُ احیاءٌ فی قبورِھم یصلّون'' اور یہ متواتر حدیث ہے اس میں حضرت محمد ﷺ کی قبر کا ذکر ہے۔ مسلمان تو مسلمان کافر بھی یہ بات مانتے ہیں کہ حضرت پاک کی قبر مطہر مدینہ منورہ میں ہے۔ اگر کسی کو انکار ہے تو مجھے بتا دو سب کہنے لگے وہیں قبر ہے میں نے کہا مسلمان تو مسلمان کافر بھی یہ بات مانتے ہیں کہ جو مدینہ پاک کی قبر میں آنحضرت ﷺ کا جسد اطہر ہے وہ دنیا والا ہے، وہی جسد اطہر جو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوا، وہی جس نے ہجرت کی، وہی جس نے جہاد کیا، وہی جسم جو معراج پر گیا، جب اس حدیث میں قبر کی حیات کا تذکرہ ہے تو دنیا والا جسم ہی حیات سے فیض یاب ہوا۔ آنحضرت کی حیات فی القبر کو حیات دنیوی کہنے کا مطلب اتنا ہی ہے کہ یہی دنیا والا جسم فائز الحیات ہے۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت کو معراج جسمانی ہوا تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ یہ جسم ہی معراج پر گیا۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت کو حیات دنیاوی حاصل ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ دنیا والا جسم ہی فائز الحیات ہے۔ پھر میں نے کہا اس سے یہ پتہ چلا کہ تینوں باتیں یقینی ہیں:

(۱) حدیث متواترات میں سے ہے (۲) حضرت کی قبر مبارک بھی مدینے میں ہے (۳) اور اس قبر میں جو جسد اطہر ہے وہ دنیاوالا ہے، خواب خیال والا نہیں۔

جب یہ تینوں باتیں یقینی ہیں تو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ اسی جسد اطہر کو حیات حاصل ہے۔ پھر میں نے کہا آپ بھی کوئی حدیث ''الانبیاء اموات فی قبورھم لا یصلّون'' پیش کریں۔ اس پر مولوی اللہ بخش کہنے لگا۔ مہر حق نواز نے زیادتی کی ہے، مجھے یہ نہیں بتایا کہ امین سے مناظرہ کروانا ہے۔ اگر بتلا دیتے تو میں تیاری کر کے آتا۔ اب میری تیاری نہیں ہے چنانچہ وہ مناظرہ ختم ہو گیا۔ اب حق نواز جس نے مناظرہ کروایا تھا مجھے کہنے لگا کہ ابھی آپ واپس نہ جائیں چائے تیار ہو رہی ہے۔ وہ پی کر جائیں یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا، کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں نوٹوں کے دو ہار تھے اس نے وہ ہار مجھے پہنا دیئے۔ مہر حق نواز پھر چلا گیا ہم نے چائے وغیرہ پی اس کے بعد ہمارے ساتھیوں نے جلوس کی شکل میں مجھے علاقہ میں نعروں کی گونج عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ آباد پھرایا۔ وہ حق

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نواز ساتھ نہیں تھا۔ ہم واپس آ کر پھر وہیں بیٹھ گئے۔ میں نے ہار وغیرہ بھی اتار دیئے۔ کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھا جس کا نام مہر غلام محمد تھا لاٹھی ٹیکتا ہوا آیا اس نے آ کر لوگوں سے پوچھا مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کہاں ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں وہ رو رہا تھا اور مجھے کہا آپ مجھے ملیں میں جب اٹھا اس نے مجھے اتنا پکڑا کہ چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا اور ساتھ ساتھ رو بھی رہا تھا۔ جب بیس منٹ کے قریب گزر گئے اس نے مجھے کہا یہ حق نواز میرا چھوٹا بھائی ہے اور میں اس کا بڑا بھائی ہوں اس دنیا میں ہم دو ہی بھائی ہیں۔ یہ مماتی ہے میں حیاتی ہوں۔ اس وجہ سے پندرہ سال سے ہماری آپس میں بول چال بند تھی کہ احمد سعید نے فتویٰ دیا ہوا تھا کہ جو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں ان کے ساتھ بولنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ یہ مجھے کہتا تھا کہ تو کافر ہے اس لئے میں تجھ سے نہیں بولتا۔ پندرہ سال میں میرے دو نوجوان بیٹے فوت ہوئے سارے لوگ مجھے تسلی دینے کے لئے آئے لیکن یہ نہیں آیا۔ اس نے کہا تو مسلمان ہی نہیں ہے۔ ان پندرہ سالوں کے دوران میں نے چار حج کئے اور ہمارے ہاں رواج ہے کہ حج پر جاتے وقت بھی کئی دیگیں خیرات کی اتارتے ہیں اور واپسی پر بھی لمبا چوڑا خیرات کا پروگرام بنتا ہے، لیکن یہ نہ کبھی جاتے وقت میرے پاس آتا اور نہ میرے واپس آنے پر ملاقات کے لئے آتا البتہ اتنا پیغام بھیج دیتا تھا کہ ابھی تو نے ابوجہل جتنے حج نہیں کئے۔ ابوجہل نے تجھ سے زیادہ حج کئے ہوئے تھے۔ میں انہی دکھوں میں بیمار ہوں کہ اللہ نے مجھے ایک ہی بھائی دیا تھا وہ بھی مولویوں نے مجھ سے چھین لیا۔ کیونکہ میں مریض ہوں اس لئے مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ رات یہاں کوئی مناظرہ تھا یا نہیں۔ آج پندرہ سال کے بعد میرا بھائی میرے گھر گیا اور جاتے ہی مجھ سے لپٹ گیا اور رو رو کر مجھے کہہ رہا تھا کہ جن مولویوں نے ہمیں پندرہ سال آپس میں لڑایا آج مناظرہ میں کہتے ہیں کہ ہماری تیاری نہیں۔ ہمیں پندرہ سال بغیر تیاری کے لڑاتے رہے۔ اس کے بعد وہ حق نواز جو پہلے مماتی تھا وہ پکا سچا حیاتی بن گیا ہے۔ (تسکین الاذکیا مولانا محمود عالم، ص ۳۵۴)

اپنی رائے سے قرآن وحدیث کی تشریح کرنے کا مطلب

حدیث شریف میں، اپنی ہی رائے سے قرآن وحدیث کی تشریح کرنے پر بڑی وعیدات آئی ہیں اب سمجھنا یہ ہے کہ اپنی رائے سے قرآن وحدیث کی تشریح کہتے کسے ہیں:

۱...... واضح اور صاف مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کی کسی بھی آیت کا یا احادیث میں سے کسی بھی حدیث کا ایسا معنی ومطلب بیان کرنا کہ یہ معنی اور مطلب جمہور علماء حقہ کے عقائد سے ٹکرائے اور اکابرین، سلف صالحین کی لکھی ہوئی تفاسیر شروحات احادیث اور عقائد کی کتب میں وہ معنی اور مطلب کہیں نہ پایا جائے۔

۲...... جس زمانہ میں وہ معنیٰ اور مطلب، قرآن وحدیث سے نکالا جا رہا ہے اس زمانہ کے مشہور ومعروف اہلسنت علماء، جمہور مفتیان دین اور درس وتدریس میں زندگیاں کھپانے والے شیوخ القرآن وشیوخ الاحادیث اس مطلب کشید کرنے والے کی مخالفت کریں اور علی الاعلان یہ کہیں کہ اس معنی اور مطلب کی شرعی لحاظ سے کوئی گنجائش نہیں۔

۳...... کوئی بھی شخص کسی بھی آیت یا حدیث کو پڑھ کر اپنے کسی عمل، بدعت، عقیدہ پر پیش کرے کہ عام سنی علماء کرام سنتے ہی یہ کہیں کہ یہ کیا بات ہوئی؟ تو سمجھ لیں کہ اس نے اپنی رائے سے اپنی بدعت پر قرآن وحدیث سے مطلب نکالا ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ تفسیر بالرائے کی تشریح اس طرح کی ہے۔ ''من

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تکلم فی معناہ او فی قراتہ من تلقاء نفسہ من غیر تتبع اقوال الائمۃ من اھل اللغۃ والعربیۃ المطابقۃ للقواعد الشرعیۃ بل بسبب مایقتضیہ عقلہ وھو مما یتوقف علی النقل (مرقاۃ)''

(ترجمہ) ''جو شخص قرآن کا معنی و مطلب یا اس کی قرأت اپنی طرف سے بیان کرے اور اس میں ائمہ لغت کے اقوال کی جو قواعد شرعیہ کے موافق ہیں، رعایت نہ کرے بلکہ جو کچھ اس کی عقل میں ہے وہی معنی بیان کرے اور باوجود نقل کی احتیاج کے اس کی طرف توجہ ہی نہ کرے ایسا آدمی قرآن کی تفسیر اپنی عقل اور اپنی رائے سے کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قواعد شرعیہ کی رعایت نہ کرتے ہوئے جو قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ قرآن کے معنی ومطلب بیان کرنا تفسیر بالرائے کہلاتا ہے۔''

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا فرمان مبارک

عن یزید بن عمیرۃ وکان من اصحاب معاذ قال کان لا یجلس مجلسا للذکر حین یجلس إلا قال اللہ حکم قسط ھلک المرتابون فقال معاذ بن جبل یوما إن من ورائکم فتنا یکثر فیھا المال، ویفتح فیھا القرآن حتی یأخذہ المومن والمنافق والرجل والمرأۃ والصغیر والکبیر والعبد والحر، فیوشک قائل أن یقول ما للناس لا یتبعونی وقد قرأت القرآن ما ھم بمتبعی حتی أبتدع لھم غیرہ، فإیاکم وما ابتدع، فإن ما ابتدع ضلالۃ، وأحذرکم زیغۃ الحکیم، فإن الشیطان قد یقول کلمۃ الضلالۃ علی لسان الحکیم، وقد یقول المنافق کلمۃ الحق قال قلت لمعاذ ما یدرینی رحمک اللہ أن الحکیم قد یقول کلمۃ الضلالۃ وأن المنافق قد یقول کلمۃ الحق؟ قال بلی اجتنب من کلام الحکیم المشتھرات التی یقال ما ھذہ؟ ولا یثنینک ذلک عنہ، فإنہ لعلہ أن یراجع، وتلق الحق إذا سمعتہ، فإن علی الحق نورا (سنن ابوداؤد، باب لزوم السنۃ)

حضرت یزید بن عمیرۃ رضی اللہ عنہ جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب بھی وعظ کے لئے بیٹھتے یہ کلمات ضرور فرماتے اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والا انصاف کرنے والا ہے۔ شک میں پڑنے والے ہلاک ہوئے (اپنے عقائد واعمال میں جن کو شک ہے) ایک دن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بعد بہت سے فتنے پیدا ہوں گے اس زمانہ میں مال بہت ہوگا اور قرآن (ہر ایک کے لئے) کھلا ہوا ہوگا جس سے مؤمن بھی دلیل پکڑے گا اور منافق بھی، بڑا بھی اور چھوٹا بھی (بڑے سے مراد علماء چھوٹے سے مراد ہر عامی آدمی) غلام بھی اور آزاد بھی، بعید نہیں کہ کوئی کہنے والا یوں کہے کیا بات ہے؟ میں نے قرآن پڑھ (کر استدلال کر) لیا پھر بھی لوگ میری پیروی نہیں کرتے (لگتا ہے کہ) لوگ اس وقت تک میری پیروی نہیں کریں گے جب تک میں ان کے سامنے کوئی نئی بات (عقیدہ، بدعات) پیش نہ کروں (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دین میں) جدت طرازی سے بچتے رہنا کیونکہ یہ گمراہی ہے اور میں تمہیں عالم کی لغزش سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان کبھی گمراہی کی بات عالم کے منہ سے بھی نکلوا دیتا ہے اور کبھی منافق آدمی بھی سچی بات کہہ سکتا ہے (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے پوچھا کہ حضرت مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ صاحب علم نے گمراہی کی بات کہی ہے اور منافق کے منہ سے کلمہ حق نکلا ہے۔ (آخر حق اور باطل کی پہچان کیا ہوگی) تو فرمایا ہاں اس کی علامت یہ ہے کہ صاحب علم کی ایسی مشتبہ (خلط ملط) بات سے پرہیز کرو جس کے بارے میں (عام اہل علم سنی حضرات کی جانب سے) کہا جائے یہ کیا بات ہوئی؟ (ایسی صورت میں یقین کر لو کہ یہ بات، مسئلہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

غلط ہے) لیکن صرف اس غلطی کی بنا پر تمہیں اس سے لاتعلق نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ اپنی غلطی سے رجوع کر لے (ہاں حق واضح ہوجانے کے بعد بھی وہ اپنی غلطی پر اصرار کرے اور ڈٹ جائے تو ایسا شخص عالم ہی نہیں بلکہ جاہل ہے اس سے بچنا ضروری ہے) اور حق بات جس سے سنو اسے قبول کرلو کیونکہ حق نور سے روشن ہوتا ہے۔

اپنی رائے سے قرآن وحدیث کی تشریح کرنے پر وعیدات

قرآن وحدیث کی ایسی تشریح کرنا جو جمہور اہلسنت علماء حقہ، سلف صالحین، ائمہ مجتہدین کے کسی مسئلہ عقیدہ وعمل، قول وفعل سے نہ ٹکرائے تو اس کی کسی نہ کسی درجہ میں گنجائش ہے۔ اگر چہ اس میں بھی افضل یہی ہے کہ یہ تشریح بھی بحوالہ ہونی چاہئے۔ ہاں! اگر اس کی ہوئی تشریح کہیں جا کر ٹکرا جاتی ہے تو اس کی قطعاً گنجائش نہیں اور وہ اپنی رائے سے ہی مطلب نکالنا ہوگا اور اپنی رائے سے قرآن وحدیث یا کسی بھی مسئلہ کی تشریح کرنا بہت ہی خطرناک اور ایمان کے لحاظ سے نقصان دہ ہے تفسیر وتشریح کی یہ گنجائش بھی صرف ان حضرات کے لئے ہے جو اس فن کے ماہر ہوں۔ صرف اردو کتابیں، اردو قرآن پاک کا ترجمہ اور اپنے مطالعہ کے زور پر مجتہد بننا مناسب نہیں۔ فقہ، احادیث پر خوب دسترس حاصل ہو اور شریعت کا مزاج بھی سمجھتا ہو ورنہ صراط مستقیم سے پھسلنے کے قوی امکانات ہیں اور خوب تجربہ شاہد ہے۔ ہر عام آدمی کو جو اس فن تفسیر وحدیث کا ماہر نہیں قرآن وحدیث کی تشریح ومطلب کشید کرنے کی قطعاً اجازت نہیں اب جو آدمی ان قیودات کے باوجود مفسر ومحدث بنا ہوا ہے اور اپنی ہی رائے کو جمہور اہلسنت علماء حقہ کی رائے پر ترجیح دیتا ہے وہ سب سے بڑا بدعتی ہے، سنت کی مخالفت کرنے والا ہے، تمام تر ان وعیدات کا مستحق ہے جو ایک بدعتی کے متعلق آتی ہیں تاجی جماعت جمہور اہلسنت نے اجتماعی طور پر اگر فتویٰ دیا ہے۔ اس کے گمراہ و بددین ہونے یا کافر ہونے کا تو یہ بالکل ایسے ہی سمجھا جائے گا علماء سوء کے متعلق جو احادیث آئی ہیں ان کا یہ کامل مصداق ہوگا۔

حدیث نمبر ۳۳...... عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ علم الناس سنتي وإن كرهوا ذلك وإن أحببت أن لا توقف على الصراط طرفة عين حتى تدخل الجنة، فلا تحدثن في دين الله حدثا برأيك۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے طریقے پر (چلنے کی) لوگوں کو دعوت دو اگر چہ وہ اس کو ناپسند کریں اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ پل صراط پر آپ کو آنکھ جھپکنے کے برابر جتنی دیر بھی نہ روکا جائے یہاں تک آپ جنت میں داخل ہو جائیں تو پھر ہرگز، ہرگز اپنی رائے سے اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی بات بیان نہ کریں۔ (اور اپنی رائے سے تفسیر وتشریح نہ کریں) (الالبانی شرح طحاوی اخرجہ الخطیب فی تاریخ البغداد، ج ۴ ص ۳۸۰)

حدیث نمبر ۳۴...... عن أبي هريرة قال، قال رسول الله ﷺ ما من داع يدعو إلى شيء وقف يوم القيامة لازما لدعوته ما دعا اليه وإن دعا رجل رجلا (ابن ماجہ، باب من سن سنۃ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے بھی کسی انسان کو کسی بھی چیز کی طرف بلایا (ہدایت، یا ضلالت کی طرف) تو اس کو اس کی دعوت کی وجہ سے لازماً قیامت والے دن روکا جائے گا جو بھی اس نے دعوت دی (نیکی کی یا برائی کی) اگر چہ (ساری زندگی میں) ایک ہی آدمی کو کیوں نہ بلایا ہو۔

حدیث نمبر ۳۵...... عن مالك بن انس انه بلغه، ان رسول الله ﷺ قال ما من داع يدعو إلى

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

هدى، إلا كان له مثل أجر من اتبعه لا ينقص ذلك من أجورهم شيئا، وما من داع يدعو إلى ضلالة، إلا كان عليه مثل أوزارهم، لا ينقص ذلك من أوزارهم شيئا (موطاامام مالک، کتاب الصلوۃ العمل فی الدعا)

حضرت مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی بھی شخص کو نیکی کی طرف دعوت دی تو جس جس نے اس کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس کی پیروی کی تو اس بلانے والے کو برابر سرابر اجر ملے گا جو جو انہوں نے نیک اعمال کئے اور ان کے اُجر میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں آئے گی اور جس شخص نے کسی بھی شخص کو گمراہی کی طرف دعوت دی تو جس نے بھی اس کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس کی بات مانی تو اس بلانے والے کو برابر سرابر گناہ ہوگا۔ جو جو انہوں نے گمراہی اختیار کی (اور غلط کام کیئے) اور ان کے گناہوں میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔

اہل بدعت کے رذائل احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر ۳٦......عن حذيفة بن اليمان قال، قال رسول الله ﷺ لا يقبل الله لصاحب بدعة صوما، ولا صلاة، ولا صدقة، ولا حجا، ولا عمرة، ولا جهادا، ولا صرفا، ولا عدلا، يخرج من الإسلام كما تخرج الشعرة من العجين۔ (ابن ماجہ، باب اجتناب البدع والجدل)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول فرماتے ہیں، نہ نماز، نہ صدقہ قبول فرماتے ہیں، نہ حج یا عمرہ، نہ جہاد قبول فرماتے ہیں، نہ فرض ونفل، وہ اسلام سے ایسے باہر نکل جاتا ہے جیسے بال آٹے سے باہر نکال لیا جائے (یعنی جیسے بال آٹے سے باہر نکال لیں تو کوئی پتہ نہیں چلتا اور آٹے کو کوئی فرق نہیں پڑتا بالکل اسی طرح بدعتی بھی اسلام سے باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں لیکن نہ ان کو خود کو پتا ہوتا ہے کہ میں باہر نکل چکا ہوں نہ لوگوں کو اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ اسلام سے باہر نکل گیا ہے کہ اس سے اپنا دین وایمان بچا سکیں)

حدیث نمبر ۳۷......عن عبدالله بن عباس عن النبی ﷺ قال اتقوا الحديث عني إلا ما علمتم فمن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار، ومن قال في القرآن برأيه، فليتبوأ مقعده من النار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (بغیر تحقیق کے) میری طرف منسوب احادیث بیان کرنے سے بچتے رہو، مگر وہی جن کا تمہیں یقین ہو (سنداً، متناً، حدیث کے صحیح ہونے کا یقین ہو) پس جس شخص نے بھی جان بوجھ کر میری طرف سے جھوٹی حدیث بیان کی پس اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس شخص نے بھی قرآن پاک کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس کا ٹھکانہ بھی جہنم ہے۔ (یعنی ایسا ترجمہ کیا۔ ایسا معنیٰ ومطلب قرآن کا بیان کیا جو آج تک کسی سنی عالم مفسر نے نہ کیا ہو، تو وہ تفسیر بالرائے کہلائے گی۔ (ترمذی شریف، باب الذی یفسر القرآن برأیہ)

حدیث نمبر ۳۸......عن جندب بن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ من قال في القرآن برأيه فأصاب فقد أخطأ۔ (ترمذی شریف، ایضاً)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے بھی قرآن پاک میں (معنی و مطلب، تفسیر میں) اپنی رائے سے کوئی بات کہی پھر (اتفاقاً) وہ درست بھی نکل آئی تو بھی اس نے غلط کام کیا (کیونکہ وہ اس فن کا ماہر نہیں جیسے کوئی ڈاکٹری والے فن کا ماہر نہ ہوتے ہوئے کسی کو انجیکشن لگادے تو وہ مجرم ہے ایسے ہی یہ شخص بھی مجرم ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر ۳۹......قال رسول اللہ ﷺ من نظر الی صاحب بدعۃ بغضاً لہ فی اللہ ملأ اللہ قلبہ امنا و ایمانا و من انتھر صاحب بدعۃ بغضا لہ فی اللہ امنہ اللہ یوم القیامۃ و من استحقر بصاحب بدعۃ رفعہ اللہ فی الجنۃ مائۃ درجۃ و من لقیہ بالبشر او بما یسر فقد استخف بما انزل اللہ علی محمد ﷺ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی بدعتی کو (جو عقیدہ یا عمل کے لحاظ سے بدعتی ہے) اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے (کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو خراب کر رکھا ہے) اپنا دشمن سمجھے۔ (۱) اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دے گا۔ (۲) اور جو کسی بدعتی کو نفرت سے ڈانٹے تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کو سلامتی عطاء فرمائے گا۔ (۳) اور جو شخص کسی بدعتی کو حقارت سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیئے جنت میں سو درجات بلند فرمائے گا۔ (۴) اور جو اس سے خندہ پیشانی سے ملے یا اسے خوش کرے (ہدیے تحفے دے کر یا خدمت کر کے) تو گویا اس نے آپ ﷺ پر نازل ہونے والے کلام اللہ کو حقیر سمجھا۔ (غنیۃ الطالبین، العقائد والفرق الاسلامیہ ص ۱۶۵)

حدیث نمبر ۴۰...... عن عبداللہ بن عباس قال، قال رسول اللہ ﷺ أبی اللہ أن یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ (ابن ماجہ، باب اجتناب البدع)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے اعمال قبول کرنے سے انکار فرما دیتے ہیں جو (اعتقاداً) بدعتی ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ دے۔

حدیث نمبر ۴۱......قال رسول اللہ ﷺ إن للہ تعالی ملکاً ینادی کل یوم من خالف سنۃ رسول اللہ ﷺ لم تنلہ شفاعتی (قوت القلوب، کتاب العلم ج ۱ ص ۴۷۹)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر روز اعلان کرتا ہے کہ جس نے بھی رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی مخالفت کی (یعنی اہل سنت کے علاوہ، اعمال اور عقائد اختیار کئے) اس شخص کو میری شفاعت حاصل نہیں ہوگی۔

اہل سنت کے فضائل احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر ۴۲......قال رسول اللہ ﷺ اللھم ارحم خلفائی قلنا یا رسول اللہ و من خلفائک؟ قال رسول اللہ ﷺ الذین یأتون من بعدی، یروون أحادیثی و سنتی، ویعلمونھا الناس (شرف اصحاب الحدیث ص ۳۱)

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے خلیفوں پر رحمت فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے خلیفہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو میرے بعد میری احادیث روایت کریں گے (پڑھنے پڑھانے اور لکھنے کے ذریعے) اور میری سنت کو پھیلائیں گے (لوگوں کو صحیح عقائد و اعمال بتائیں گے) اور لوگوں کو سکھائیں گے۔ (عمل کر کے دکھائیں گے)

حدیث نمبر ۴۳...... قال رسول اللہ ﷺ من حفظ سنتی أکرمہ اللہ تعالی بأربع المحبۃ فی قلوب البررۃ و الھیبۃ فی قلوب الفجرۃ و السعۃ فی الرزق و الثقۃ فی الدین، (شرح شرعۃ الاسلام لسید علی زادہ، ج ۱ ص ۸)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے میرے سنت طریقے کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کو چار انعامات سے نوازیں گے۔ (۱) نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیں گے۔ (۲) اور فاجر لوگوں کے دلوں میں اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی ہیبت، رعب ڈال دیں گے۔(۳)اور رزق میں وسعت عطا فرمائیں گے۔(۴)اور دین میں مضبوطی عطاء فرمائیں گے(کہ خاتمہ بالخیر ہوگا)

علماء حق کے فضائل

حدیث نمبر ۴۴......عن الاحوص بن حکیم عن ابیه قال سال رجل النبیﷺ عن الشر فقال۔ لاتسألونی عن الشر، وسألونی عن الخیر، یقولها ثلاثا، ثم قال ألا إن شر الشر شرار العلماء، وإن خیر الخیر خیار العلماء۔ حضرت احوص اپنے باپ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے بدترین چیز کیا ہے اس آدمی نے یہی سوال تین دفعہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے شر کے بارے میں نہ پوچھا کرو بلکہ خیر کے متعلق پوچھا کرو تو پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بدترین لوگ علماء سوء ہیں اور سب سے بہترین لوگ علماء حق ہیں۔ (سنن دارمی باب التوبیخ)

حدیث نمبر ۴۵......عن مکحول قال قال رسول اللہ ﷺ فضل العالم علی العابد کفضلی علی أدناکم ثم تلا هذه الآية(إنما يخشى الله من عباده العلماء)ثم قال إن الله وملائكته وأهل سماواته وأرضيه والنون فی البحر یصلون علی الذین یعلمون الناس الخیر (سنن دارمی باب من قال العلم الخشیۃ)

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ صحابی پر میری فضیلت، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی سوائے اس کے نہیں اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی خشیت رکھتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے اور ساتوں آسمانوں والی تمام مخلوق اور ساتوں زمین والی تمام مخلوق اور مچھلیاں سمندروں میں(اور ایک روایت میں ہے کہ چونٹیاں اپنی بلوں میں)ان لوگوں کے لئے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتی ہیں جو لوگوں کو خیر(اہلسنت کے عقائد واعمال، سنت طریقہ)کی تعلیم دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴۶......عن أنس بن مالک یقول قال النبی ﷺ إن مثل العلماء فی الأرض کمثل النجوم فی السماء یهتدی بها فی ظلمات البر والبحر، فإذا انطمست النجوم أوشک أن تضل الهداة

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علماء(حق)کی مثال زمین میں ایسے ہے جیسے آسمان میں ستارے ان ستاروں سے(جیسے)خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے(بالکل ایسے ہی علماء حق سے رات، دن، خشکی، سمندر ہر جگہ ان سے ہدایت ملتی رہتی ہے) (مسند احمد، باب مسند انس بن مالک)

پس جب ستارے بجھ جائیں تو قریب ہے کہ راستہ گم ہو جائے۔(بالکل ایسے ہی اگر علمائے حق کمزور، بزدل، دنیادار، خواہش پرست بن جائیں تو پھر قریب ہے کہ عوام سیدھے راستے سے بھٹک جائے)

علماء سوء کے رذائل

عن هشام صاحب الدستوائی، قال قرأت فی کتاب بلغنی أنه من کلام عیسی علیہ السلام تعملون للدنیا، وأنتم ترزقون فیها بغیر عمل، ولا تعملون للآخرة، وأنتم لا ترزقون فیها إلا بالعمل، ویلکم علماء السوء!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لأجر تأخذون، والعمل تضيعون، يوشك رب العمل أن يطلب عمله، وتوشكون أن تخرجوا من الدنيا العريضة إلى ظلمة القبر وضيقه الله ينهاكم عن الخطايا كما أمركم بالصلاة والصيام، كيف يكون من أهل العلم من سخط رزقه واحتقر منزلته، وقد علم أن ذلك من علم الله وقدرته؟ كيف يكون من أهل العلم من اتهم الله فيما قضى له، فليس يرضى شيئا أصابه؟ كيف يكون من أهل العلم من دنياه آثر عنده من آخرته، وهو في الدنيا أفضل رغبة؟ كيف يكون من أهل العلم من مصيره إلى آخرته، وهو مقبل على دنياه، وما يضره أشهى إليه أو قال أحب إليه مما ينفعه؟ كيف يكون من أهل العلم من يطلب الكلام ليخبر به، ولا يطلبه ليعمل به؟ حضرت ہشام الدستوائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان مبارک پڑھا ہے (کہ انہوں نے علماء سوء کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے علماء سوء) تم کام کرتے ہو (دین کا) دنیا کمانے کے لئے حالانکہ تمہیں رزق دیا جاتا اس دنیا میں بغیر (دین کا) کام کیئے بھی، (جیسے دنیاداروں کو مل رہا ہے بغیر دین کا کام کئے یعنی انہوں نے دین کو کاروبار نہیں بنایا پھر بھی ان کو رزق مل ہی رہا ہے تم بھی اگر دین کو کاروبار نہ بھی بناتے تو رزق مل ہی جاتا لیکن تم نے اس کے دین کو کھانے پینے کا ذریعہ بنا کے بہت برا کیا) اور نہیں تم کام کرتے (دین کا) آخرت کے لئے (اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے دین کا کام نہیں کرتے) حالانکہ تمہیں آخرت میں رزق نہیں دیا جائے گا (جنت والا) مگر (دین کا) کام کرنے کی وجہ سے، (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے) اور بربادی ہو تمہارے لئے اے علماء سو تم لیتے ہو پیسہ (اور کھانے پینے کی چیزیں ختم وغیرہ کے ذریعے) اور ضائع کر دیتے ہو تم (ثواب نیک) عمل کا، عنقریب تم چلے جاؤ گے وسیع اور عریض دنیا سے، تنگ اور تاریک قبر کی طرف اللہ تعالیٰ تمہیں روکتا ہے گناہوں سے (بدعات، خواہشات، بداعمال سے) جیسے کہ تمہیں حکم دیتا ہے نماز پڑھنے کا اور روزے رکھنے کا، کیا بنے گا اس عالم کا جس نے ناراض کر دیا (اپنے آخرت والے) رزق کو اور حقیر بنالیا اس نے اپنی (علم والی) قدر و منزلت کو حالانکہ وہ جانتا ہے کہ بے شک وہ (دنیا والا رزق) اللہ تعالی کے علم اور قدرت میں ہے یا وہ خود، کیا بنے گا اس عالم کا جس نے متہم کیا اللہ تعالی کو اس چیز میں جس کا اللہ تعالی نے فیصلہ کر رکھا تھا اس کے لئے، پس یہ راضی نہیں ہوا (اللہ تعالیٰ کی قضاء پر) اجو اس کو ملا (حلال کا اور اس نے مال کمانے کے چکر میں دین کو آڑ بنائے رکھا) کیا بنے گا اس عالم کا جس کی دنیا زیادہ راجح ہے اس کے نزدیک اس کی آخرت سے، حالانکہ وہ دنیا میں زیادہ لائق تھا اعراض کرنے کے لحاظ سے (دنیا سے) کیا بنے گا اس عالم (سوء) کا جس کا اصل ٹھکانہ آخرت ہے حالانکہ وہ ابھی متوجہ ہے اپنی دنیا کی طرف اور وہ چیز جو اس کو نقصان دے گی (آخرت میں) وہ زیادہ محبوب ہے (یعنی دنیا بدعات ناجائز خواہشات، بدعملیاں، غلط عقائد یہ اس کو زبردست قسم کا آخرت میں نقصان دیں گے لیکن پھر بھی اس کو دنیا میں اچھی لگ رہی ہیں) ان چیزوں سے جو اس کو نفع دیں گیں (آخرت میں اچھے عقائد و اعمال وغیرہ) کیا حال ہوگا اس عالم (سوء) کا جو سیکھتا ہے کلام (قرآن وحدیث) تا کہ اس کے ذریعے تقریر کرے، اس لئے نہیں سیکھتا تا کہ اس پر وہ خود بھی عمل کرے، (پتہ نہیں اس کا بنے گا کیا قیامت والے دن اور مرنے کے بعد۔　　　(داری باب التوبخ)

نوٹ: اصل کتاب کے (ص ۱۲۸ تا ۱۳۴) مصنف صاحب کی کتاب "التحقیق المتین فی حیات النبی الامین" میں آچکا ہے۔ تکرار سے بچنے کی خاطر حذف کیا جاتا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1